سورہ احزاب(۳۰، ۲۸،۲۹)

يَانِسَاءَ النَّبِيِّ مَنْ يَأْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ يُضَاعَفْ لَہَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ وَكَانَ ذَلِكَ عَلَى اللهِ يَسِيرًا

ترجمہ:اے نبی تم اپنی ازواج سے یہ کہہ دو کہ اگر تم زندانی دنیا اوراسکی زینت کی خواستگار ہو تو آو میں تم کو نفع پہنچا دو اورپھر تمہیں نہایت خوبی سے رخصت کر دوں اور اگر تم اللہ اورا س کے رسول کی اورآخرت کے گھر کی خواستگار ہو تو اللہ نے تم سے جو نیک ہو نگی ان کے لیے بہت بڑا اجر مہیا فرمایا ہے اے نبی کی بیویوں جو تم میں سے کوئی کھلی بدی کریگی تو اس کو عذاب بھی دہرا دیا جائے گا اور اللہ پر یہ بات آسان ہے ۔

تفسیر قمی میں ان آیتوں کی شان نزول یہ لکھی ہے کہ جناب رسول خدا غزو ہ خیبر سے واپس آئے اور یہودیوں کے بڑے بڑے خزانے حضرت کے ہاتھ آئے توازواج نے عرض کی کہ جو کچھ آپ کو ملا ہے اس میں ہمیں بھی دیجئیے حضرت نے ان سے فرمایا کہ مجھے جو کچھ ملا ہے وہ تو میں نے حکم خدا کے بموجب مسلمانوں میں تقسیم کر دیا ہے یہ سنکر وہ غصہ میں ہوئیں اور کہنے لگیں کہ آپ کا یہ مطلب معلوم ہوتا ہے کہ اگر آپ ہمیں طلاق دے دیں تو ہماری قوم میں ہم کو ہمارے ہمسر میسر ہی نہ آسکیں گے جو ہم سے شادی کرلیں ۔ انکی یہ بات خدا وند تعالی کو اپنے رسول کی خاطر سے بری معلوم ہوئی اپنے رسول کو حکم دیا کہ تم سب سے الگ رہو چنانچہ حضرت ۲۹دن تک ان سے الگ رہے مشیر یہ ام ابراہیم میں سکونت گزیں تھے اس عرصہ میں ان سب کو ایام بھی آئے اور پاک بھی ہوگئیں اسکے بعد خداوند تعالی نے یہ آیت نازل کی اور یہ اختیار دینے والی آیت ہے کہ خواہ رسول کے ہاں رہو یا چلتی پھرتی نظر آو پس حضرت ام سلمہ پہلی تھیں جنہوں نے کھڑے ہو کر عرض کی میں تو اللہ اور اللہ کے رسول کو اختیار کرتی ہوں پھر اور بھی کھڑی ہوگئیں اور یہ کہنے لگیں اس پر خداوند تعالی نے یہ آیت ترجی من تشاء منهن وتوی الیک من تشاء یعنی آپ وہی اختیار جناب رسول خدا کو دے دیا کہ تم ان میں سے جس کو چاہو طلاق دے دو اورجس کو چاہو کہ اپنے پاس رکھ لوچنانچہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جسکو آنحضرت نے اس وقت رکھ لیا وہ تو نکاح میں رہی اور جسکو رخصت کر دیا وہ مطلقہ ہو گی او ریہ آیت ترجہ من تشاء منهن وتوی الیک من تشاء آیت یا ایها النبی قل الاذوجک کے ساتھ تھی مگر قرآن جمع کرتے وقت پیچھے ڈال دی بفاحیشہ ومنۃتفسیر قمی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ فاحشہ منیة سے مراد تلوار لیکر لڑائی کے لیے نکلنا گویا جنگ جمل میں افواج بصرہ کی جنرل کمانڈنگ حضرت عائشہ اس آیت کی رو سے فاحشہ منبیة کی مرتکب ہوئیں ۔

سورہ احراب(۳۲۔۳۱)

وَمَنْ يَقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰہِ وَرَسُولِہِ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُؤْتِہَا أَجْرَہَا مَرَّتَيْنِ وَأَعْتَدْنَا لَہَا رِزْقًا كَرِيمًا (۳۱) يَانِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِنَ النِّسَاءِ إِنْ اتَّقَيْتُنَّ فَلَاتَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِى فِى قَلْبِہِ مَرَضٌ وَقُلْنَ قَوْلًا مَعْرُوفًا

ترجمہ:اورتم میں سے جو اللہ اور اسکے رسول کی فرمانبرداری کرے گی اور نیک عمل بجالائے گی تو ہم اسکا اجر بھی دہرا دیں گے اور ہم نے اس کے لیے اچھی روزی بھی تیار کرا رکھی ہے اے نبی کی عورتو!!!

اگر تم پرہیز گاری کرو تو تم اورعورتوں کی مانند نہیں ہو پس دبی زبان سے باتیں نہ کیا کرو کہ جو شخص جس کے دل میں روگ ہے کس طرح کا لالچ کرے اور نیک یعنی شک سے بچی ہوئی باتیں کیا کرو ۔

سورہ احزاب ۔(۳۳)

وَقَرْنَ فِی بُیُوتِکُنَّ

اوراپنے گھروں میں عزت وقار سے بیٹھی رہو اورقدیم جاہلیت کا سا بناو سنگھار کر کے باہر نہ نکلا کرو اور نمازپڑھا کر و او رزکوۃ دیا کرو اور برابر اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتی رہو ۔

سورہ احزاب ۔ (۳۳)

إِنَّمَا يُرِيدُ اللهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَہْلَ الْبَيْتِ وَيُطَہِّرَكُمْ تَطْہِيرًا

ترجمہ:اوراپنے اہل بیت سو اس کے نہیں ہے کہ خدا یہ چاہتا ہے کہ تم سے ہر قسم کے رجس کو دور رکھے اور تم کو ایسا پاک کردے جیسا کہ پاک کرنے کا حق ہے۔

وَقَرْنَ فِی بُیُوتِکُنَّ

الاکمال میں بروایت عبداللہ بن مصود جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک حدیث منقول ہے کہ جسکا ایک جزو یہ بھی ہے کہ یوسع بن نون وصی موصی بعد موسی کے ۳۰ برس زندہ رہے او رصفیہ بنت شیعت زوجہ موسی نے ان کے برخلاف خروج کیا اور یہ دعا کی کہ میں امرو صایت کی تم سے زیادہ مستحق ہو ں چنانچہ وہ حضرت اس سے لڑے اس کے طرفداروں کو قتل کیا اور جب اسے قید کر دیا تو اس کے ساتھ نیک سلوک کیا ۔

اورابو بکر کی بیٹی میری امت کے ہزاروں آدمیوں کے ساتھ علی علیہ السلام کے مقابلے میں خروج کرنیوالی ہے پس علی بھی اس سے لڑیں گے ا س کے حامیوں کو قتل کرینگے اسے قید کر دینگے اور حالت قید میں اس کے ساتھ نیک سلوک کریں گے اورا سی کے بارے میں خداوندتعالی نے یہ آیت نازل فرمائی پھر یہ آیت تلاوت فرمائی اور فرمایا کہ جاہلیت اولی سے صیغرہ بنت شیعت کا واقعہ مراد ہے قول مترجم چونکہ اس امت جناب موسی سے تشبیہ دی گئی ہے کہ اس میں بھی ویسے ہی واقعات گزریں گے لہذا جسے موسی کی غیبت میں بنی اسرائیل نے ان کے خلیفہ سے مخالفت کر کے گو سالہ پرستی کی تھی یہاں بھی آنحضرت کے بعد خلیفہ برحق سے منحرف ہو کر پیرصد صالہ کو خلیفہ بنا بیٹھا اور جیسے وہاں وصی موسی تیس ۳۰ برس ان کے بعد زندہ رہے ویسے ہی یہاں بھی وصی محمد مصطفے تیس ۳۰ برس زندہ رہے وہاں مقابلہ صغیرپرتھی یہاں پر حمیرا تھی

سورہ احزاب۔(۳۳)

إِنَّمَا يُرِيدُ اللهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَہْلَ الْبَيْتِ وَيُطَہِّرَكُمْ تَطْہِيرًا

ترجمہ: الخصال میں ہے کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے جناب ابو بکر کے سامنے جو حجتیں پیش کی تھی ان میں ایک یہ بھی تھی میں تجھے خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ آیا تطہیر میری شان میں اور میرے اہلبیت کی شان میں نازل ہوئی یا تیری شان میں اورتیرے اہل بیت کی شان میں ابو بکر نے کہا نہیں میرے لیے نہیں بلکہ آپکی اورآپ کے اہل بیت کی شان میں نازل ہوئی فرمایا میں تجھے خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ جس دن یہ آیت نازل ہوئی جناب رسول خدا نے میرے اور میری اہل وعیال کو بلا کر یہ

فرمایا تھا کہ یا اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں یہ تیرے حضور میں حاضر ہو نگے جہنم میں نہ جائینگے یا تجھے یا تیرے اہل بیت کو بلا کر فرمایا تھا ابو بکر نے کہا نہیں بلکہ آپکو اور آپ کی اہل بیت کو بلا کر فرمایا تھا موقع شوری پر جو حجتیں اس آیت کے متعلق پیش کی گئی

سورہ احزاب (۳۵)

إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْقَانِتِينَ وَالْقَانِتَاتِ وَالصَّادِقِينَ وَالصَّادِقَاتِ وَالصَّابِرِينَ وَالصَّابِرَاتِ وَالْخَاشِعِينَ وَالْخَاشِعَاتِ وَالْمُتَصَدِّقِينَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ وَالصَّائِمِينَ وَالصَّائِمَاتِ وَالْحَافِظِينَ فُرُوجَهُمْ وَالْحَافِظَاتِ وَالذَّاكِرِينَ اللهَ كَثِيرًا وَالذَّاكِرَاتِ أَعَدَّ اللهُ لَهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا

ترجمہ:یقینا فرمابردار مرد اوراورفرمابردار عورتیں ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں اوردعا کر نے والے مرد اور دعا کرنے والی عورتیں اور اپنے قول وفعل میں سچے مرد اورسچی عورتیں اورصبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں اور روزہ رکھنے والے مرد اورروزہ رکھنے والی عورتیں اوراپنی شرمگاہوں کو محفوظ رکھنے والے مرد اورمحفوظ رکھنے والی عورتیں اور بہت کثرت سے خدا کی یاد کرنے والے مرد اوریاد کرنے والی عورتیں ان سب کے لیے خدا وند تعالی نے گناہوں کی بخشش اوربہت بڑا اجر مہیا فرماتا ہے تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ مسلم وہ ہے جسکے ہاتھ اور زبان سے مسلمان محفوظ رہیں اورمومن وہ ہے جو اپنے پڑوسی کو کوئی گزند نہ پہنچائے اور جو شخص خود پیٹ بھر کر سوئے اور اسکا پڑوسی بھوکا رہے وہ مجھ پر ایمان نہیں لایا کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایمان تو وہ ہے جو دلوں میں وقار پاتا ہو اور اسلام وہ ہے جس پر نکاح ہوتا میراث کا ملنا اور قتل سے بچ جانا موقوف ہے ایمان میں اسلام شامل ہے لیکن اسلام میں ایمان شامل نہیں ۔

سورہ احزاب ۔(۳۶)

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلاَمُؤْمِنَةٍ

ترجمہ:اور نہ کسی مومن مرد کے لیے یہ بات موذوں ہے اورنہ کسی مومن عورت کے لیے کہ جب خدااور اس کے رسول نے ایک بات طے کر دی ہوتو پھر انہیں اس معاملہ میں کچھ بھی اختیار باقی ہے اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کریگا یقینا وہی توکھلی گمراہی میں پڑے گا ----

تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا نے زینب بنت حجش اسد یہ اپنی پھوپھی زاد بہن کو زید ابن حارث اپنے آزاد کردہ غلام کے بارے میں پیغام دیا ہے تو انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ اتنا انتظار کیجئے کہ میں کچھ سوچ لوں اس پر خدا وندتعالی نے یہ آیت نازل کی جسے سن کر زینب نے عرض کی یا رسول اللہ میرا معاملہ آپ کے ہاتھ میں ہے جو مناسب ہو کیجئے پس آنحضرت نے زید سے اسکانکاح کردیا ۔

سورہ احزاب(۳۷)

وَإِذْ تَقُولُ لِلَّذِی أَنْعَمَ اللهُ عَلَيْهِ وَأَنْعَمْتَ عَلَيْهِ أَمْسِکْ عَلَيْکَ زَوْجَکَ وَاتَّقِ اللهَ وَتُخْفِی فِی نَفْسِکَ مَا اللهُ مُبْدِيهِ وَتَخْشَى النَّاسَ وَاللهُ أَحَقُّ أَنْ تَخْشَاهُ فَلَمَّا قَضَى زَيْدٌ مِنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنَاكَهَا لِکَیْ لاَيَكُونَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ حَرَجٌ فِی أَزْوَاجِ أَدْعِيَائِهِمْ إِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا وَكَانَ أَمْرُ اللهِ مَفْعُولً

ترجمہ:اوراے رسول جن وقت تم اس سے جس پر اللہ نے بھی احسان کیا تھا اورتم نے بھی احسان کیا تھا یہ کہہ رہے تھے کہ تو اپنی زوجہ کواپنے پاس رہنے دو اورا للہ سے ڈر اور تم اپنے دل میں وہ بات چھپائے ہوئے تھے جسکو اللہ ظاہر کرنے والا تھا اور تم لوگوں کی بدگوئی سے ڈرتے تھے حالانکہ اللہ اس بات کا زیادہ مستحق ہے کہ تم اس سے ڈرا کرو پس جب زید اس سے اپنی حاجت پوری کردچکا تو ہم نے اس عورت کو اس عرض سے تمہاری زوجیت میں دیدیا کہ مومنوں کے لیے انکی متنبے اولاد کی ازواج کے بارے میں جبکہ وہ اپنی حاجت پوری کر چکا کریں کوئی روک ٹوک نہ رہے اور خدا کا حکم ہو کررہا ۔

جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس کتاب میں روایت ہے کہ ام المومنین زینب جناب رسول خدا سے یہ عرض کیا کرتی تھی کہ مجھے تین خصلیتں اپنی حاصل ہیں جو آپکی ازواج میں سے کی تو نہ ملیں ایک یہ کہ میرے اور آپ کے اجداد ایک ہیں ۔۲۔ دوسرے یہ کہ میرا عقد آپکے ساتھ خود خدا وند تعالی نے کیا تیسرے یہ کہ اس تمام معاملہ کی ایلچی گری کا کام جبرئیل امین نے کیا ۔

تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب رسول خدا نے زینب کا نکاح زید سے کر دیا تو جب تک خدا کو منظور تھا زینب اس کے گھر میں رہیں پھر ان دونوں میں کسی بات پر جھگڑا ہو ااور وہ قصہ آنحضرت تک پہنچا اس وقت زید نے عرض کی کہ یا رسول اللہ آیا آپ مجھے اجازت دیتے ہیں کہ میں اسے طلاق دے دو اس لیے کہ ایک تو اس میں تکبر ہے اور دوسرے مجھ کو اپنی زبان سے ایذا دیتی رہتی ہے آنحضرت نے فرمایا کہ خدا سے ڈر اپنی زوجہ کو اپنے پاس رہنے دو اور اسکے ساتھ نیک سلوک کرتا رہ مگر آخر نوبت یہ پہنچی کہ زید نے اسے طلاق دے دی اور جب عدت گزر گئی تو خداوند تعالی نے وہ آیت نازل کی جس سے معلوم ہوا کہ خداوند تعالی نے خود اسکا نکاح آنحضرت سے کردیا تھا اور اس آیت میں اسکی غرض بھی بتلا دی کہ متنبے حقیقت میں بیٹا نہیں ہے لہذا جو لوگ اس کی زوجہ کو مثل حقیقی بیٹے کی زوجہ کے سمجھتے ہیں یہ انکی غلطی ہے اوراس کی غلطی دور کرنا مدنظر تھا جو بوجہ احسن دور کردی گئی العیون میں جناب علی رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ تین نکاح ایسے ہیں جنکا اہتمام خود پر وردگار عالم نے فرمایا ۔

۱۔ اول حضرت حوا کا نکاح حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ

۲۔ دوسرے ام المومنین زینب کا نکاح جنا ب رسول خد ا کے ساتھ

۳۔ جناب سیدہ نساء العالمین جناب فاطمہ زہرا کا نکاح سیدالوصین امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے ساتھ

سورہ احزاب ۔ (۴۰)

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللهُ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيمًا

ترجمہ:محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن وہ خدا کے رسول ہیں پیغمبروں کا خاتمہ اوراللہ ہر چیز کا پورا پورا جاننے والا ہے۔

تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت زید ابن حارث کے بارے میں نازل ہوئی کہ قریش یہ کہتے تھے کہ محمد ہم پر تو متنبے کے بارے میں طعن کرتے ہیں اورخود زید کو متٗنبے کرلیا ہے پس خدا وند تعالی نے

انکے اس قول کو ردکر دیا ولکن رسول اللہ ۔ تفسیر قمی میں ہے کہ ہر رسول اپنی امت کا باپ ہے لیکن اس حیثیت سے نہیں کہ امت کے لوگوں کی بیٹیاں یا مطلقہ عورتیں اسکے لیے نکاح میں لانی حرام ہیں بلکہ اس حیثیت سے کہ وہ انکا خیرخواہ ہے شفیق ہے اور ان پر اسکی اطاعت وتعظیم واجب ہے پس زید ابن حارث بھی داخل امت تھا ۔

خاتم النبین تفسیر صافی میں ہے کہ اسکی قرات دونوں طرح آئی ہے یعنی تاکہ زبر بھی زیر بھی المناقب میں جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ یا علی علیہ السلام میں خاتم انبیاء ہوں اور تم خاتم اولاولیا ء اور جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ جناب محمد مصطفی ہر ایک ہزار انبیاء کا خاتمہ ہو اور مجھ پر ایک ہزار اوصیا ء کا مگر کسی کے فرائض ایسے سخت نہیں ہوئے جیسے کہ میرے۔

سورۃ احزاب (۴۱)

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللهَ ذِكْرًا كَثِيرًا

ترجمہ:اے ایمان لانے والو اللہ کی یاد بہت کیا کرو ۔

کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ تسبیح فاطمہ زہرا اسلام اللہ علیہ اس ذکر کثیر میں داخل ہیں جسکا خدا وند تعالی نے اس آیت میں حکم دیا ہے۔

سورہ احزاب(۴۲)

ترجمہ:وَسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا

اوراسکی پاکی صبح وشام بیان کرو

سورۃ احزاب (۴۳)

هُوَ الَّذِي يُصَلِّي عَلَيْكُمْ وَمَلَائِكَتُهُ لِيُخْرِجَكُمْ مِنْ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِينَ رَحِيمًا

ترجمہ:وہ وہی ہے جو خود اور اس کے فرشتے تم پر صلوت بھیجتے ہیں تاکہ وہ تم کو کفر ونفاق کے اندھروں سے ایمان کی روشنی کی طرف نکال لائے اور وہ مومنوں پر بہت ہی رحم کرنے والا ہے۔

کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص محمد وآل محمد پر ۱۰ مرتبہ درود بھیجتا ہے خداوند تعالی اور اس کے فرشتے اس پر ۱۰۰ مرتبہ درود بھیجتے ہیں اورجو شخص محمد وآل محمد پر ۱۰۰ مرتبہ درود بھیجتا ہے خدا وند تعالی اوراس کے فرشتے اس پر ۱۰۰۰ مرتبہ درود بھیجتے ہیں اوراس کا اس آیت میں ذکر ہے

سورہ احزاب (۴۴)

تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهُ سَلَامٌ وَأَعَدَّ لَهُمْ أَجْرًا كَرِيمًا

ترجمہ:جس دن روز قیامت یہ لوگ خدا وند تعالی سے ملیں گے انکی اعلی درجہ کی مدارت ہو گی اور خدا وند تعالی نے ان کے لیے بہت اچھا اجر تیار کر رکھا ہے

سورہ احزاب (۴۵)

يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا

اے نبی ہم نے تم کو گواہ اورخوشخبری دینے والا ڈرانے والا بنا کر بھیجا

سورہ احزاب (۴۶)

وَدَاعِيًا إِلَى اللهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُنِيرًا

ترجمہ:اور اللہ کے حکم سے اس کی طرف بلانے والا اورروشنی پہنچانے والا چراغ بنا کر بھیجا

سورہ احزاب -(۴۷)

وَبَشِّرْ الْمُؤْمِنِينَ بِأَنَّ لَهُمْ مِنْ اللهِ فَضْلًا كَبِيرًا

اورمومنین کو یہ خوشخبری پہنچادو کہ اللہ کی طرف سے ان پر بہت بڑا فضل ہے

سورہ احزاب (۴۸)

وَلاَتُطِعْ الْكَافِرِينَ وَالْمُنَافِقِينَ وَدَعْ أَذَاهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللهِ وَكَفَى بِاللهِ وَكِيلًا

ترجمہ:اورکافروں اور منافقوں کی بات نہ مانو اور ان کو ایذا دینا چھوڑ دو اور اللہ پر بھروسہ کرو اور کارسازی کے لیے اللہ ہی کافی ہے-

محمد - احمد - ابو قاسم - بشیر - نذیر اورداعی الکنة - رسول خدا کے نام ہیں

داعی الی - اللہ لوگوں کے پروردگار کے دین کی طرف بلانے والا

نذیر جو نافرمانی کرے اسکو آتش جہنم سے ڈرانے والا

مبشر یا بشیر - جو میری اطاعت کرئے اسے جنت کی خوشخبری پہنچائے والا

سورہ احزاب (۵۶)

إِنَّ اللهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا

ترجمہ:بالتحقیق اللہ اوراس کے فرشتے نبی یعنی (محمد وآل محمد) پر دورد بھیجتے ہیں اے ایمان والو تم بھی ان پر دورد بھیجو اور انکی فضلیتوں کو ایساتسلیم کرو جیسا کہ تسلیم کرنے کا حق ہے

سورہ احزاب -(۵۷)

إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللہَ وَرَسُولَہُ لَعَنَہُمُ اللہُ فِی الدُّنْيَا وَالْآخِرَۃِ وَأَعَدَّ لَہُمْ عَذَابًا مُہِينًا

ترجمہ:بالتحقیق جو لوگ اللہ اور اللہ کے رسول کو ایذا دیتے ہیں اللہ نے ان پر دنیا میں اور آخرت میں لعنت فرمائی ہے اور ان کے لیے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کیا ہے ۔

سورہ احزاب (۵۸)

وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا بُہْتَانًا وَإِثْمًا مُبِينًا

ترجمہ:اور جو لوگ مومن ایمان دار مردوں اور مومن عورتوں کو بلا قصور ایذا پہنچاتے ہیں وہ بہتان اورصریح گناہ کا وبال اپنے ذمہ لیتے ہیں

سورہ احزاب(۵۹)

يَاأَيُّہَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِکَ وَبَنَاتِکَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْہِنَّ مِنْ جَلَابِيبِہِنَّ ذَلِکَ أَدْنَى أَنْ يُعْرَفْنَ فَلَايُؤْذَيْنَ وَكَانَ اللہُ غَفُورًا رَحِيمًا

ترجمہ:اے نبی تم اپنی ازواج سے اپنی بیٹوں او راہل ایمان کی عورتوں سے یہ کہہ دو کہ اپنی چادروں سے گھونگھٹ نکال لیا کریں اس سے قرین عقل ہے کہ وہ پہچانی جائیں اور ستائی نہ جائیں اور اللہ بڑا بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے

تفسیر قمی میں ہے کہ خدا کی طرف سے صلوات تو آنحضرت اور انکی اولاد کوپاک کرنا اور تعریف کرنا ہے اورفرشتوں کی طرف صلوات آنحضرت کی مداح ثنا کرنا ہے اورآدمیوں کی طرف سے صلوت ان حضرات کے لیے دعا کرنااور انکی فضیلتوں کا اقرار کرنا ہے اور خدا وند تعالی کا یہ قول جو ہے سلمو تسلیما اس کا مطلب ہے کہ آنحضرت کواور انکی آل کو والی مطلق تسلیم کرو اور جو کچھ آنحضرت نے پہنچایا ہے اس سب کو مانو ۔

احتجاج طبرسی میں جناب امیر المومنین سے منقول ہے کہ اس آیت کا ظاہر بھی ہے اورباطن بھی ظاہر تو خداوند تعالی کا یہ قول ہے صلو علیہ اور باطن یہ قول ہے سلمو تسلیما جس کے معنی کہ جس کو آنحضرت نے اپنا وصی قرار دیا ہے اور تم سب پر اپنا خلیفہ مقرر کیا ہے اسکی فضیلت کو اس کے بارے میں جو حکم تم کو دیا ہے اس کو تسلیم کر وجیسے تسلیم کرنے کا حق ہے اور یہ بات پھر فرمایا انہی میں سے جن کی میں نے تم کو ا طلاع دی ہے کہ اس کی تاویل کو صرف وہی جانتا ہے جس کی حس لطیف ذہن صاف اور قوت تمیز صحیح ہو ۔

سورہ احزاب(۵۷)

إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللہَ وَرَسُولَہُ لَعَنَہُمُ اللہُ فِی الدُّنْيَا وَالْآخِرَۃِ وَأَعَدَّ لَہُمْ عَذَابًا مُہِينًا

ترجمہ:بالتحقیق جو لوگ اللہ اور اللہ کے رسول کو ایذا دیتے ہیں ان پر دنیا میں اور آخرت میں لعنت فرمائی ہے اور ان کے لیے ذلیل کرنے والا عذاب تیارکیا ہے ۔

تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں ہے جنہوں نے جناب امیر المومنین کا حق غصب کیا اور جناب فاطمہ زہرا کا حق چھینا اوران کو ایذاپہنچائی حالانکہ جناب رسول خدا صاف صاف فرما چکے تھے کہ جس شخص نے فاطمہ زہرا کو میری زندگی میں ایذاد ی ایسا ہی ہے جیسا کہ اس کو میری وفات کے بعد ستایا اور جس نے میری وفات کے بعد اس کو ایذا دی اس نے خود مجھ کو ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے خدا کو ایذا دی اور ایسے لوگوں کے بارے میں خدا قرآن میں فرماتا ہے تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے مولائے مبارک داڑھی کو ہاتھ میں لیکر فرمایا کہا اسی طرح مجھ سے جناب رسول خدا نے اپنے ہوئے مبارک (داڑھی) اپنے دست مبار ک میں لیکریہ حدیث بیان فرمائی کہ اے علی ! جس شخص نے تمہارے ایک بال کو بھی ایذا پہنچائی توا س نے یقینا خداوند تعالی کو ایذا پہنچائی اور جس نے خدا وند تعالی کو ایذا پہنچائی اس پر خدا کی لعنت ہے تہذیب الاحکام میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک رات جناب رسول خدا نے بحکم خدا نماز پڑھنے میں تاخیر کی پس عمر ابن خطاب (کمینے نے) دروازہ بیت الشرف پر آیا اور دروازہ کٹھکٹھایا اورغل مچانے لگا کہ یا رسول اللہ ! عورتیں بھی سو گئیں بچے بھی سو گئے لیکن آپ نے ابھی تک نماز عشا نہیں پڑھی یہ سن کر آنحضرت برآمد ہو ئے اور ارشاد فرمایا تم کو ہرگز جائز نہیں کہ مجھے ایذادو اور مجھ پر حکم چلاؤ تم سب پر لازم ہے کہ میری بات سنو او رمیری اطاعت کرو ۔

جناب امام حسن عسکری علیہ االسلام سے منقول ہے کہ رسول خدا نے کسی مہم پر ایک لشکر بھیجا ان سب کا سردار جناب امیر کو مقرر کیا اور جناب رسول خدا جب بھی کبھی کسی جگہ لشکر بھیجتے تھے اوراس میں جناب امیر المومنین بھی ہوتے تھے تو انہیں کو امیر لشکر بنایا کرتے تھے غرضیکہ جب وہ لشکر کا میاب ہو اور مسلمانوں کو ایک لونڈی مول لیتی چاہی اورقیمت اس کی مال غنیمت میں سے دینی چاہی تو حاطب ابن ابی بلتعہ اور بریدہ اسلمی کو یہ امر ناگوار گزرا اوردونوں نے کنیز کی قیمت بڑھادی جب حضرت نے انکا مکر اور قیمت بڑھانا ملاحظہ فرمایا تواس دن اس کی خریداری موقوف رکھی اور اس بات کے منتظر رہے کہ اس کی قیمت کہا ں تک بڑھی ہے پھر ان جناب نے وہ لونڈی خریدی جب وہ لوگ واپس آئے تو ان دونوں نے اتفاق کرلیا کہ اس واقعہ کی خیر جناب رسول خدا کو ضرور دینی چاہئے غرض بریدہ اسلمی آنحضرت کے سامنے آکھڑا ہوا اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ آپ نے یہ بھی سنا ہے کہ علی ابن ابی طالب نے مسلمانوں کے برخلاف مال غنیمت سے ایک لونڈی خریدی ہے یہ سنکر آنحضرت نے اسکی طرف سے منہ پھیرلیا

اس کے بعد جناب رسول خدا کو ایسا غصہ آیا کہ اس سے پہلے کبھی ویسا غصہ نہ آیا تھا اور نہ بعد اس کے ویسا غصہ آیا رنگ رخ مبارک متغیر ہو گیا منہ سے کف جاری ہوگئے شہ رگ بھی ابھر آئی اعضاء بھی کانپنے لگے پھر ارشاد فرمایا کہ اے بریدہ !! تجھے ہو کیا گیا ہے کہ تورسول خدا کو ایذا دے رہا ہے کیا تو نے خد ا تعالی کا قول نہیں سنا کہ وہ فرماتا ہے ۔

ان الذین ---- بضنم اللہ فی الدنیا والآخرة

بریدہ نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے تو خیال نہیں کہ میں نے کبھی حضور کو اذیت کا ارادہ بھی کیا ہو آنحضرت نے فرمایا اے بریدہ !!!کیا تجھے یہ معلوم نہیں کہ علی ابن ابی طالب مجھ سے ہے اورمیں علی سے ہوں جس نے علی کو ایذا دی اس نے یقینا مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس

نے یقیناخدا کو ایذا دی اورخدا وند عالم کے ذمہ لازم ہے کہ اس کو آتش جہنم میں درد ناک عذاب سے ایذا پہنچائے اے بریدہ!! کیا تو زیادہ جاننے والا ہے یا خدا عزوجل کیا تیرا علم زیادہ ہے یا لوح محفوظ کے پڑھنے والوں کا کیا تیرا علم پڑھا ہوا ہے یا ملائکہ ارحام کا بریدہ نے جواب دیا کہ خدا وند تعالی کا اورلوح محفوظ کے پڑھنے والے اورملائکہ ارحام مجھ سے بدر جہاد زیادہ علم رکھتے ہیں آنحضرت نے فرمایا کہ اے بریدہ کیا تو زیادہ واقفیت رکھتا ہے یا وہ فرشتے جو علی ابن ابی طالب کے حافظاں اعمال ہیں بریدہ نے عرض کی بلکہ حافظان اعمال علی ابن ابی طالب یہ نسبت میرے زیادہ واقف ہیں آنحضرت نے فرمایا پھر تو کس لیے علی ابن ابی طالب کو خطا دار ٹھہراتا ہے اور کیوں انکو ملامت اور جز ونو بیچ کرتا ہے اورکیوں ان کے فعل میں برائی نکالتا ہے آگاہ ہو جا کہ جبریل امیں نے مجھے خبر دی ہے کہ حافظان اعمال نے علی ابن ابی طالب کی ولادت سے لیکر اس وقت تک ان کی خطائیں نہیں لکھی اورملائکہ ارحام نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ علی ابن ابی طالب کی ولادت سے پہلے جبکہ وہ اپنی والدہ ماجدہ کے بطن مبارک میں مجھے یہ لکھ دیا گیا ہے کہ علی ابن ابی طالب سے کبھی کوئی گناہ سرزدنہیں ہو گا اور جبکہ میں شب معراج آسمان پر گیا تو مجھ سے ان فرشتوں نے جو لوح محفوظ پڑھتے ہیں یہ بیان کیا کہ ہم نے لوح محفوظ پر لکھا ہو ادیکھا ہے ۔ کہ علی ابن ابی طالب ہر گناہ اورخطا سے معصوم ومحفوظ ہیں اے بریدہ ! پھر تو کس لئے علی کو خطا وار بتاتا ہے حالانکہ پروردگار عالم نے اور ملائکہ مقربین نے ان کے جواب پر ہونے کی خبر دی ہے اے بریدہ توعلی ابن ابی طالب پر اعتراض نہ کیا کر اور سوائے خیر وخوبی اور نیکی کے کوئی بات انکی شان میں نہ کہا کرو کہ امیر المومنین اورسید الصالحین اورقاسین المسلمین اورقائد القرالمجھلمین اور جنت اوردوزخ کو تقسیم کرنے والے ہیں وہی قیامت کے دن روزخ سے فرمائیں گے کہ یہ میرا ہے اور یہ تیرا ہے اے بریدہ کیا تجھے خبر نہیں کہ علی ابن ابی طالب کا حق تم سب مسلمانوں پر یہ ہے کہ تم لوگ ان سے برا برتاؤ نہ کرو اور ان سے دشمنی نہ رکھو اوراپنے نفسوں کو ان پر فضیلت نہ دو افسو س علی ابن ابی طالب کی جو قدر منزلت خدا ئے تعالی کے نزدیک ہے بہ نسبت اس کے تمہارے نزدیک کچھ بھی نہیں اے لوگوں کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں علی ابن ابی طالب کا مرتبہ تم سے بیان کروں سب نے عرض کی یا رسول اللہ ضرور ارشاد ہو اس وقت آنحضرت نے فرمایا آگاہ ہو جاؤ کہ روز قیامت حق سبحانہ تعالی ایک قوم کو محشور فرمائے گا جنکے گناہوں سے میزان اعمال محمول ہو جائے گی اس وقت ارشاد ہو گا اے میرے بندو !! یہ گناہ تو تمہارے موجود ہیں نیکیاں بھی اپنی دکھاو ورنہ تم ہلاک کئے جاو گے وہ عرض کریں گے پروردگار ! ہم کو تو یہ بھی خبر نہیں کہ ہم نے کچھ نیک کام کیے ہیں بھی یا نہیں !!اس وقت خداوند تعالی کی طرف سے آواز آئے گی کہ اے میرے بندو!! اگر تم کو اپنی نیکیاں معلوم نہیں تو نہ ہوں مجھے ان کا علم ہے اور میں اسکا معاوضہ تمہیں پورا پورا دوں گاپھر بحکم خدا ہو ا چلے گی اور وہ ایک چھوٹا ساپرچہ لا کر نیکیوں کے پلے میں ڈال دے گی جس وجہ سے نیکیوں کا پلہ بھاری ہو جائے گا اورگناہوں کا پلہ اتنا بلند ہو جائے گا جتنا آسمان وزمین کا فاصلہ اس وقت ان لوگوں میں سے ایک کو کہا جائیگا کہ تو اپنے ماں باپ بھائیوں بہنوں اورخاص عزیزوں اوردوستوں کا ہاتھ پکڑ ے اور ان سب کو جنت میں داخل کردے ۔ اہل محشر عرض کریں گے بارالہیا ! ان کے گناہ تو ہم نے پہچان لیے یہ نیکی کیا تھی پردہ غیب سے آواز آئے گی اے میرے بندو! ان میں سے جس کسی کا قرض کسی برادر ایمانی پر ہوتا تھا تو صاحب قرض یہ کہہ دیا کرتا تھا کہ چونکہ تو علی ابن ابی طالب کا دوست ہے اس لیے میں بھی تجھ سے محبت کرتا ہوں اس لیے یہ قرضہ بھی رہنے دے اور میرے مال میں سے جتنا چاہئے اور لے لو پس ہم نے ان دونوں کی یہ نیکی قبول کر لی اور ان کے گناہ معاف کردئے اور آج کے دن وہ نیکی ہم نے ان کی ترازو میں رکھ دی اوردونوں کے لیے مع ان کے والدین کے جنت واجب کر دی ۔

پھر ارشاد ہوا اے بریدہ !! جو لوگ دشمنی علی ابن ابی طالب کی وجہ سے دوزخ میں جائیں گے ان کی تعداد ان کنکریوں سے بھی زیادہ ہو گی جو جمرات پر ماری جاتی ہیں ۔

اے بریده !! توہمیشہ خوف رکھ ایسا نہ ہو کہ دشمنان علی میں تیرا بھی شمار ہو جائے

سورہ احزاب(۵۸)

وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِن وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُبِينًا

ترجمہ:جو لوگ ایماندار مردوں او رایمان دارعورتوں کو بلا قصور ایذا پہنچاتے ہیں وہ بہتان اورصریح گناہ کا وبال اپنے ذمہ لیتے ہیں

تفسیر قمی میں ہے کہ المومنین سے مراد علی المرتضی علیہ السلام اور المومنات سے مراد جناب فاطمہ زہرہ سلام اللہ علیہ خاص طورپر مراد ہیں باقی ایمان لانے والے عام طور پر کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب قیامت کا دن ہو گا تو ایک منادی منجانب خداتعالی ندادیگا کہ میرے اولیاء کو ایذا دینے والے کہاں ہیں اس وقت کچھ لوگ کھڑے ہو نگے جنکے چہروں پر گوشت نہیں ہو گا اور کہا جائے گا کہ یہی ہیں وہ لوگ جنہوں نے مومنین کو ایذا دی اور ان سے دشمنی کی اوران سے عناد برتا اور ان کے دین کے سبب ان کے ساتھ سختی کی اس پر حکم دیا جائے گا کہ ان سب کو جہنم میں پہنچا دو الخصال میں امام محمد باقر علیہ السلا م سے منقول ہے کہ آدمی دو قسم کے ہیں مومن اور جائل پس مومن کوتوکوئی ایذا نہ دو اور جاہل سے بجہالت پیش نہ آو ورنہ تم بھی ویسے ہی ہو جاو گے۔

سورہ احزاب (۵۹)

يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِکَ وَبَنَاتِکَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ ذَلِکَ أَدْنَى أَنْ يُعْرَفْنَ فَلاَيُؤْذَيْنَ وَكَانَ اللهُ غَفُورًا رَحِيمًا

ترجمہ:اے نبی تم اپنی ازواج اور اپنی بیٹیوں سے اور اہل ایمان کی عورتوں سے کہہ دو کہ اپنی چادر سے گھونگھٹ نکال لیا کریں اس سے قریں(عقل) ہے کہ وہ پہچانی جائیں اورستائی جائیں اوراللہ بڑا بخشنے والا اور رحم کرنیوالا ہے۔

تفسیر قمی میں ہے کہ اس آیت کا سبب نزول یہ ہے کہ عورتیں اپنے گھروں سے نکل کر مسجد میں آتی تھیں اور جناب رسول خداکے پیچھے نماز پڑھتی تھی پس جب رات ہوتی نماز مغرب وعشاء کی نماز کے لیے آتیں یا اندھیرے سے صبح کی نماز کے لیے آتیں اور تو نوجوان لوگ راستے میں بیٹھ جاتے اور انہیں ایذا پہنچا تے اور ان سے مقرض ہوتے پس خدا وند تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی

سورہ احزاب (۶۰)

لَئِنْ لَمْ يَنْتَهِ الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِينَ فِی قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ وَالْمُرْجِفُونَ فِی الْمَدِينَةِ لَنُغْرِيَنَّکَ بِهِمْ ثُمَّ لاَيُجَاوِرُونَکَ فِيهَا إِلاَّ قَلِيلًا

ترجمہ:اگرمنافق اور وہ لوگ جن کے دلوں میں روگ ہے اور مدینہ میں جھوٹی خبریں اڑانے والے باز نہ آئے تو ہم ضرور تم کو ان کے در پے کردینگے اور پھر وہ اس شہر میں تمہارے پڑوس میں نہ رہیں گے مگر بہت ہی کم اور ہر طرف ان پر لعنت ہوتی رہی گی ۔

تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت ان منافقوں کے بارے میں نازل ہوئی جو مدینہ منورہ میں جناب رسول خدا کی نسبت چھوٹی خبریں اڑایا کرتے تھے جب آنحضرت کسی غزوہ میں جاتے تو کہہ دیا جاتا تھا کہ آنحضرت قتل کردیئے گئے یا قید کر لیے گے وغیر ہ وغیرہ اس سے مومنوں کو رنج اٹھانا پڑتا تھا اور وہ آنحضرت سے شکایت کرتے پس خدا وند تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی جناب محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس آیت کی رو سے ایسے لوگوں پر لعنت واجب ہے جیسے کہ اس آیت میں مذکورہ ہے کیونکہ ملقتین فرمانے کے بعد کوئی موقع تو یہ وغیرہ کا ان کے لیے نہیں چھوڑا ۔

سورہ احزاب(۶۴-۶۸)

إِنَّ اللهَ لَعَنَ الْكَافِرِينَ وَأَعَدَّ لَهُمْ سَعِيرًا (۶۴) خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا لاَيَجِدُونَ وَلِيًّا وَلاَنَصِيرًا (۶۵) يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوہُهُمْ فِی النَّارِ يَقُولُونَ يَالَيْتَنَا أَطَعْنَا اللهَ وَأَطَعْنَا الرَّسُولَ (۶۶) وَقَالُوا رَبَّنَا إِنَّا أَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَائَنَا فَأَضَلُّونَا السَّبِيلَ (۶۷) رَبَّنَا آتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنْ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيرًا ترجمہ:بیشک اللہ نے کافروں پر لعنت کی ہے اور ان کے لیے بھڑکتی ہوئی آگ تیار کی ہے جسمیں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے ہونگے نہ کوئی حمایتی پائیں گے اور نہ کوئی مددگار ۔ جس دن ان کے منہ جہنم میں اوندھا دیے جائیں گے وہ یہ کہتے ہو نگے کہ کاش ہم اللہ کی اطاعت اور کاش ہم یہ بھی عرض کرینگے کہ اے ہمارے پروردگار یقینا ہم نے اپنے سرداروں کی اوراپنے بڑے کی اطاعت کی تھی پس انہوں نے ہمیں راہ راست سے بھڑکا دیا ۔

دہرہ اے ہمارے پروردگار ان کو عذاب کا دوسرا حصہ دے اوران پر لعنت بھی بڑی سی لعنت کر ۔

تفسیر قمی میں ہے کہ ان سے وہ لوگ مراد ہیں جنہوں نے آل محمد کا حق غصب کیا ان میں دو (ابو بکر وعمر)اول نمبر کے ہیں جنہوں نے ظلم وغضب کی ابتدا کی ۔

السبیلہ : تفسیر قمی میں ہے کہ سبیل سے مراد جناب امیر المومنین ہیں والعنهم لعنا کبیرا : تفسیر معافی میں کہ اس کی قرات یوں بھی الجنهم لضاے کثیرا ۔قول مترجم یہ بات بہت غور سے دیکھنے اور سمجھنے کے قابل ہے کہ جو لوگ منافقین غاصبین وظالمین پر لعنت کرنے سے خود بھی باز رہتے ہیں اورلوگوں کو بھی باز رکھنے کی کوشش کرتے ہیں وہ قیامت کے دن تقلب وجو جہنم فی النار کی مد میں بھی آئینگے ان ظالم بزرگو ں کو لعنت سے بچانا کیسا ان پر دنیا میں بھی لعنت رہی مگر مومنین کی زبانوں پر اور آخرت میں بھی لعنت رہی اور وہ بھی اپنے تابعین ماننے والوں کے منہ سے ۔

سورہ احزاب (۷۱)

يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَنْ يُطِعْ اللهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا

ترجمہ:اور جو اللہ اور اللہ کے رسول کی اطاعت کریگا اسی نے تو بڑی کامیابی حاصل کی اور جو شخص علی مرتضی اورانکے بعد آئمہ علیہ السلام کی ولایت کے بارے میں اطاعت کر یگا کافی اورتفسیرقمی میں جناب امام جعفر صادق سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ یہ آیت یوں نازل ہوئی بعد میں یہ ٹکڑا نکال دیا گیا ۔ومن یطع اللہ ورسولہ (فی ولایۃ علی وآئمہ من بعد ہ) فقد فاز فوزا عظیما ۔ جو شخص علی مرتضی اور انکے بعد کے آئمہ کی ولایت کے بارے میں خدا اور رسول خدا کی اطاعت کریگا وہ یقینا بڑی کامیابی حاصل کرے گا ۔

سورہ سبا (۱۹-۲۰)

وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ إِبْلِيسُ ظَنَّهُ فَاتَّبَعُوهُ إِلاَّ فَرِيقًا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ (۲۰) وَمَا كَانَ لَهُ عَلَيْهِمْ مِنْ سُلْطَانٍ إِلاَّ لِنَعْلَمَ مَنْ يُؤْمِنُ بِالْآخِرَةِ مِمَّنْ هُوَ مِنْهَا فِی شَکٍّ وَرَبُّکَ عَلَی کُلِّ شَیْءٍ حَفِیظ

ترجمہ:بیشک اسے واقعے سے ہر برے صبر وشکر کر نے والے کے لیے نشانیاں موجود ہیں اور یقینا ابلیس نے ان کے بارے میں اپنی رائے کو سچ کر دکھایا کہ سوائے مومنوں کے ایک گروہ کے سب ہی اس کے پیروکار ہوگے اور اسکا ان پر کوئی قابو تو تھا نہیں مگر اس لیے کہ ہم انکو جو آخرت پر ایمان رکھتے ہیں ان سے جو اس کی طرف شک میں ہیں الگ پہچان ہیں اور تمہارا پروردگار ہر چیز کا نگران ہے ۔

تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب خدا وند تعالی نے اپنے نبی کو علی مرتضی علیہ السلام کے بارے میں غدیر خم کے مقام پر یہ حکم بھیجا۔

ایھا الرسول بلغ ما انزل :

یعنی کل آدمیوں کے لیے ان کو امیر بنا دو اورآنحضرت نے بناد یا اور فرمایا من کنت مولا فا ھذا علی مولا ۔ اس وقت سارے ابلیس جمع ہو کر ابلیس اکبر کے پاس سروں میں خاک ڈالتے ہوئے آئے اس نے ان سے کہا کہ تم کو کیا ہو گیا ہے انہو ں نے کہا کہ اس شخص رسول خدا نے آج وہ گرہ باندھی ہے جسے قیامت تک کوئی چیز نہیں کھول سکے گی ابلیس اکبر نے کہا کیا تم پاگل ہو گئے ہو یہ جو اسکے (رسول خدا)کے گرد پیش جمع ہیں یہی مجھ سے اس کے کھولنے کا وعدہ کر چکے ہیں اور وہ وعدہ بھی ایساپکا کہ ہرگز اسکے خلاف نہ کرینگے اسی کے بارے میں خداوند تعالی نے اپنے رسول پر یہ آیت نازل فرمائی کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت کی تاویل جناب رسول خدا کے انتقال کے بعد ہی ظاہر ہوگئی اور وہ ظن ابلیس کیا تھا ۔ وہ یہ تھا کہ جس وقت منافقین نے مقام خم غدیر پر خود جناب رسول خدا کی نسبت سے یہ کہا یہ جو کچھ کہہ رہے ہیں اپنی خواہش نفسانی سے کہہ رہے ہیں اور اس وقت ابلیس نے ظن کیا تھا یہ ڈھب پر آجانے والے ہیں اور انہوں نے اس کے ظن کو سچا کر دکھایا۔

سورہ سباء (۲۳)

وَلاَتَنفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهُ إِلاَّ لِمَنْ أَذِنَ لَهُ

ترجمہ:اوراس کے حضور میں کوئی سفارش نفع نہ دے گی سوائے اس شخص کی سفارش کے جس کے لیے وہ حکم دیدے ۔

تفسیر قمی میں ہے کہ قیامت کے دن انبیاء اور اولیاء اور رسولوں میں سے کوئی بھی اس وقت تک شفاعت کے بارے میں زبان نہ کھولے گا جب تک کہ خدا وند تعالی اس کو اذن نہ دیگا مگر جناب رسول خدا اس سے متثنی ہیں کہ اسلئے کہ ان کو خدا وند تعالی نے روز قیامت سے پہلے ہی شفاعت کرنے کا اذن دے دیا ہے اور شفاعت کرنا ان کا حق ہے اور ان آئمہ کا جو آنحضرت کی اولاد ہیں اس کے بعد کہیں اور انبیاء کا حق ہے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اولین وآخرین میں سے ایک بھی ایسا نہیں ہے جو قیامت کے دن جناب رسول خدا کا محتاج نہ ہو وہ پھر فرمایا کہ جناب رسول خدا کی شفاعت عام امت کے بارے میں ہو گی اور ہماری شفاعت خاص شیعوں کے بارے میں اور ہمارے شیعوں کی شفاعت اپنے اپنے متعلقین کے بارے میں بھی پھر فرمایا کہ ایک ایک مومن اتنے آدمیوں کے

بارے شفاعت کرسکے گا جتنے قبیلہ ربیعہ مضر کے آدمی ہیں اورمومن اپنے خادموں اور نوکروں تک کی شفاعت کرسکے گا عرض کریگا اے پروردگار یہ میرا خادم ہے مجھے گرمی اور سردی سے محفوظ رکھا کرتا تھا ۔اس کا حق خدمت میرے ذمہ ہے اسے بھی اس حق کے عوض بخش دے مومن کی خاطر سے یہ سفارش مان لی جائے گی ۔

سورہ سباء (۳۷)

فَأُوْلَئِكَ لَهُمْ جَزَاءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوا

ترجمہ:ایسے لوگ ہی تو ہیں جو عمل بھی وہ کریں گے اسکا دو چند معاوضہ ان کے لیے مہیا ہے ۔

تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کے سامنے ایک شخص نے امرا ء کا ذکر کرکے ان کی کچھ مذمت کی حضرت نے فرمایا خاموش رہ اس لیے کہ متمول شخص اگر صلہ رحمی کرنے والا ہو اور اپنے بھائیوں کے حق میں نیکی کرنے والا ہو گا تو اللہ تعالی اس کے دو ہرا اجر عطا فرمائے گا اس لیے خدا وند تعالی نے اس آیت میں فرماتا ہے ۔

سورہ سباء(۳۹)

وَمَا أَنفَقْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهُ وَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ

ترجمہ:او رجو چیز بھی تم اس کی راہ میں خرچ کرو گے پس وہ اس کا عوض ضرور دیگا اور وہ سب سے اچھا رزق دینے والا ہے ۔

تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ہر شب جمعہ کو امر خداوندی آسمان سے دنیا پر اول ہی رات سے اتر آتا ہے اوریہ رات کے پچھلے تہائی کے حصہ میں بھی ایسا ہی ہوتا ہے اور اس امر کے ساتھ ایک فرشتہ ہوتا ہے جو برابر طلوع فجر تک یہ آواز دیتا رہتا ہے آیا کوئی توبہ کرنے والا ہے کہ اس کی توبہ قبول کی جائے آیا کوئی گناہوں کی بخشش چاہنے والا ہے کہ اس کے گناہ بخش دیئے جائیں آیا کوئی سوال کرنے والا ہے کہ اس کی حاجت پوری کی جائے یا اللہ تو خرچ کرنے والے کو اس کا عوض دے اورہر بخیل کا مال تلف کر دے پھر جب فجر طلوع کرتی ہے تو امر خداوندی عرش کی طرف لوٹ جاتا ہے اوررزق بندوں مابین تقیسم کیا جاتا ہے پھر ارشاد فرمایا اس قول (ومماالفنتم)کا یہی مطلب ہے ۔

کافی میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ جوشخص میسر ہونے کی حالت میں سخاوت کے لیے اپنا ہاتھ پھیلا دیگا اور جو کچھ وہ خرچ کرئے گا خداوند تعالی دنیا میں اس کا عوض دیگا اورآخر میں کئی گناثواب کسی شخص نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کے حضور میں عرض کی کہ میں راہ خدا میں خرچ کرتا ہوں مگر اس کا عوض نہیں دیکھتافرمایا کیا تیرا یہ گمان ہے کہ خدا وند تعالی وعدہ خلافی کرے گا عرض کی نہیں فرمایا کس وجہ سے کہنے لگا میں نہیں جانتا فرمایا اگر تم میں سے کوئی شخص (حلال طریقہ) سے مال پید اکرے گا اوراس کا جو پیسہ بھی خرچ کریگا اسکا عوض پالے گا جناب امام علی رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ ان حضرت نے اپنے غلام سے پوچھا کہ آیا تم نے کچھ خرچ کیا عرض کی کچھ نہیں توآنحضرت فرمانے لگے کہ پھر خداوند تعالی عوض کس چیز کا عطا فرمائے گا ۔

سورہ فاطر(۸)

أَفَمَنْ زُيِّنَ لَهُ سُوءُ عَمَلِهِ فَرَآهُ حَسَنًا

ترجمہ:کیا وہ شخص جسکی نظر میں اسکی بد کرداری کو زینت دیدی گئی ہے اور پھر اس کو وہ اچھاسمجھتا ہے کہیں اسکے ماند ہو سکتا ہے جو ایسا نہیں کرتا پس اللہ جس سے چاہتا ہے توفیق ہدایت سلب کر لیتا ہے اور جسکی چاہتا ہے راہبری فرما دیتا ہے

تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت زریق اور جتر اول دوم کے بارے میں نازل ہوئی ذریق نیلی آنکھوں والا اول ابو بکر جتر لومڑی کی خصلت والا دوئم عمر

سورہ فاطر(۱۰)

مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْعِزَّةَ فَلِلَّهِ الْعِزَّةُ جَمِيعًا

ترجمہ:جو شخص عزت کا خواستگار ہو تو پوری عزت خدا ہی کے لیے ہے ۔

تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ تمہارا پروردگار یہ فرماتا ہے کہ ہمیشہ کے لیے حقیقی عزت رکھنے والا میں ہوں پس جس شخص کو دین ودنیا میں عزت درکار ہو اسے چاہے کہ حقیقی عزت والے کی اطاعت کرے۔

سورہ فاطر(۱۰)

إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ وَالَّذِينَ يَمْكُرُونَ السَّيِّئَاتِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيد

ترجمہ:اسی کی طرف پاکیزہ کلمات چڑھ کر پہنچتے ہیں اور وہی نیک عمل کو بلند کرتا ہے اور جو چالیس کر کے بدیاں کرتے رہتے ہیں انہی کے لیے سخت شدید عذاب ہے۔

تفسیر قمی میں ہے کہ کلمہ اخلاص اوراس بات کااقرار کہ جناب رسول خدا کے پاس سے جو جو فریضے لائے جن میں ولایت امیر المومنین علیہ السلام بھی داخل ہیں بر حق ہیں یہ اقرار عمل صالح کو خدا کی حضور تک پہنچا دیتا ہے امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ کلمة الطیب مومن کا قول ہے

لا الہ الا محمد رسو ل اللہ وعلی ولی اللہ وخلیفہ رسول اللہ

اورعمل صالح اس بات کا قلبی اعتقا د کہ یہ حق ہے اوراس میں کچھ شک نہیں کہ پرورگار عالم کی طرف سے ہے

اورجناب امام محمدباقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا نے فرمایا کہ ہر قول کی جانچ عمل سے ہوتی ہے جو اس کی تصدیق یا تکذیب کردیتا ہے پس جب فرزند آدم کچھ کہتا ہے اوراپنے عمل سے اس کو سچا کر دکھاتا ہے تواس کاوہ قول بوجہ عمل کے خدا کے حضور میں پہنچ جاتا ہے اور جب عمل خود اپنے قول کے برخلاف کرتا ہے توا سکا وہ قول اس عمل خبیث کے ساتھ رد کردیا جاتا ہے اورخود عمل کرنے والے کے ساتھ جہنم میں پھینکا جائے گا ۔

تفسیر کافی میں ہے کہ ایک قول کے بموجب اس سے قریش کی وہ چالیں مراد ہیں جو درانده میں جناب رسول خدا کے لیے کی گئی تھیں یعنی آنحضرت کو قید کر لیں یا قتل یا جلاد وطن کردیں اسی طرح اصحاب سقیفہ کی چالیں بھی اس میں داخل ہیں جنہوں نے وصیت نبی کو رد کیا اوروصی نبی کو محروم کردیا

سورہ فاطر (۱۱)

وَمَا يُعَمَّرُ مِنْ مُعَمَّرٍ وَلاَيُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهِ إِلاَّ فِی كِتَاب

ترجمہ:اورکسی بوڑھے کو زیادہ عمر نہیں دی جاتی اور نہ اس کی عمر میں سے کچھ گھٹائی جاتی ہے مگر یہ کہ نوشہ خدا میں موجود ہے۔

الجوامع میں ہے کہ اسکا مطلب ہے کہ جو عمر گھٹائی یابڑھائی جاتی ہے اس کا نوشہ پہلے سے موجود ہے یعنی لوح محفوظ میں یہ لکھا ہوا ہے کہ اگر فلاں شخص اطاعت خداوند ی کرے گا تو فلاں وقت تک زندہ رہے گااور جب نافرمانی کریگا تو اس کی عمر میں اتنا کم کر دیا جائے گا اوراس امر کی جانب سے جناب رسول خدا نے ارشاد فرمایا کہ صدقہ اورعزیزوں کے ساتھ نیک سلوک یہ دو چیزیں ملکوں کو آباد کرتی ہیں اور عمروں کو زیادہ ۔

کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ہم کو ایک چیز بھی ایسی معلوم نہیں جو صلہ رحمی کے مانند عمر کو بڑھا دے یہاں تک کہ اگر کسی شخص کی حیات صرف ۳برس باقی ہو اور اس سے کوئی صلہ رحمی بن پڑے تو خداوند تعالی اس میں ۳۰ برس کا اضافہ فرما دیتا ہے اور ۳۳برس کردیتا ہے او راگر ۳۳برس ہواور قطع رحمی ہو جائے تو اسکی عمر میں سے ۳۰ کاٹ دیتا ہے اور بجائے ۳۳برس کے ۳ برس رہ جاتی ہے

سورہ فاطر (۲۸)

إِنَّمَا يَخْشَى اللهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاء

ترجمہ:اوراللہ کے بندوں میں سے صرف علما اللہ سے ڈرتے ہیں تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت میں علما سے مراد وہ لوگ نہیں ہیں جو اپنے قول کی تصدیق نہ کرتا ہو وہ عالم نہیں ہے ۔

ایک اور حدیث میں فرماتا ہے کہ خدا کی کسبت سب سے زیادہ علم رکھنے والا وہ شخص سمجھا جائے گاجو خدا سے سب سے زیادہ ڈرتا ہو ۔

کافی میں امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدا وند تعالی کے متعلق علم اور عمل دونوں گہرے دوستوں کا سا حکم رکھتے ہیں پس جس شخص کو معرفت خدا حاصل ہوگی اسے خوف خدا بھی ہو گا اور وہ خوف اسکو اطاعت خدا کرنے پر آمادہ رکھے گا اور صاحبان علم اورا ن کے پیروکار چونکہ معرفت خدارکھتے تھے لہذا وہ قربہ الی اللہ اعمال بجا لاتے تھے اور انہی کے بارے میں خدا فرماتا ہے ---انما یخشی

سورہ فاطر (۳۲)

ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِنَفْسِهِ وَمِنْهُمْ مُقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ بِإِذْنِ اللهِ ذَلِکَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِير

ترجمہ:پھر ہم نے اپنی اس کتاب کا ان کو وارث بنایا جن کو ہم نے اپنے بندوں میں سے منتخب کر لیا تھا پس ان بندوں میں سے کچھ تو اپنے اوپر ظلم کرنے والے ہیں اور کچھ میانہ روہیں اورکچھ حکم خدا سے نیکیوں میں بڑھ جانے والے ہیں یہی تو بڑافضل ہے ۔

البصائر میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ پوری آیت اولاد علی وفاطمہ سلام اللہ علیہ کی شان میں ہے کافی میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ سابق الخیرات تو امام ہیں مقصد رہ وہ جو امام کی معرفت رکھتا ہے اور ظلم النفسہ وہ ہے جو مغفرت امام سے بے بہرہ ہے

جناب امام جعفرصادق علیہ السلام سے منقو ل ہے کہ جناب فاطمہ زہرا کی عظمت کے باعث خداوند تعالی نے انکی ذریت پر آتش دوزخ کو حرام کر دیا ہے اور انہی کی شان میں یہ آیت نازل فرمائی ۔

یسین (۱،۲،۳،۴)

یٓس (۱) وَالْقُرْآنِ الْحَكِيمِ (۲) إِنَّکَ لَمِنْ الْمُرْسَلِينَ (۳) عَلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ

ترجمہ: یٰسین ۔(اے محمد) حکمت والے قرآن کی قسم یقینا تم ان رسولوں میں سے ہو جو صراط مسقتیم پر تھے۔

یسین ۔ ایمانی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یٰسین جناب رسول خداصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ناموں میں سے ایک ہے ۔

ا س ظاہری معنی ہیں اے ولی کے سننے والے اورالخصال میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا کے دس ناموں میں پانچ قرآن مجید میں مذکور ہیں اور پانچ نہیں ۔ جو قرآن میں موجود ہیں وہ محمد احمد ۔ عبداللہ ، یٰسین ، نون

سورۃ یٰسین (۷)

لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلَى أَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لاَيُؤْمِنُون

فرمود خدا حق ان میں سے اکثر پر یقینا پورا ہو گیا کہ وہ ایمان نہیں لائیں گے ۔

کافی میں جنا ب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ان سے وہ لوگ مراد ہیں جو جناب امیر المومنین علیہ السلام اور ان کے بعد کہ آئمہ معصومین علیہ السلام کی ولایت کے مقر قائل نہیں ہوئے اسی کو آگے خدا وند تعالی نے فرمایا فھم لا یومنون کہ وہ ایمان نہ لائیں گے۔

سورہ یٰسین (۸)

إِنَّا جَعَلْنَا فِی أَعْنَاقِہِمْ أَغْلاَلاً فَہِیَ إِلَی الْأَذْقَانِ فَہُمْ مُقْمَحُونَ

ترجمہ:بے شک ہم نے ان کی گردنوں میں طوق ڈال دئیے ہیں اور ٹھوڑیوں تک ہیں اسی سے ان کے سر اٹھے کے اٹھے رہ گئے ۔

فھم مقمون ۔کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ حالت تو ان کی دنیا میں ہے اورایسی ہی آخرت میں آتش جہنم سے ہو گی تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت ابو جہل ابن ہشام اور ان کے کنبہ کے چند شخصوں بارے میں چند شخصوں کے بارے میں نازل ہوئی قصہ یہ ہے کہ جناب رسول خدا نماز پڑھ رہے تھے اور ابو جہل ملعون یہ قسم کھا چکا تھا کہ اگر میں انکو نماز پڑھتے ہوئے دیکھوں گا تو معاذ اللہ ان کا سر کچل دونگا چنانچہ وہ اپنی قسم پوری کرنے کے لیے پتھر لے کر آیا آنحضرت جتنی دیر نماز پڑھتے رہے وہ جس وقت بھی پتھر پھینکنا چاہتا خدا اس کے ہاتھ کو اس کی گردن سے باندھ دیتا اوروہ پتھر اس کے ہاتھ سے نہ چھوٹتا جب اپنے یاروں کے پاس پلٹ کر آیا تب پھر ہاتھ سے گرا اس وقت ایک اور مرد جو اس کے کنبہ سے تھا اٹھ کر چلا اورکہنے لگا کہ میں اس کو قتل کر وں گا مگر جب آنحضرت کے قریب پہنچا تو قرآن مجید کی قرآت کی آوا ز سنی تو رعب چھا گیا یاروں کے پاس پلٹ کرآیا اور کہنے لگا کہ میرے اور ان کے درمیان سانڈ نظر آتا تھا جو اپنی دم ہلاکر مجھے مارنا چاہتا تھا پس میں تو آگے بڑھنے سے ڈراکافی میں ان دونوں آیتوں کے متعلق ایک اور حدیث میں ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ جو لوگ اللہ اور رسول اللہ اور ولایت آئمہ ہدی پر ایمان نہیں لائے انکی حالت کو ان آیتوں میں بطور مثال بیان کیا گیا ہے۔

سورہ یٰسین(۱۰،۱۱)

وَسَوَاءٌ عَلَیْہِمْ أَأَنذَرْتَہُمْ أَمْ لَمْ تُنذِرْہُمْ لاَیُؤْمِنُونَ(۱۰) إِنَّمَا تُنذِرُ مَنْ اتَّبَعَ الذِّکْرَ وَخَشِیَ الرَّحْمَانَ بِالْغَیْبِ فَبَشِّرْہُ بِمَغْفِرَۃٍ وَأَجْرٍ کَرِیم

ترجمہ:اوران کے حق میں دونوں باتیں برابر ہیں خواہ تم ان کو ڈراو یا نہ ڈراو ایمان نہیں لائیں گے ڈرا توتم اس کو سکتے ہو جو نصیحت پر چلے(مولا کی ولایت پر عمل کرے)اوربے دیکھے خدا سے ڈرے پس ایسے شخص کو گناہوں کی مغفرت(بخشش)کی اور عمدہ سے عمدہ کی اجر کی خوش خبری سنا دو ۔

کافی میں من اتبع ذکر ۔۔۔ منقول ہے کہ اس سے مراد جناب امیر المومنین علیہ السلام ہیں اور انکی اتباع پیروی کرنے پر بخشش اورخوشخبری ہے اجر ہے ۔

سورہ یٰسین (۱۲)

وَکُلَّ شَیْءٍ أَحْصَیْنَاہُ فِی إِمَامٍ مُبِین

ترجمہ:اورہم نے ہر چیز کو امام مبین میں ازوائے علم وشمار جمع کر دیا ہے ۔

تفسیر قمی میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ ان حضرت نے خود فرمایا۔

واللہ وہ امام مبین میں ہوں میں حق وباطل کو صاف صاف بیان کر دیتا ہوں اور میں نے یہ عہد وراثتاً رسول خدا سے پایا ہے

معانی ا لاخبار میں جناب امام محمد باقر سے برروایت اپنے والد ماجد جد امجد کے منقول ہے کہ جب جناب رسول خدا پر یہ آیت نازل ہوئی توحضرت ابو بکر وعمر اپنی اپنی جگہ سے کھڑے ہوئے اورعرض کرنے لگے یا رسول اللہ آیا امام مبین سے مراد توراۃیت ہے فرمایا نہیں انہوں نے عرض کی پھر انجیل ہے فرمایا نہیں پھر انہوں نے عرض کیا آیا قرآن ہے فرمایا نہیں اتنے میں جناب امیر المومنین علیہ السلام تشریف لائے آنحضرت نے فرمایا دیکھو وہ امام جس میں خدا وند تعالی نے ہر چیز کے علم کا احصار فرما دیا یہ ہے (اشارہ امیرا لمومنین علیہ السلام) احتجاج طبرسی میں جناب رسول خدا سے ایک حدیث منقول ہے کہ آپ نے فرمایا اے گروہ انسان کے پاس کوئی علم ایسا نہیں ہے کہ میرے پروردگار نے مجھے تعلیم نہ فرمایا ہو اور میں نے علی کو نہ سکھا دیا ہو اور جو علم بھی خدا نے مجھے سکھایا اس کا خدا نے مجھ میں احصار فرمادیا اور میں نے امام المتقین امام مبین یعنی امیر المومنین علیہ السلام میں اس کا احصار کر دیا ہے

صدیق ۔المجالس میں جناب رسول خد اسے منقول ہے کہ صدیق کل تین ہیں جزقیل مومن آل فرعون ۲ حبیب الجبار مومن آل یسین جنہوں نے یہ الفاظ یقوم اتبعو المرسلین

۳۔ علی ابن ابی طالب جو سب سے افضل ہیں

الجوامع میں بھی خود آنحضرت سے منقول ہے کہ غیر ابنیاء میں امتوں کے برابر بڑے بڑے سردار صرف تین ہیں جنہوں نے ایک پل بھر کے لیے کفر نہیں کیا اول علی ابن ابی طالب علیہ السلام دوم صاحب یسین تیسرے مومن آل فرعون ۔ صدیق صرف یہی تین ہیں اور علی علیہ السلام ان سب سے افضل ہیں

سورہ یٰسین ۔ (۳۷)

وَآيَةٌ لَهُمُ اللَّيْلُ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ فَإِذَا هُمْ مُظْلِمُونَ

ترجمہ: اوررات بھی ان کے ایک نشانی ہے جس میں سے ہم دن نکال لاتے ہیں اور پھر یکایک اندھیرے میں رہ جاتے ہیں۔

کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت کا یہ مطلب ہے کہ جناب رسول خدا کا انتقال ہو تے ہی ایسا اندھیرا چھا گیا کہ لوگوں کو ان کے اہل بیت کی فضیلت ہی نظر نہ آئی۔

سورہ یٰسین ۔(۴۱)

الْفُلْکِ الْمَشْحُون

الخصال میں جناب امیرالمومنین علیہ السلام سے ایک حدیث منقول ہے جسکا ایک جز یہ ہے کہ ان حضرت سے دریافت کیا گیا مالشعون یعنی ۹۰ کیا ہے فرمایا الفلک المشعون یعنی مراد ہے کشتی نوح علیہ السلام اس میں جانوروں کے لیے نوے خانے بنائے تھے

سورة یٰسین (۵۸)

سَلاَمٌ قَوْلاً مِنْ رَبٍّ رَحِیمٍ

ترجمہ:بڑی رحمت کرنے والا پروردگار کی طر ف سے سلام کہلایا جائیگا تفسیر قمی میں ہے کہ خدا وند تعالی کی طرف سے سلام یہی تو امان ہے تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک بات خدا کی طرف سے ان کے حق میں کہی جائے گی یعنی خداوند تعالی ان پر سلام کہئے گا۔

سورہ یٰسین (۶۰)

أَلَمْ أَعْهَدْ إِلَيْكُمْ يَابَنِى آدَمَ أَنْ لاَتَعْبُدُوا الشَّيْطَانَ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ (۶۰) وَأَنْ اعْبُدُونِى هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ

ترجمہ:اے اولاد آدم کیا میں نے تم کو حکم نہیں دیا تھا کہ شیطان کے بندے نہیں بننا وہ یقینا تمہارا کھلا دشمن ہے اور یہ کہ میری عبادت کرنا سیدھا راستہ یہی ہے

ۡ لاَتَعْبُدُوا الشَّيْطَانَ

کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس شخص نے خدا کی نافرمانی کے کام میں کسی آدمی کی اطاعت کی گویا اس نے اسی کی عبادت کی اور جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس نے کسی کہنے والے کی بات کو توجہ سے سنا بس وہ اس کا بندہ بن گیا اب اگروہ بندہ بنا اور اگروہ بولنے والا شیطان کی طرف سے کہتا ہے کہ یہ سننے والا شیطان کا بندہ بن گیا ۔

سورہ الصفت۔ ۲۴

وَقِفُوهُمْ إِنَّهُمْ مَسْئُولُون

ترجمہ:اوران کے ٹھہراؤ لو کہ ان سے سوالات کیے جائیں

تفسیر قمی میں ہے کہ اسکا مطلب یہ ہے کہ ان سے ولایت جناب امیر المومنین علیہ السلام کی نسبت سوال کیا جائے گا ۔

امالی ادرعیون میں جناب رسول خدا سے بحسنیہ یہی مضمون مردہ ہے علل اثر رائع میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرت نے اس آیت کی تفسیر میں یہ فرمایا ہے کہ بندہ ایک قدم بھی نہ اٹھا سکے گا جب تک کہ اس سے ان چار باتوں کی نسبت باز پرس نہ ہو جائے گی

۱ ۔ جوانی کی بابت کہ کس شغل میں کھوئی

۲۔ عمر کی بابت کہ کن کاموں میں صرف کی

۳۔ مال کی بابت کہ کہاں سے اکٹھا کیا اور کس کس کام میں لگایا

۴۔ ہم اہلبیت کی بابت کہ ہم سے محبت رکھی یا نہیں

سورہ الصفت(۸۳)

وَإِنَّ مِنْ شِيعَتِهِ لَإِبْرَاهِيم

ترجمہ:اوریقینا ابراہیم بھی ان شیعوں میں سے تھے

تفسیر مجمع البیان اورتفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ کہ تمہیں یہ اسم مبارک ہو عرض کیا گیا کونسا اسم ؟ فرمایا" شیعہ "عرض کیا گیا کہ لوگ تو اس نام سے ہم کو عیب لگاتے ہیں فرمایا کہ تم نے خداوند تعالی کا یہ قول نہیں سنا

وَإِنَّ مِنْ شِيعَتِهِ لَإِبْرَاهِيم

سورہ الصفت(۱۰۷)

وَفَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِيمٍ

ترجمہ:اورہم نے اس کا فدیہ ایک بڑی قربانی مقرر کی ہے

العیون میں جناب امام علی رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب خداوند تعالی نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہ حکم دیا کہ اپنے بیٹے اسماعیل کی جگہ اس دنبہ کو ذبح کریں جو اس نے بھیج دیا تھا تو حضرت ابراہیم نے دل میں یہ تمنا پیدا ہوئی کہ میرے ہاتھ میں میرا بیٹا اسماعیل ہی ذبح ہوتا تو خوب ہوتا کیوں کہ میں اس بات پر ایمان لایا ہی نہ تھا کہ میں مینڈھے کو ذبح کرونگا اوربیٹے کے ذبح ہونے کے نتیجہ میں یہ ہوتا کہ میرادل دکھتا جسے کہ اس باپ کا دل دکھ سکتا ہے جس کے ہاتھ سے عزیز ترین بیٹا ذبح ہو جائے اوردل دکھتا تو مصیبتیں سہنے والوں کو ثواب کے جو اعلے درجہ حاصل ہوسکتے ہیں وہ مجھے بھی میسر آئے خداوند تعالی نے ان کی طرف وحی فرمائی کہ اے ابراہیم میری مخلوق میں تم کو سب سے زیادہ محبوب کون ہے عرض کی خداوند تو نے کوئی بھی ایسا نہیں پیدا کیا جو مجھے تیرے حبیب محمد مصطفے سے زیادہ محبو ب ہو پھر خداوند نے وحی فرمائی کہ اے ابراہیم آیا تم کو محمد مصطفے زیادہ محبوب ہیں یا اپنی ذات توعرض کی وہ مجھے میرے جان سے زیادہ عریز ہیں پھر وحی فرمائی کہ آیا تم کو اپنی اولاد زیادہ پیاری ہے یا ان کی اولاد ؟ عرض کی ان کی اولاد پھر ارشاد ہوا کہ آیا محمد مصطفے کے بیٹے کا ان کے دشمنوں کے ہاتھ سے ظلم وستم سے قتل ہوجا نا تمہارا دل زیادہ دکھے گا یا تمہارے اپنے بیٹے کا اپنے ہاتھ سے ہماری اطاعت میں ذبح ہونا عرض کی خداوند ان کے بیٹے انکے دشمنوں کے ہاتھ سے بظلم ذبح ہونا ؟ ضرور میرا دل دکھائے گا اس وقت فرمایا اے ابرہیم ایک گروہ ایسا بھی ہو گا جو اپنے آپ کو محمد مصطفے کی امت سے سمجھتا ہو گا اوران کے بعد ان کے بیٹے امام حسین علیہ السلام کو ظلم وزیادتی سے قتل کرڈالے گا جیسے کہ مینڈھے کو ذبح کیا جایا ہے اوروہ طرح میرے سخت غضب کا مستوجب ہو گا ۔ ابراہیم یہ سن کر سخت پریشان ہوئے ان کے دل میں ایک درد اٹھا اور دھاڑھیں مار مار کر رونے لگے خداوند تعالی نے وحی فرمائی اے ابراہیم اگر تم بیٹے اسماعیل کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرتے اوراس سے تمہارا دل درد مند ہوتا تو اس سے زیادہ نہ ہوتا جتنا کہ

امام حسین علیہ السلام کے قتل کا حال سنکر تم کوصدمہ ہوا ۔ پس چونکہ تم نے اپنے بیٹے کے رنج کو محمد مصطفے کے بیٹے کے رنج کے بارے میں فدیہ کردیا تو ہم نے تمہارے لیے وہ اعلی مدارج ثواب اپنے اوپر واجب کر لیے ہیں جو مصائب پر صبر کرنے والوں کو ملیں گے خداوند تعالی کے اس قول فدیہ ذبح عظیم کا یہی مطلب ہے ۔

سورہ(۱۳۰)

سَلاَمٌ عَلَی إِلْ یَاسِینَ

ترجمہ:آل یسیٰن پر سلام ہو ۔

تفسیر قمی میں ہے کہ آل یسین ۔ آ ل محمد یعنی آئمہ معصومین علیہ السلام ہیں کیونکہ یٰسین محمد ہیں

احتجاج طبرسی میں جناب امیر المومنین سے منقول ہے کہ خداوند تعالی نے اپنے نبی کو اسم یاسین سے موسوم فرمایا اور ان کی آل پر سلا م بھیجنے کو فرمایا سلم علی آل یٰسین ۔ اس لیے کہ وہ جانتا تھا کہ اگر سلم ”علی آل محمد “کہا جائیگا تو منافقین اس کو اس اسی طرح ساقط کردیں گے کہ اور کسی مقاموں یہ ذکر آل محمد کو ساقط کردیا۔

سورة الصفت ۱۴۱،۱۴۰

إِذْ أَبَقَ إِلَی الْفُلْکِ الْمَشْحُونِ (۱۴۰) فَسَاہَمَ فَکَانَ مِنْ الْمُدْحَضِینَ

اورجب کہ وہ بھاگ کر ایک بھری ہوئی کشتی میں چلے گئے کشتی والوں نے قرعہ ڈالا تو یہ مغلوب رہے۔

تفسیر قمی میں ہے ابق اسکی اصل ہے اباق جس کے معنی میں غلام کا اپنے آقا سے بھاگ جانا چونکہ حضرت یونس علیہ السلام بندہ خالص تھے اوراپنی امت سے ناراض ہو کر بلا منظوری پروردگار عالم چلے آئے تھے لہذا اس لفظ کا استعمال کیا گیا ۔

مناهم الفقیہ میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک حدیث میں منقول ہے کہ جب حضرت یونس علیہ السلام لوگوں کے ساتھ کشتی میں سوار ہو گئے اور یہ کشتی وسط دریا میں جا کر ٹھہر گئی جب دریا کے بیچ میں پہنچے توخداوند تعالیٰ نے ایک بڑی مچھلی کو بھیج دیا جس نے کشتی کو روک لیا حضرت یونس علیہ السلام جب اسے دیکھا تو بہت ڈرئے اورکشتی کے پچھلے حصے پر چلے گئے مچھلی بھی منہ کھولے اس طرف آ موجود ہوئی جتنے سوار تھے سب نے کہا کہ اس میں کوئی شخص ایسا ہے جو اپنے آقا سے بھاگ کر آیا ہے قرعہ ڈالا گیا تو تین مرتبہ وہ قرعہ حضرت یونس علیہ السلام کے نام نکلا اس لیے سب نے ان کو نکال دیا اورسمندر میں ڈال دیا اور مچھلی ان کو نکل گئی ۔

اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب لوگ قرعہ ڈالیں گے اوراپنا معاملہ سپرد خدا کردیں گے تو جو حق پر ہو گا اس کے نام کا قرعہ نکلے گا نیز یہ فرمایا کہ قرعہ سے زیادہ انصاف کا معاملہ کوئی نہیں بشرطیکہ خدا پر بھروسہ کیا جائے کیا تم نہیں دیکھتے کہ خدا فرماتا ہے

سورہ ص(۱)

صٓ وَالْقُرْآنِ ذِی الذِّكْر

ترجمہ:ص قسم ہے ۔ نصیحت والے قرآن کی (یہ توبرحق ہے)

تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ص خداوندتعالی کے اسماء مبارکہ میں سے ایک نام ہے جسکی اس نے قسم کھائی ہے معافی الاخبار میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ص ایک چشمہ ہے جو عرش سے نیچے سے نکلا اورجس شب آنحضرت صلی اللہ علیہ السلام کو معراج ہوئی توآنحضرت نے اس میں وضو فرمائی اور جبرائیل امین علیہ السلام روزانہ اس چشمہ میں ایک غو طہ لگاتے ہیں اور اس سے نکل کر اپنے پردوں کو جھاڑ دیتے ہیں تو جتنے قطرے ان کے پروں سے ٹپکتے ہیں اللہ تعالی ہر قطرے سے ایک ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے جو قیامت تک خداوند تعالی کی تسبیح وتقدیس وتکبیر وتمحید کرتا رہے گا ۔

سورہ ص (۲۸)

أَمْ نَجْعَلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَالْمُفْسِدِينَ فِی الْأَرْضِ أَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِينَ كَالْفُجَّارِ

ترجمہ:آیا ہم لوگوں کو جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے زمین میں فساد کرنے والوں کے برابر سمجھیں گے یا پرہیز گاروں کو بد کاروں کے برابر رکھیں گے ۔

تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر دریافت کی گئی تو فرمایا کہ الذین امنو وعملو الصلحت سے تو جناب امیر المومنین علیہ السلام اوران کے اصحاب مراد ہیں اورللمتقین سے مراد ہیں جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام اور لفجار سے مراد اول دوم اورالمفسدین فی الارض سے مراد جتر اور زیق (اول دوئم) اوران دونوں کے یا رمراد ہیں

صاحب تفسیر صافی فرماتے ہیں کہ امام علیہ السلام نے یہ الفاظ بطور کتا یا ثلثہ کے بارے میں استعمال کیے ہیں ۔

اطفال میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ متقین کی کچھ علامتیں ہیں وہ یہ ہیں ۔

۱۔ سچ بولنا

۲۔ امانت دار ہونا

۳۔ عہد کا پورا کرنا

۴۔ فخر کم کرنا

۵۔ برداشت کرلینا

۶۔ اقرباء کے ساتھ نیک سلوک کرنا

۷۔ کمزوروں پر رحم کرنا

۸۔ عورتوں کی صحبت میں کم بیٹھنا

۹۔ جو دو سخا برتنا

۱۰۔ حسن اخلاق برتنا

۱۱۔ بہت زیادہ بردبار ہونا

۱۲۔ اورایسے علم کا اتباع

کرنا جو قربت خدا کا باعث ہے اوردوسری روایت میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ فاجر وہ ہے کہ اگر تم اسے امین بنا دو تو وہ تم سے خیانت کرئے اوراگر تم اسے مصاجت میں رکھو توتم کو عیب لگائے اوراگر تم اس پر بھروسہ کر لو تو تمہارا خیر خواہ نہ رکھو تو تم کو عیب لگائے اوراگر تم اس پر بھروسہ کرلو توتمہارا خیر خواہ نہ ہو اور تمہیں کبھی نیک بات نہ سمجھائے ۔

سورہ ص۔(۳۴)

وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمَانَ وَأَلْقَيْنَا عَلَى كُرْسِيِّهِ جَسَدًا ثُمَّ أَنَاب

ترجمہ:اورہم نے سلیمان کی آزمائش کی اور ان کی کرسی پر ایک جان لاشہ ڈال دیا پھر انہوں نے رجوع کیا۔

تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ ایک دن حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے دربار میں یہ کہا کہ آج رات کو میں ستر عورتوں کے پاس جاوں گا اورہر ایک سے ایک ایک لڑکا پیدا ہو گا اور وہ سب راہ خدا میں تلواریں ماریں گے یہ تو کہا لیکن انشااللہ ء کہنا بھول گے ان عورتوں کے پاس گئے بھی مگر ایک کے سوا کوئی بھی حاملہ نہ ہوئی اور اس سے بھی آدھے جسم کا لڑکا پیدا ہوا اس کے بعد آنحضرت نے فرمایا اس کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے اگرحضرت سلیمان علیہ السلام انشااللہ کہ دیتے تو سب لڑکے بھی پیدا ہوتے اور سوار بن کر سب کے سب راہ خدا میں جہاد بھی کرتے اور وہ جسد جو انکی کرسی پر تھا وہ یہی وہ بچہ تھا ۔

سورہ ص(۵۶،۵۵)

ہَذَا وَإِنَّ لِلطَّاغِينَ لَشَرَّ مَآبٍ (۵۵) جَہَنَّمَ يَصْلَوْنَہَا فَبِئْسَ الْمِہَادُ

ترجمہ یہی تو سرکشوں کے لیے ضرور انجام برا ہے یعنی جہنم جس میں وہ داخل ہونگیں پس وہ بہت ہی برا بچھونا ہے ۔

تفسیر قمی میں ہے کہ طاغین سے مراد اول وثانی (ابو بکر وعمر)وبنی امیہ ہیں ۔

سورہ ص (۸۵ ۔۷۴۔۷۱)

إِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلاَئِکَةِ إِنِّی خَالِقٌ بَشَرًا مِنْ طِینٍ

ترجمہ:اس وقت کو یاد کرو جبکہ تمہارے پروردگار نے کل فرشتوں سے کہا کہ میں مٹی سے ایک بشر بنانے والا ہوں پھر جب میں اسے بنا چکوں اور اس میں اپنی (پیدا کی ہوئی) روح پھونک دوں تو تم اس کے لیے سجدہ میں گر پڑتا ۔ پس سب ہی فرشتوں نے توسجدہ کیا ۔کیا ابلیس نے برائی چاہی اور کافرروں میں شمار کیا گیا ۔خداوند تعالی نے سوال کیا کہ اے ابلیس جسے میں نے اپنی قدرت خاص سے پیدا کیا اسے سجدہ کرنے سے تجھے کیا چیز مانع آئی آیا تو نے خود بڑائی چاہی یا تو اعلی درجہ والوں میں سے ہو گیا عرض کرنے لگا کہ میں اس سے بہتر ہوں تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا اوراس کو مٹی سے بنایا ہے فرمایا تو یہاں سے نکل جا کہ تو رانده درگاہ ہے اورتجھ پر روز جزا تک کے لیے میری لعنت ہے عرض کرنے لگا اے میرے پروردگار تو مجھے اس دن تک کے لیے مہلت دے دے ۔ جس دن یہ معبوث کیے جائیں گے فرمایا تجھے وقت معلوم تک کے لیے مہلت ہے اس نے عرض کی اب تیری عزت کی قسم ان میں سے تیری خالص بندوں کو چھوڑ کر اورسب کو میں بہکاوں گا فرمایا یہ ٹھیک ہے اور میں بھی ٹھیک کہہ دیتا ہے کہ میں بھی تجھ سے اورسالمین سے جو جو بھی تیرے پیرو ہو جائیں گے ان سب کو جہنم میں ڈال دونگا ۔

سورہ ص ۷۵

أَمْ کُنتَ مِنْ الْعَالِینِ

ترجمہ:یا تو اعلی درجہ والوں میں سے ہوگیا

تفسیر برھان میں ابو سعید خدری کی حدیث میں منقول ہے کہ ہم جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ ایک شخص نے آکر اس آیت کا مطلب دریافت کیا کہ یا رسول اللہ یہ کون ہیں جو فرشتوں سے بھی اعلی ہیں آنحضرت نے فرمایا کہ میں اور علی وفاطمہ وحسن وحسین علیہ السلام ہم خلقت آدم سے بھی دو ہزار برس پہلے مراد ق عرش میں تسبیح خدا کرتے تھے اور سب فرشتوں نے ہماری تسبیح سن کر تسبیح کرنا سیکھا۔

سورہ ص ۸۶

قُلْ مَا أَسْأَلُکُمْ عَلَیْہِ مِنْ أَجْرٍ وَمَا أَنَا مِنْ الْمُتَکَلِّفِینَ

ترجمہ:تم یہ کہہ دو کہ میں تم سے تبلیغ رسالت کاکوئی اجر مانگتا ہی نہیں اور نہ میں تکلف کرنے والا آدمی ہوں ۔

کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ حکم خدا ہوا یا رسول اللہ تم خدا کے ان دشمنوں اورشیطان کے دوستوں سے جو تکذیب وانکا ر میں اڑے ہوئے ہیں یہ کہہ دو کہ

قُلْ مَا أَسْأَلُکُمْ عَلَیْہِ مِنْ أَجْرٍ وَمَا أَنَا مِنْ الْمُتَکَلِّفِینَ

یعنی متعلف میں اس کی صورت میں ہوتا کہ تم سے ایسی بات چاہتا جو تمہارے بس کی نہ ہوتی ۔ اس پر منافقوں نے ایک دوسرے سے کہا کہ کیا محمد کے لیے یہ کافی نہیں ہے کہ ۲۰ برس سے ہماری گردنیں اپنے اہل بیت کے ہاتھ میں دے جائیں یہ خدا نے نازل نہیں کیا یہ خود اپنی ہی بنائی ہوئی باتیں ہیں جن کے ذریعہ سے اپنے اہل بیت کو ہم پر حاکم بنایا چاہتے ہیں ۔

اگر محمد قتل کر دیئے گے یا اپنی موت مر گئے تو ہم ان کے اہل بیت سے خلافت کے بارے میں جھگڑا کریں گے اور خلافت ہرگز ان میں نہ جانے دیں گے

وَمَا أَنَا مِنْ الْمُتَكَلِّفِينَ

التوحید میں امام علی رضا علیہ السلام سے یہ روایت امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک موقع پر عام مسلمانوں نے جناب رسول خدا سے عرض کی تھی کہ یا رسول اللہ جن لوگوں پر قابو ہوتا جائے گا آپ ان کو جبراً داخل اسلام ہوتے جائیں تو ہماری تعداد بڑھ جائے اورہم اپنے دشمنوں کے مقابل بہت قوی ہو جائیں آنحضرت نے فرمایا کہ خدا کے حضور میں "بدعتی" بن کر جاناپسند نہیں کرتا یعنی کوئی ایسی بات نہیں کرناچاہتا کہ جسکا خدا نے مجھے حکم نہ دیا ہو اور بے جا تکلیف دینے والانہیں ہو ں الجوامع میں خود آنحضرت سے منقول ہے کہ متکلف کی تین علامتیں ہیں ۔

۱۔ جو مرتبے میں اس سے بالا ہو اس سے جھگڑے

۲۔ اور جو درجے حاصل نہ کر سکے یا جس کام میں کامیابی حاصل نہ کر سکے اس کے لیے کوشش کرے ۔

۳۔ اورجس کے متعلق علم نہ ہو اس میں رائے زنی کرے ۔

الخصال میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ علمائے دین میں ایسے بھی ہو ں گے جو فتوی دینے پر تیار ہو جائیں گے اوراس بات کے مدعی بھی بن جائیں گے کہ جو کچھ پوچھناہو ہم سے پوچھو حالانکہ شاید ایک لفظ صرف بھی ٹھیک نہ بتاسکتے ہو ں اللہ تعالی ایسے بن بیٹھے والوں کو دوست نہیں رکھتا اور ان کو جہنم میں چھٹا طبقہ ملے گا۔

جعام الشریعہ میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ متکلف اگر صحیح جواب دے گا

تب بھی گنہگار اورانجام کار اس کو ذلت حاصل ہو گی اور ہر دم تکلیف ورنج وغم میں گرفتار رہے گا ۔ متکلف کا ظاہری ریا کاری اور باطن نفاق سے یہی دو بازوں ہیں جن سے متکلف اڑتا ہے متکلف خواہ کسی میں ہو نہ نیک لوگوں کے اخلاق میں داخل ہے اورنہ پرہیز گاروں کاشکار جب ہی خدانے اپنی نبی کو حکم دیا۔

سورہ الزمر۔(۷)

إِنْ تَكْفُرُوا فَإِنَّ اللهَ غَنِيٌّ عَنْكُمْ وَلاَيَرْضَى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ وَإِنْ تَشْكُرُوا يَرْضَهُ لَكُمْ وَلاَتَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَى ثُمَّ إِلَى رَبِّكُمْ مَرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُور

ترجمہ۔اگر تم کفران نعمت کرو تو اللہ تو تم سے بے پرواہ ہے اور وہ اپنے بندوں کے لیے کفران نعمت کو پسند نہیں کرتا اور اگر تم شکر کرو گے تو وہ اسکو تمہارے لیے پسند کرے گا۔

المحاسن میں منقول ہے کہ اس آیت میں کفر کے معنی ہیں مخالفت اہل بیت جناب رسول خدا اورشکر کے معنی ہیں انکی معرفت وولایت رسول خدا۔

سورہ الزمر۔(۸)

وَإِذَا مَسَّ الْإِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهُ مُنِيبًا إِلَيْهِ ثُمَّ إِذَا خَوَّلَهُ نِعْمَةً مِنْهُ نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُو إِلَيْهِ مِنْ قَبْلُ وَجَعَلَ لِلَّهِ أَنْدَادًا لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِهِ قُلْ تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِيلاً إِنَّكَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ

ترجمہ:اورانسان پر جب کوئی مصیبت پڑتی ہے تو وہ اپنے پروردگار کی طرف رجوع کرکے دعا مانگتے لگتا ہے پھر جب وہ اسے اپنی طرف سے کوئی نعمت عطا فرمادیتا ہے تو جس بات کے لیے دعا مانگا کرتا تھا ۔اسے بھول جاتا اور خدا کے شریک بنانے لگتا اورلوگوں کو راہ خدا سے بھٹکائے تم یہ کہہ دو کہ تو اپنے کفر سے تھوڑے دن نفع اٹھالے تو یقینا جہنمیوں میں سے ہے۔

تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت(قل تمتع)ابو بکر (اول)کے بارے میں نازل ہوئی کافی میں ہے کہ جناب امام محمد جعفر صادق علیہ السلام سے آیت کے بارے میں دریافت کیا گیا ۔ فرمایا کہ یہ ابو الفصیل (ابو بکر) کے بارے میں نازل ہوئی کہ اس کے نزدیک جناب رسول خدا معاذ اللہ جادوگر تھے ۔ جب بھی یہ شخص (ابو بکر) بیمارہوتا توآنحضرت کی شان میں جو کچھ کہہ چکا تھا اسکے انجام سے ڈر کر گڑگڑا گڑگڑا کر خدا سے دعا کر تا اسی کو خداوند تعالی فرماتا ہے کہ اذ مس الانسان ضرر عاربہ منیباً الیہ اور جب خداوند تعلای تندرست کردیتا تو پھر اس عاجزی کو دعا کو گڑ گڑانے کو بھول جاتا اورآنحضرت کی شان میں پھر بے ادبانہ خیال کرنے لگتا جسکو خدا تعالی فرماتا ہے ثم اذقولہ نعمة اسی بھول جانے اورآنحضرت کی نسبت خیال بے ادبانہ کرنے کا یہ نیتجہ ہے کہ خدا وند تعالی نے اپنے رسول سے فرمایا کہ اس سے کہہ دو۔

قل تمتع بکفر ک ۔۔۔من اصحب النار

سورہ الزمر۔(۹)

أَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ آنَاءَ اللَّيْلِ سَاجِدًا وَقَائِمًا يَحْذَرُ الْآخِرَةَ وَيَرْجُو رَحْمَةَ رَبِّهِ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لاَيَعْلَمُونَ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُوْلُوا الْأَلْبَابِ

ترجمہ:آیا وہ جو رات کی گھڑیوں میں سجدہ میں اور کھڑے کھڑے خلوص سے دعا کرنیوالا ہو اور آخرت سے ڈرتا ہو اور اپنے پروردگارکی رحمت کا امید وار ہو (مذکورہ بالا شخص کے ماند ہو سکتا ہے) تم یہ کہہ دو کہ کیا وہ جو علم نہیں رکھتے برابر ہو جائیں گے ۔ سمجھے تو اس کو فقط عقل والے ہیں ۔

سورہ الز(مر ۹)

قُلْ ہَلْ یَسْتَوِی الَّذِینَ یَعْلَمُونَ وَالَّذِینَ لاَیَعْلَمُونَ إِنَّمَا یَتَذَکَّرُ أُوْلُوا الْأَلْبَابِ

کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ الذین یعلمون تو ہم ہیں اور الذین لا یعلمون ہمارے دشمن ہیں اورالوالالباب ہمارے شیعہ ہیں

جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ خداوند تعالی نے ہمارا ہمارے شیعوں کا اور ہمارے دشمنوں کا اپنی کتا ب میں ایک ہی آیت میں ذکر فرمایا ہے۔

سورہ الذمر(۲۲)

أَفَمَنْ شَرَحَ اللهُ صَدْرَہُ لِلْإِسْلاَمِ فَہُوَ عَلَی نُورٍ مِنْ رَبِّہِ فَوَیْلٌ لِلْقَاسِیَةِ قُلُوبُہُمْ مِنْ ذِکْرِ اللهِ أُوْلَئِکَ فِی ضَلاَلٍ مُبِینٍ

کیا وہ شخص جسکے سینے کو اللہ نے اسلام کے لیے کھول دیا ہے وہ اپنے پروردگار کی طرف سے نور (ہدایت)پر ہے یا(کوئی اور ؟؟؟)پس افسوس ان لوگوں پر ہے جنکے دل یا د خدا کرنے کے لیے سخت ہو گئے ہیں وہی توکھلی گمراہی میں ہیں ۔

تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت مولا کائنات امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ۔

روضة الوعظین میں جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ آنحضرت نے یہ آیت پڑھی پھر ارشاد فرمایا کہ نور جس وقت دل میں اترتا ہے اس کے لیے جگہ ہوجاتی ہے اوردل کا کنول کھل جاتا ہے ۔ لوگوں نے عرض کی یا رسول اسکی کوئی علامت بھی ہے جس سے پہچان لیا جائے کہ اس دل میں نور آگیا ہے فرمایا ہاں ۔

۱۔ اس فریب دینے والے مقام سے دل برداشتہ رہتا

۲۔ ہمیشہ رہنے والے گھر کی طرف متوجہ رہنا

۳۔ موت آنے سے پہلے اسکے لیے مستعدرہنا

سورہ الذمر ۲۹۔

ضَرَبَ اللهُ مَثَلاً رَجُلاً فِیہِ شُرَکَاءُ مُتَشَاکِسُونَ وَرَجُلاً سَلَمًا لِرَجُلٍ ہَلْ یَسْتَوِیَانِ مَثَلاً الْحَمْدُ لِلَّہِ بَلْ أَکْثَرُہُمْ لاَیَعْلَمُونَ

خدا نے مثل بیان کی ہے کہ ایک ایسے مرد کی جس میں کئی ایک جھگڑا لو حصہ دار ہیں اور ایک ایسے مرد کی جو سالم اور خالص ایک شخص کا ہو آیا مثل میں دونوں برابر ہو سکتے ہیں ہر قسم کی تعریف خدا ہی کے لیے زیبا ہے مگر ان میں سے اکثر یہ نہیں جانتے۔

معانی الاخبار میں ہے کہ جناب امیر المومنین نے فرمایا کہ کہ قرآن مجیدمیں بعض خاص نام میرے لیے ہیں اور فرمایا اس سے بچتے رہو کہ وہ نام کسی دوسرے کے لیے سمجھ لو اور پھر دین میں گمراہ ہو جاؤ میں جناب رسول خدا کے لیے ”سلما “ ہوں اور جس کے بارے میں خدا وندتعالی فرماتا ہے

وَرَجُلاً سَلَمًا لِرَجُلٍ

تفسیر مجمع البیان میں انہی حضرت سے یوں منقول ہے کہ میں وہ شخص ہوں کہ جناب رسول خدا کے لیے سلماہوں یعنی جسکا ہر جز وبلا استثنے خدمت رسول خدا کے لیے حاضر ہے تفسیر عیاشی میں جناب محمد امام باقر علیہ السلام سے رجال سلام لرجل سے مراد علی علیہ السلام اورشیعہ ہیں کافی میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ وہ شخص جس کے بارے میں جھگڑنے والے شریک ہیں وہ تو فلاں اول (ابو بکر) ہیں کہ ان کوکے ولی وامام جاننے والے بہت سے فرقے ہو جائیں گے اوروہ ایک دوسرے پر لعنت کرتے ہو ں گے اورایک دوسرے سے بیزاری ڈھونڈتے ہونگے ۔

سورۃ الذمر (۳۰)

إِنَّکَ مَیِّتٌ وَإِنَّہُمْ مَیِّتُونَ

ترجمہ:تم بھی یقینا مرنے والے ہو اور یہ بھی ضرور مر نیوالے ہیں تاریخ ابو الفداء حبیب الیسراور رتبہ االصفا وغیرہ معتبر تاریخوں میں یہ واقع درج ہے کہ جناب رسول خداکی وفات کی خبر پاتے ہی خلیفہ ثانی (عمر) مجنوں بن گئے تلوار گھماتے پھرتے تھے اور یہ کہتے تھے کہ جو شخص یہ کہے گا کہ محمد مصطفے کا انتقال ہو گیا ہے میں اسکا سر اڑادوں گا حضرت انتقال کرہی نہیں سکتے یار اول ابو بکر کا مکان محلہ سخ میں تھا جو مسجد نبوی سے دو میل کے فاصلے پر تھا جب تک انکو خبر ہوا اور وہ آئیں یہ یہی سوانگ بنائے رہے جب وہ تشریف لائے اور وفات کی نسبت انہوں نے اپنا اطمینان کر لیا تو ان کو ایک ڈانٹ پلائی کہ تم نہیں جانتے کہ خدا وند تعالی نے فرمایا انک میة وانہم میتون ۔اس جنون کی اصل غرض یہی تھی کہ وہ آجائیں تو آئندہ کاروائیوں کی بنا پڑے اور اس عرصہ میں کسی شخص کو حقیقی جانشین کی طرف رخ کرنے کا موقعہ نہ ملے چھٹ تلوار بھی میان میں کر لی اور جنون میں رفو چکر ہو گیا اور پھر مجمع میں اقرار کر لیا کہ گویا یہ آیت میں نے آج تک سنی ہی نہ تھی انصار میں جن لوگوں سے پہلے سازباز ہو چکی ۔ انہوں نے سقیقہ بنی ساعدہ میں تحصیل خلافت کے لیے دنگل قائم کر لیا ۔ یہ چاروں یار اورلوگوں کو جو اس موقعہ پر جمع ہو گئے تھے ہمراہ لیکر چلتے بنے اور جناب رسول خدا کے دفن وکفن سے کوئی غرض نہ رکھی ۔ مولوی نے اپنے منشور میں اس مضمون کو خوب ادا گیا۔ گویہ شعر مثنوی کی بعض نسخوں سے آپ نکال دیا گیا مگر قدیم نسخوں میں موجود ہے چوں صحابہ حسب دنیا داشتند ۔ مصطفی رابے کفن بگزا تشند

سورہ الذمر۔(۳۲)

فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ کَذَبَ عَلَی اللہِ وَکَذَّبَ بِالصِّدْقِ إِذْ جَائَہُ أَلَیْسَ فِی جَہَنَّمَ مَثْوًی لِلْکَافِرِینَ

ترجمہ:پس اس سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو خدا کے برخلاف جھوٹ بولے اورسچ کو جب اسکے پاس آئے جھٹلائے کیا کافروں کا ٹھکانا جہنم میں نہیں ہے اور وہ جو سچ کو لیکر آیا اور وہ جس نے سچ کی تصدیق کی خدا سے ڈرنے والے متقی تو وہی ہیں تفسیر قمی میں منقول ہے کہ الصدق سے مراد وہ حق ہے جو جناب رسول خدا لائے اور وہ ولایت امیر المومنین علیہ السلام ہے اور جس کی تصدیق رسول اللہ نے کی وہ ’’حق ‘‘ جناب امیر المومنین علیہ السلام ہیں

سورہ الذمر۔(۵۳)

قُلْ يَاعِبَادِیَ الَّذِینَ أَسْرَفُوا عَلَی أَنْفُسِہِمْ لاَتَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللهِ إِنَّ اللهَ یَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِیعًا إِنَّہُ ہُوَ الْغَفُورُ الرَّحِیمُ

ترجمہ:تم یہ کہہ دو کہ اے میرے بندو جنہوں نے اپنی ہی ذات پر زیادتی کی ہے (یعنی دل کھول کر گناہ کئے ہیں)تم اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا یقینا اللہ سب ہی گناہوں کو بخش دے گا بے شک وہ بڑا بخشنے والا اوررحم کرنے والا ہے تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت خصوصیت کے ساتھ شیعان علی کے بارے میں نازل ہوئی اور کافی میں جناب امام محمد جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ خداوند تعالی نے اپنی کتاب میں تم لوگوں کا ذکراس قول کے ساتھ کیا ہے یعباری ۔ پھر فرمایا واللہ ۔ اس آیت میں تمہارے سوا اس نے کسی اور کو مراد نہیں لیا ہے تفسیر قمی میں جناب امام محمدباقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ خداوند تعالی نے یہ آیت خاص کر فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی اولاد کے شیعوں کی شان میں نازل فرمائی ۔

المحاسن میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ملت ابراہیم پر سوائے تمہارے اور کوئی قائم نہیں ہے اور کوئی قائم نہیں ہے اورعمل سوائے تمہارے کسی اور کا قبول نہ کئے جائینگے اور گناہ سوائے تمہارے کسی اور کے نہ بخشے جائینگے ۔

نیز جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ یعباری الذین آسرفود سے زیادہ وسعت والی اور کوئی آیت قرآن مجید میں نہیں ہے تفسیر مجمع

العیان میں جناب رسآماب سے منقول ہے کہ یہ آیت مجھے دنیا مافیا سے زیادہ محبوب ہے

سورہ الزمر(۷۳)

فَادْخُلُوہَا خَالِدِینَ

ترجمہ:اب ہمیشہ رہنے کے لیے اس میں تشریف لے چلیں الخصال میں جناب امام جعفرصاد ق علیہ السلام سے روایت ہے کہ اپنے آباو اجدا د خود جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ جنت کے آٹھ دروازے ہیں ایک سے نبی اور صدیق داخل ہو نگے اور ایک سے شہدااور صالحین اور پانچ دروازوں سے ہمارے شیعہ اور ہمارے محب داخل ہو نگے اور میں برابر صراط پر کھڑا ہونگا خدا وند میرے شیعوں کو ، میرے محبوبوں کو میرے نصرت کرنے والوں کو ، میرے دوستوں کو اور جس نے بھی مجھ سے تولا برتا اس کو بھی محفو ظ رکھ ا اس وقت جہنم میں گرنے سے اسے بچالے اور عرش سے ایک ندا آئیگی کہ تمہاری دعا قبول ہو گئی ور اورتمہارے شیعوں کے بارے میں تمہاری شفاعت منظور ہو گئی اور ہر شخص کو جو اور جو میرے شیعوں میں سے ہوگا جس نے مجھ سے تولا رکھا ہو گا اورجس نے میری مدد کی ہوگی او رجو میرے دشمن سے لڑا ہو گا فعلا وقولا

اس کو اختیار دیا جائے گا کہ وہ اپنے پڑوسیوں اور اپنے عزیزوں سے ستر سترہزار کی شفاعت کرے

سورۃ مومن ۔(۶)

الذین کفروا انهم اصحب النار

ترجمہ:جو کافر ہو نگے کہ وہ جہنمی ہیں ۔

تفسیر قمی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس سے مراد بنی امیہ ہیں ۔

سورة المومن۔(۷)

ویستغفرون الذین آمنو ۔۔ فاغفرللذین تابوا واتبعواسبیلک وقهم عذاب الجحیم

ترجمہ:اور جو لوگ ایمان لائے ہیں انکے لیے مغفر ت طلب کرتے ہیں اور کہتے رہتے ہیں ۔۔ جن لوگوں نے توبہ کر لی اور تیری راہ پر چلتے ہیں انکے گناہ بخش دے اور ان کو جہنم کے عذاب سے بچا لے ۔

فاغفر الذین تابو ا

تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مطلب یہ ہے کہ جنہوں نے فلاں فلاں اور بنی امیہ کی ولایت سے توبہ کی اوراتبعو بیلک کہ بہ معنی ہیں ولایت علی ولی خدا کو تسلیم کیا ۔

سورة المومن(۱۰)

ان الذین کفر وا ینادون لمقت الله اکبر من مقتکم انفسکم از تدعون الی الایمان فتکفرون۔

ترجمہ:جو لوگ کافر ہو گئے ان سے یقینا آواز دیکر کہہ دیا جائیگا کہ خدا کی ناراضگی اس سے کہیں زیادہ ہے جتنا کہ تم اپنے سے ناراض ہو تمکو ایمان کی طرف بلایا جاتا کرتا تھا پھر بھی تم انکار کر تے تھے۔

ان الذین کفرو ا

تفسیر قمی میں اس سے مراد بنی امیہ ہیں ۔

تفسیر قمی میں الایمان سے مراد ہے ولایت علی ابن علی علیہ السلام

سوره المومن (۱۸)

مالظالمین من حمیم ولا شیفع یطاء

ترجمہ:ظالموں کا نہ کوئی سرگرم دوست ایسا ہو گا اور نہ شفارشی جسکی سنی جائیگی التوحید میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ مومن جب کسی گناہ کامرتکب ہوتا ہے تواس نے اس کو رنج پہنچتا ہے اوروہ اس پر نادم بھی ہوتا ہے اورآنحضرت نے فرمایاکہ توبہ کے لیے نادم ہونا کافی ہے نیز فرمایاکہ جس شخص کو نیکی کرنا مسرت پہنچائے اوربدی کرنا برا معلوم ہو وہی مومن ہے پس جو شخص کسی ایسے گناہ پر جسکا وہ مرتکب ہو اہو اورنادم نہ ہو تو وہ مومن بھی نہیں اور اسکی شفاعت بھی لازم نہیں بلکہ وہ ظالم ہے۔ ظالموں کے بارے میں خدا فرماتا ہے ماللظالمین ۔

سوره مومن (۶۵)

هو الحی لا الہ الا هو فادعو ه مخلصین لہ الدین الحمد الله رب العالمین۔

ترجمہ:حقیقی زندہ وہی ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں سو تم دین کو اس کے واسطے خالص کر کے اسے پکارو سب تعریفیں اسی اللہ کے ہیں جو تمام عالموں کا پروردگار ہے تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام زین العابدین علیہ السلام کی خدمت میں ایک شخص حاضرہوا اوراس نے حضرت سے بہت سے مسلے پوچھے پھر حاضر ہو کر اتنے ہی مسلے اور پوچھے توحضرت نے فرمایا کہ انجیل میں یہ آچکا ہے کہ جو عمل تم کو نہ کرناہو اس علم بھی حاصل نہ کرو اس لیے کہ جب عالم اپنے علم پر عمل نہیں کرئے گا توخدا کی طرف سے دوری کا مستحق ہوتا جائے گاپھر فرمایا کہ اے شخص قرآن مجید کو لازم جان اس لیے کہ خداوند تعالی نے جنت کو اپنے دست قدرت سے بنایا ہے جسکی ایک اینٹ سونے کی اور ایک چاندی کی اور اسکا فرش مشک کا ہے اوراسکی مٹی زعفران کی ہے اور اس کی کنکریاں موتی کی ہیں اوراس کے درجے اتنے مقرر ہیں جتنی قرآن مجید کی آیتیں پس جو شخص قرآن مجید پڑھتا ہو گا اسے حکم دے گا کہ پڑھتا جا اور چڑھتا جا پس جو جنت میں پہنچ جائے گا سوائے انبیاء اورصدیقین کے اور کوئی شخص اس سے اعلی درجہ کا نہ ہو گا اس شخص نے عرض کی یاابن رسول اللہ پھر زہد کیا ہے فرمایا زہد کے دس حصے ہیں بس زہد کا جو اعلی درجہ ہے وہ رضا وتسلیم کا ادنی درجہ ہے اور آگاہ ہو کہ خدا کی کتاب میں ایک آیت میں آگیا ہے اور وہ یہ ہے ۔

لکیلا تا سوا علی ما فاتکم ولا تخرجو ابما----

پس اس شخص نے لا الہ اللہ کہا حضرت نے فرمایا لا الہ اللہ تو میں بھی کہتا ہوں مگر تم میں سے کوئی شخص لا الہ اللہ کہے تو اس کے ساتھ الحمد للہ رب العلمین بھی کہہ لیا کرو

کیونکہ خداوند تعالی فرماتاہے ---- ھو العی --- رب العالمین

سورۃ المومن(۶۸ سے ۷۳)

الم ترالی الذین یجادلون فی آیت اللہ انی یصرفون---

ترجمہ:کیا تم نے ان لوگوں کی طرف نہیں دیکھا جو خدا کی آیتوں میں جھگڑتے رہتے ہیں وہ کدھر پھر ے جاتے ہیں۔

اذالا غل فی اعناقھم والسلسل یسحبون---- کذالک یضل اللہ الکفرین

ترجمہ:انہو ں نے کتاب کو بھی جھٹلایا اور کچھ ہم نے رسولوں کو دیکر بھیجا تھااس کو بھی سو آگے چل کر وہ جان لیں گے جبکہ طوق ان کی گردنوں میں ہونگے اور رنجیریں کھولتے ہوئے پانی میں وہ گھسٹے جائینگے پھر آگ جھونک دیئے جائیں گے پھر ان سے کہا جائے گا کہ اب وہ کہاں ہیں جن کو تم اللہ کے سوا شریک کیا کرتے تھے جواب میں کہیں گے کہ وہ تو ہم سے گم ہو گئے ہیں بلکہ ہم تو پہلے سے کسی چیز کو پکارا ہی نہیں کرتے تھے اس طرح اللہ ان کافروں کا نامراد کرے گا ۔

اذالا غل فی اعناقھم

البصائر میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ میں اپنے والد ماجد کے پیچھے پیچھے تھا اور حضرت ایک خچر پر سوار تھے یکایک وہ خچر بھڑکا دیکھتا کیا ہوں کہ ایک بوڑھا شخص ہے جسکے گلے میں ایک زنجیر پڑی ہوئی ہے اور اسکے پیچھے پیچھے ایک شخص زنجیر تھامے ہوئے

تھا یہ بوڑھا شخص چیخ چیخ کر کہتا ہے یا علی ابن الحسین مجھے پانی پلادیجئے اور وہ پیچھے والا شخص کہتا ہے کہ یا حضرت اسے ہرگز پانی پائیے خدا وند تعالی کبھی اسے سیراب نہ کرے گا پھر حضرت نے فرمایا کہ یہ بوڑھا معاویہ تھا ۔

یسحومن فی الحمیم ۔ کافی اورتفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ یابن رسول اللہ ہماری جانیں آپ پر قربان ہوں جو لوگ تو حیدیہ کے ماننے والے ہوں اورجناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کے اقرار کرنے والے ساتھ ہی گنہگار بھی ہوں اور جس حالت میں مر جائیں انکاکوئی امام نہ ہو اور آپ حضرات کی ولایت کے عارف نہ ہوں تو انکی کیا حالت ہو گی فرمایا ان کی قبریں ان کے لیے حوالات کا کام کریں گی پس ان میں سے جس شخص کا کوئی نیک عمل ہو گا اوراس سے ہماری کو ئی عداوت ظاہر نہ ہو گی تو اس کی قبر میں اس جنت سے جسے خدا وندتعالی نے مغرب کی طرف بنایا ہے ایک نالی کھود دیگا جس سے اسکی قبر میں قیامت کے دن تک ہوا اور راحت پہنچتی رہے گی تاکہ پروردگار عالم کے حضور میں اسکی رو بکاری ہو گی اسکی نیکیوں اوربدیوں کے بارے میں اس سے حساب لیگا بس اب یا تو وہ جنت میں جائیگا یاجہنم میں غرض ایسے لوگوں کا معاملہ تو خداوند تعالی کے فیصلے پر موقوف ہے پھر فرمایا کہ ایسا ہی معاملہ خداوند تعالی کم عقلوں نادانوں بیوقفوں اوربچوں خصوصا مسلمانوں کے بچوں کے ساتھ فرما ئیگا اب رہے ناصبی جو اہل قبلہ ہی میں سے ہیں انکے لیے اس آگ کی طرف جیسے خداوند تعالی نے مشرق میں پیدا کیا ہے ایک خندق کھودی جائے گی جس میں سے ان پر لپٹ اورشعلے اور دھواں اور کھولتے پانی کی پھہا ر قیامت تک پڑتی رہے گی پھر جہنم میں وہ بھیجے جائیں گے اور پھر آگ میں تپائے جائیں گے پھر ان سے کہا جائے گا کہ اب وہ کہاں ہیں جن کو تم اللہ کے سوا شریک کرتے تھے جسکا مطلب یہ ہے کہ دو تمہارے امام کدھر ہیں جن کو تم نے خدا کے مقرر کردہ اماموں کو چھوڑ کر امام بنایا تھا ۔

کذالک یضل اللہ الکفرین

تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ خدا وند تعالی نے ناصبیوں کا نام کافرین بھی رکھا ہے اورمشرکین بھی ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے کتاب کو جھٹلایا یا حالانکہ خداوند تعالی نے اپنے رسول کے ہاتھ کتاب بھی ۔ بھیجی اورتاویل کتاب بھی پس جس نے کتاب کو جھٹلایا یا جو تاویل کتاب خداوند تعالی نے اپنے رسول کے ساتھ بھیجی اسکو جھٹلایا پس وہ مشرک بھی ہے اور کافر بھی

سورۃ المومن ۸۳، ۸۴(آخری آیتیں)

فلما راواباسنا قالوا امناباللہ وحدہ وکفر نا بنا کنا بہ مشرکین فلم یک ینفعھم ایمانھم ۔۔۔ وخسر ھنالک الکفرون

ترجمہ: پھر جس وقت انہو ں ے نے ہمارا عذاب دیکھا تو کہنے لگے اب ہم خدا یکتا پر ایمان لائے اور جن چیزوں کو اسکا شریک کیا کرتے تھے اب ہم ان سب کے منکر ہو گئے مگر جب وہ ہمارا عذاب دیکھ چکیں گے تواللہ کے قاعدہ کے مطابق جو اسکے بندوں میں برابر جا ری رہا ہے ان کا ایمان انکو کوئی نفع نہ پہنچائے گا اوعر کافروہاں ٹوٹے(خسارے)ہی میں رہیں گے

فلما اوبا سناً

العیون میں ہے کہ جناب امام علی رضا علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ خداوندتعالی نے فرعون کو کیوں غرق کردیا حالانکہ وہ خدا پر ایمان لایا تھا اور اسکی توحید کا مقر (قائل) ہو گیا تھا فرمایا اس لیے کہ وہ عذاب کو دیکھنے کے بعد ایمان لایا تھا اورجو ایمان عذاب دیکھنے کے بعد لایا جائے وہ مقبول نہیں ہے خداودندتعالی کا یہ فیصلہ پہلوں کے لیے بھی تھا اور پچھلوں کے لیے بھی چنانچہ وہ فرماتا ہے فلما اوبا سنا

کافی میں ہے کہ متوکل عباسی کے سامنے ایک عیسائی پیش کیا گیا جس نے مسلمان عورت سے زنا کیا تھا ۔ متوکل نے اس پر حد جاری کرنی چاہی تو وہ مسلمان ہو گیا تب لوگوں نے کہا کہ اقرار شہادتیں نے اس کے شرک اور کفر کو بھی کچھ دیا اور اس کی بد فعلی کو بھی محو کردیا ۔ بعضوں نے کہا اسے سہ چند حد لگنی چاہیے بعضوں نے کہا کچھ اورآخر متوکل نے پریشان ہو کرحلال مشکلات امام زمان حضرت امام علی نقی علیہ السلام کے پاس کسی کو بھیجا اور یہ مسئلہ دریافت کیا تو حضرت نے لکھا کہ اس کو پیٹا جائے تاکہ وہ مر جائے علمائے عامہ نے اس کا انکار کیا اور کہا کہ یہ تو انہوں نے ایسی بات فرما دی ہے جس کے بارے میں نہ کتاب خدا کچھ کہتی ہے اور سنت رسول خدا ۔ لہذا دوبارہ حضرت سے آپ کے حکم کی تشریح چاہی توحضرت نے بسم اللہ الرحمن الرحیم کے بعد یہی دونوں آیتیں اذی (۸۳، ۸۴) سورۃ المومن کی لکھ کر بھیج دی جن کو دیکھ کر متوکل عباسی کو اطمینان ہو گیا اوراس نے حکم دیا اس نصرانی پر ضرب پڑنے لگی تاانکہ وہ پٹتے پٹتے مر گیا:

سورہ حمۤ السجد۔(۴۱،۲۸،۲۹)

وقال الذین کفر واربناارنا الذین اضلنا من الجن والانس نجلھما تحت اقدامنا لیکونا من الاسفلین

ترجمہ ۔اور جو لوگ کافر ہو گئے وہ کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار تو ہمیں ان دونوں کو دکھلادے جنہوں نے ہم کو گمراہ کیا تھا کہ ایک ان میں سے جنوں میں سے ہے اور ایک آدمیوں میں سے تاکہ ہم انکو اپنے پائیوں کے نیچے کچلیں گے کہ وہ سب سے نیچے ہو جائیں

ان الذین قالوا ربنا اللہ وثم استقاموا تتنزل علھیم الملٰئکۃ الا تخفوا ولا تحزنوا وابشر بالجنۃ التی کنتم توعدون ۔

ترجمہ ۔بیشک جن لوگوں نے یہ کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے پھر وہ ولایت امیر المومنین آیہ پر بھی قائم رہے تو ان پر فرشتے یہ پیغام لے کر نازل ہو نگے کہ تم نہ آئندہ کے لیے خوف کرو ۔

اور نہ گذشتہ کے متعلق افسوس اور جس جنت کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا اسکی بشارت لے لو۔

سورہ حٰم سجدہ ۔(۳۰)

نحن اولیوکم فی الحیوۃ الدنیا وفی الاخرۃ ولکم فیھا ما تشتھی انفسکم ولکم فیھا ما تدعون نزلا من غفور رحیم

ترجمہ ۔اہم زندگانی دنیا میں بھی تمہارے ولی دوست تھے اورآخرت میں بھی ہیں اور جنت میں تمہارے لیے ہر چیز موجو دہے ۔جسکو تمہارا جی چاہے اور اس میں تمہاری خاطرہروہ چیز جو طلب کرو بڑے بخشنے والے اور حم کرنیوالے کی طرف سے مہمانی کے طور پر مہیا ہے ۔

تفسیر قمی میں ہے کہ عالم آل محمد یعنی جناب امام موسی کاظم علیہ السلام نے فرمایا کہ جنوں سے تو وہ ابلیس ہے جس نے دارولندو مکہ میں جناب رسول خدا کے قتل کا مشورہ دیا تھا اور تمام آدمیوں کو بہکا بہکا کر گناہوں پر آمادہ کر تا رہتا ہے اور بعد آنحضرت کی وفات کے حضرت ابو بکر کے پاس آیا ان سے بیعت کی اور یہ الفاظ کہے کہ خدا کا شکر ہے کہ مجھے موت نہ آئی جبتک کہ تجھے اس جگہ پر نہ دیکھ لیا۔

اورآدمیوں میں سے فلاں عمر (قال الشیطان)

کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ اس آیت میں خدا وندتعالی نے "تثنیہ" کا صیغہ استعمال فرمایا اس سے وہی دونوں اول دوم مراد ہیں پھر فرمایا کہ ہمارے والد ماجد نے جو فلاں کا لفظ فرمایا اس سے فلاں شیطان مراد ہے

قول صاحب تفسیر صافی ۔

شاہد حضرت کی مراد یہ ہو کہ ایک ایک ولد الذنا دو دو کا نطفہ ہوتا ہے یعنی زانی کا بھی اورشیطان کا بھی اور ایک روایت میں یہ ہے کہ اس آیت میں جودو مراد ہیں واللہ وہی دونوں ہیں اول ودوئم واللہ وہی دونوں ہیں ۔

ثم استقامو ۔

تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے اسکے معنی یہ ہیں کہ وہ یکے بعد دیگرے آئمہ علیہ السلام کی اطاعت پر قائم رہے تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب امام علی رضا علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ استقامت سے کیا مراد ہے ؟؟؟

فرمایا واللہ وہی چیز جس پر تم قائم ہو ۔ تفسیر قمی ہے کہ اس کا مطلب ہے ولایت امیرالمومنین علیہ السلام پر قائم رہنانہج البلاغہ میں ہے کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں خدا کے وعدے اور اسکی محبت کے مطابق بات کر رہا ہوں خدا وند تعالی فرماتا ہے کہ ان الذین قالو ربنا ثم استقامو--- سو اب تم ربنا تو کہ چکے پس اس کی کتاب پر اور اسکے حکم کے راستے پر اور اسکی سے عبارت کے بہترین طریقے پر استقامت بھی اختیار کرو پھر نہ اس سے ہٹو اور نہ اس میں بدعت پید ا کرو اور نہ اسکی مخالفت اختیار کرو کیونکہ جتنے اس سے الگ ہو جانیوالے ہیں قیامت کے دن خدا سے اور انسے کوئی واسطہ نہ رہیگا ۔

تتنزل علیھم الملٰئکۃ ۔

تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ تفسیر قمی میں ہے کہ عام مومنین کے لیے موت کے قریب فرشتے آتے ہیں اور انہیں وہ خوش خبری سناتے ہیں جو آگے اس آیت میں درج ہے ۔

البصائر میں ہے کہ کس نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا تھا کہ ہمیں یہ خبر ملی ہے کہ فرشتے آپکے یہاں نازل ہوتے ہیں فرمایا ہاں قسم بخدا نازل ہوتے ہیں بلکہ آکر ہمارے بچھونوں پر بیٹھےء ہیں کیا تو کتاب خدا نہیں پڑھتا کہ وہ فرماتا ہے ان الذین ---

الخرائج میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ واللہ بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ ہم فرشتوں کے کیلئے اپنے مکان میں بچھونے بچھائے ہیں وہ ہمارے بچوں سے ہم سے زیادہ مانوس ہیں اور ہم انکے نرم نرم پر بچھونوں پر سے اکثر اٹھا لیا کرتے ہیں اور اپنے بچوں کے گلوں میں تعویز بنا کر ڈال دیتے ہیں ۔

کافی میں انہی حضرت سے برروایت اپنے والد ماجد اور جد امجد کے حدیث شب قدر میں منقول ہے کہ عبداللہ ابن عباس کو یہ گمان ہو گیا تھا کہ جن لوگوں کی شان میں یہ آیتیں ہیں ان الذین قالو ربنا ۔۔۔ غفور الرحیم ان میں میں بھی داخل ہوں جناب زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں نے انسے کہا یا عباس کبھی تم نے فرشتوں کو دیکھا ہے کہ انہوں نے آکر کہا ہو نحن اولئیو کم فی الحیوۃ الدنیا وفی الاخرۃ

یا انہوں نے یہ کہا ہو الا تخافو والا تحزنو۔۔ ابن عباس گھبرائے بولے یا بن رسول اللہ آخر اللہ یہ تو فرماتا ہے کہ انما المومنون اخوۃ کہ مومن سب بھائی بھائی ہیں)اس آیت میں تو ساری ساری امت داخل ہے گویا جب آپ نے فرشتوں سے ملاقات کی تو میں نے ہی کی)

حضرت فرماتے ہیں کہ میں خوب ھنسا اور کہا کہ ہاں یا بن عباس ٹھیک کہتے ہو

نحن اولیو کم فی الحیوۃ الدنیا وفی الاخرۃ ۔ تفسیر قمی مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس کے معنی ہیں کہ ہم دنیا میں بھی تمہاری حفاظت کرتے رہے اورموت کے وقت بھی حاضر رہے تفسیر قمی میں جناب امام جعفرصادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب ہمارا کوئی دوست اور ہمارے دشمنوں کا دشمن مرنے لگتا ہے توجناب رسول خداصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی اس کو دیکھتے ہیں اورجناب امیر المومنین علیہ السلام اور جناب حسنین علیہ السلام اس کے پاس آتے ہی اسکو دیکھتے ہیں اور اسے خوشخبری دیتے ہیں اور جو ہمارا دوست نہ ہو دیکھتا ہے اس حضرت کو وہ بھی ہے مگر اس طرح کہ اس کو بہت ہی رنج پہنچتا ہے اور اس پر جنا ب امیر المومنین علیہ السلام کا یہ قول دلالت کرتا ہے جو آپ نے حارث ہمدانی سے فرمایا تھا۔

یا حارث ھمدان من یمت یرنی من مومن اومنافق قبلا

(اے حارث ہمدانی جو بھی مر یگا وہ مجھے دیکھے گا خواہ وہ پہلے سے مومن ہو یا منافق۔)

تفسیر جناب امام حسن عسکری علیہ السلام میں سورہ البقرہ کی آیت الذین یظنون جناب امام حسن عسکری علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسول خدانے یہ فرماکہ مومن ہمیشہ عاقبت کی خرابی سے ڈرتارہتا ہے اور اسکو خوشنودی خدا حاصل کر لینے کا یقین اس وقت تک نہیں ہوتا جب تک کہ اس کی جانکنی اور ملک الموت کے آجانے کا وقت نہ آجائے اورملک الموت مومن کے پاس ایسے وقت آتے ہیں کہ ادھر توبیماری کی شدت تو اس بیچارے کو پریشا ن کیے ہوتی ہے اور ادھر مال وغیرہ جو کچھ بھی چھوڑ تا ہے اس سے بال بچے اور یار دوست اور جن جن لوگوں سے لین دین ہوتا ہے ان سب سے چھوٹنے کا رنج وغم اسکے دل پر ہجوم کیے ہوئے ہوتا ہے اور تمام امیدیں منقطع ہوتی ہیں اورآتے ہی یہ کہتے ہیں کہ تم پریشان کیوں ہو؟؟؟

مومن کہتا ہے کہ میرے معاملات گڑ بڑ ہوئے جاتے ہیں اولاد ومال سب کچھ چھٹا جاتا ہے ملک الموت کہتے ہیں کہ کوئی عقلمند ایک کھوئے ہوئے روپے کے جاتے رہنے سے جسکے عوض میں اس دنیا جسے ہزار ہزار عالم ملیں کہیں مجزون بھی ہوتا ہے مومن کہتا ہے نہیں ملک الموت کہتے ہیں ذرا اوپر

نظر کرو جب اوپر نظر ڈالتا ہے تو جنت میں اپنے درجے اور وہ محل جو خیال میں بھی کبھی نہ گزرے تھے دیکھتا ہے اس وقت ملک الموت کہتے ہیں کہ وہ مکانات وہ نعمتیں وہ مال ودولت اور وہ اہل وعیال سب تمہارے ہیں اور جن اہل وعیال کویہاں چھوڑے جاتے ہو ان میں سے جو بھی نیک ہو ں گے یہ بھی وہیں تمہارے پاس پہنچ جائیں گے بولو اب اس دنیا کو وہاں کے بدلے میں چھوڑنے پر راضی ہو ۔پھر ملک الموت کہتے ہیں کہ ادھر دیکھو ادھر جب دیکھتا ہے تو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جناب علی مرتضی علیہ السلام اور ان دونوں بزرگوار کی آل میں جو معصوم ہیں وہ سب اعلے علین ہیں اسکو دکھائی دیتے ہیں ملک الموت کہتے ہیں جن کو دیکھ رہے ہو تمہارے سر دار او رتمہارے آئمہ یہی ہیں وہاں یہ تمہارے دوست اورانیس ہونگے اب جو یار دوست یہاں چھوٹتے ہیں انکے بدلے ان حضرت کو قبول کرنے پر راضی ہو ؟مومن کہتا ہے واللہ میں ہزار جان سے راضی ہوں اس حالت کو خدا وند تعالی ان لفظوں میں بیان فرمایا ہے ۔

ان الذین قالو ربنا اللہ ۔۔۔ ولبشر بالجنة انی کنتم توعدون۔

(یعنی جو کچھ آگے آنیوالا ہے اس سے نیکی کوئی وجہ نہیں اور بال بچے پیچھے چھوڑے جاتے ہو ان پر رنج کی کوئی وجہ نہیں ہے اس لیے کہ جنت میں تم کچھ دیکھ رہے ہو یہ سب ان کا بدلہ ہے) ۔

سورہ حٰم السجدہ(۳۲،۳۳)

اننی من المسلمین ۔ تفسیرعیاشی میں ہے کہ یہ آیت جناب امیر المومنین علیہ السلام کی شان میں اتری ۔

ولا تستوی الحسنة ولا لسیئة

ترجمہ ۔اور نیکی اور بدی تو برابر ہوتی نہیں

کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ الحسنتہ سے مراد تقیہ اور السسة سے مراد افشاء راز نیز حضرت نے یہ بھی فرمایا کہ التی ھی احسن سے بھی مراد تقیہ ہے ۔

سورة شوری ،(۱)

حم (۱) عسق حروف مقطعات

معانی الاخبار میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے ان حرفوں کے بارے میں منقول ہے کہ ان سے یہ چھ اسم مراد ہیں ۔

الحکیم ۔۲۔ المسیب ۔۳۔ العالم ۔۴۔السمیع۔۵۔ القادر۔۶۔القوی

یہ حروف اسم اعظم میں سے ہیں اور ان کو جوڑ لینا رسول یا امام کا کام ہے ۔

اسلے کہ ان کی تالیف سے وہ اسم اعظم پیدا ہوتا جاتا ہے جسکے ذریعہ خداند تعالی سے جو دعا مانگی جائے قبول ہو جاتی ہے انہی حضرت سے منقول ہے کہ عین ۔ س ۔ قاف ۔ سے مراد قائم آل محمد ہیں

یستخفرون لمن فی الارض ، تفسیر قمی میں ہے کہ وہ فرشتے بالخصوص تو یہ کرنیوالے مومنین کے لیے استغفار کرتے رہتے ہیں۔

سورۃ الشوری۔(۶)

ٌ فِی الْجَنَّةِ وَفَرِیقٌ فِی السَّعِیرِ

ترجمہ: ایک گروہ اس دن جنت میں ہوگا اورایک گروہ بھڑکتی ہوئی آگ میں ۔

کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ جناب رسول خدا نے لوگوں کے سامنے خطبہ پڑھا اور پھر اپنا داہنا ہاتھ اس شان سے بلند کیا کہ مٹھی بند تھی اوردریافت کیا کہ لوگوبتاو اس مٹھی میں کیا ہے لوگوں نے کہا اللہ اور اللہ کا رسول خوب جانتا ہے ۔

فرمایا قیامت تک جو لوگ جنتی ہونے والے ہیں انکے نام اورانکے باپ دادا کے نام اور انکے قبیلوں کے نام ہیں پھر اسی شان سے بایاں ہاتھ بلند کیا اور دریافت فرمایا کہ لوگو بتاو میرے اس ہاتھ میں کیا ہے ؟ لوگو ں نے عرض کیا اللہ اور اللہ کا رسول ہی خوب جانتے ہیں فرمایا قیامت تک جتنے جہنمی ہونے والے ہیں انکے نام اور انکے باپ دادا کے نام اورانکے قبلیوں کے نام ہیں پھر تین مرتبہ فرمایا کہ اللہ نے فیصلہ فرمایا ہے اور ٹھیک ٹھیک فیصلہ فرمایا ہے بعض فریق فی الجنۃ وفریق فی السعرہ

سورۃشوری۔(۱۲)

أَنْ أَقِيمُوا الدِّينَ وَلاَتَتَفَرَّقُوا فِيهِ

ترجمہ: دین کو قائم رکھو اوراس کے بارے میں فرقے فرقے نہ بن جاؤ۔

تفسیر قمی میں ہے کہ یہاں مراد ہے خدا کو ایک جاننا نما زپڑھنا زکواۃ دینا، ماہ رمضان مبارک کے روزے رکھنا ، بیت اللہ کا حج کرنا ، ان تمام قواعد واحکام کو ماننا جو کتب خدا میں آچکے اور امیر المومنین علیہ السلام کی ولایت کا اقرار کرنا۔

سورہ الشوری (۱۲)

كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِينَ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ اللهُ يَجْتَبِي إِلَيْهِ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي إِلَيْهِ مَنْ يُنِيبُ

ترجمہ: مشرکوں پر وہ امر جن کی طرف تم انکو بلاتے ہو بہت گراں گزار اللہ اس امر کے لیے جسکو چاہتا ہے منتخب فرما لیتا ہے اور توفیق ہدایت اس کو عطا کرتا ہے جو اسکی طرف رجوع کرے کافی میں جناب امام زین العابدین علیہ السلام سے خدا وند تعالی کے اس قول کی تفسیر میں منقول ہے کہ اس آیت میں مشرکین سے مراد وہ لوگ ہیں جو ولایت امیر المومنین علیہ السلام کے بارے میں شرک کرتے ہیں اور تدعو ھم الیہ کی ضمیر غائب جناب امیر المومنین علیہ السلام میں طرف راجع ہے نوشہ خدا میں اس طرح درج ہے

سورہ شوری۔(۱۳)

وَمَا تَفَرَّقُوا إِلاَّ مِنْ بَعْدِ مَا جَائَہُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَہُمْ وَلَوْلاَكَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَبِّکَ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى لَقُضِىَ بَيْنَہُم

اور بعد اس کے کہ ان کے پاس علم آچکا تھا وہ خوف آپس کے حسد کے باعث فرقہ فرقہ ترجمہ: بن گئے .اور اگر تمہارے پروردگار کی طرف سے مہلت کا حکم مدت معینہ کے لیے نہ ہو چکا ہوتا تو انکے مابین کبھی کا فیصلہ ہو چکتا ۔

وما تفرقو --- تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان میں جہالت سے پھوٹ نہیں پڑتی بلکہ جب کلام خدا انکے پاس آگیا اور انہوں نے سمجھ کیا او رامیر المومنین علیہ السلام کو خدا کے حکم کی بموجب اپنے سے افضل پایا تب ہی باہمی حسد برتا اور بغاوت کی اور الگ الگ مذہب نکال لیے اور اپنی اپنی رائے اورخواہش کے پابند ہو گئے۔

سورہ الشوری۔(۱۴)

فَلِذَٰلِکَ فَادْعُ وَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ وَلاَتَتَّبِعْ أَہْوَائَہُمْ وَقُلْ آمَنْتُ بِمَا أَنْزَلَ اللہُ مِنْ كِتَاب

ترجمہ: پس اے رسول تم اسکی طرف انکو بلاتے جاؤ اورجیسا کہ تم کو حکم دیا گیا ہے ویسے ہی قائم رہو اور انکی خواہشوں کی پیروی نہ کرو اوریہ کر و اور یہ کہہ دو

کہ اللہ نے جو کتاب نازل کی میں اس پر ایمان لایا ہو او رمجھے حکم دیا گیا ہے کہ تمہارے مابین عدالت کروں ۔

فَلِذَٰلِکَ فَادْع

تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ولایت امیر المومنین علیہ السلام کی طرف بلائے جاؤ ۔

سورہ الشوری ۱۴۔

اللہُ الَّذِی أَنْزَلَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ وَالْمِيزَانَ

ترجمہ: اللہ وہی تو ہے جسنے کتاب کو حق کے ساتھ اتارا اور میزان کو بھی تفسیرقمی میں ہے کہ اس آیت میں المیزان سے مراد جناب امیر المومنین علیہ السلام ہیں

سورہ الشوری۔(۱۸)

اللہُ لَطِيفٌ بِعِبَادِہِ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ وَہُوَ الْقَوِیُّ العَزِيز

ترجمہ: اللہ اپنے کل بندوں پر بہت مہربان ہے جسے چاہتا ہے جس طرح چاہتا ہے رزق عطا فرماتا ہے اور وہ بڑا قوت والا ہے اورزبردست ہے اور آخرت کی کھیتی چاہتا ہے ہم اس کی کھیتی کو خوب بڑھا دیتے ہیں اورجو دنیا کی خرمن چاہتا ہے تو ہم اسکو اس میں سے دینگے اورآخرت میں اس کا کوئی حصہ نہ ہو گا ۔

حرث الدنیا۔تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ مال اور بیٹے دنیا کی کھیتی ہیں اور نیک اعمال آخرت کی کھیتی ۔

سورہ الشوری (۲۲)

ذَلِکَ الَّذِی یُبَشِّرُ اللهُ عِبَادَهُ الَّذِینَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَات

ترجمہ: یہی تووہ ہے جس کی اللہ اپنے بندوں کو جو ایمان لائے اور نیک عمل بجا لائے خوشخبری دیتا ہے

قُلْ لاَأَسْأَلُکُمْ عَلَیْهِ أَجْرًا إِلاَّ الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبَی وَمَنْ یَقْتَرِفْ حَسَنَةً نَزِدْ لَهُ فِیهَا حُسْنًا إِنَّ اللهَ غَفُورٌ شَکُور

ترجمہ: تم یہ کہہ کہ میں تو اس تبلیغ رسالت پر تم سے کوئی مزوری طلب نہیں کرتا مگر اپنے قرابتداروں کی مودۃ محبت اور جو اس بارے میں کوئی بھی نیکی کرے گا اس کی خاطر ہم اسکی نیکی کو بہت بڑھا دینگے بیشک اللہ بڑا بخشنے والا اور بڑا قدردان ہے ۔

تفسیر مجمع البیان میں جناب امام زین العابدین علیہ السلام جناب محمد باقر علیہ السلام اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام اورکافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب جناب رسول خداآخری حج سے واپس تشریف لائے اورمدینہ پہنچ گئے تو انصار آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ خداوند تعالی نے ہم پر احسان کیا ہے اورحضور کی تشریف آوری سے ہمارے درمیان قیام کرنے کی ہم کو عزت خاص بخشی ہے اور یہ مزید عنایت ہے کہ ہمارے دوستوں کو خوش اور ہمارے دشمنوں کو ذلیل کردیا ہے حضور کی خدمت میں اب جا بجا سے مہمان حاضر ہوتے ہیں اور ان کو عطا کرنے کے لیے آپکے پاس سامان نہیں ہے اس سے آپ کے دشمن آپ پر ہنستے ہیں لہذا ہماری درخواست ہے کہ ہمارے مال کی تہائی آپ لے لیں تا کہ مکہ کے مہمان جوآنے والے ہیں انہیں آپ اس میں عطا فرمائیں جناب رسول خدا نے ا ن کی درخواست ہے کہ ہمارے مال کی تہائی آپ لے لیں تاکہ کے مہمان جو آنے والے ہیں انہیں آپ اس میں سے عطا فرمائیں جناب رسول خدا نے ان کی درخواست کاکچھ جواب نہ دیا اور منتظر رہے کہ خدا کا حکم کیا آتا ہے ۔ چنانچہ جبرائیل امین حاضر ہوئے اور یہ حکم لائے قل لا اسئلک ... چنانچہ آنحضرت نے انکے مال نہیں لئے اور یہ حکم سنا دیا جسے سن کر منافقوں نے یہ کہ اللہ نے تو محمد پر یہ نازل کیا نہیں ۔ مگر یہ چاہتے ہیں کہ اپنے چچا زاد بھائی علی کا بازو پکڑ کر پھر بلند کریں اور انکے اہل بیت بھی کوہمارا افسر قرار دیدیں کل تویہ کہہ ہی چکے ہیں من کنت مولا فھذا علی مولا ..... اورآج کہہ رہے ہیں قُلْ لاَأَسْأَلُکُمْ عَلَیْهِ

قرب الاسناد میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے برروایت اپنے آباو اجداد کے منقول ہے کہ جب رسول خدا پر یہ آیت نازل ہوئی تو آنحضرت کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ لوگوں خداند و تعالی نے میری خاطر سے تم پر ایک فریضہ واجب کیا ہے آیا تم اسکو بجا لاو گے کسی شخص نے جواب نہیں دیا ۔ آنحضرت تشریف لے گئے

جب دوسرا دن ہوا تو حضرت نے پھر اسی طرح سوال فرمایا ۔ پھر کسی نے جواب نہیں دیا تیسرے دن حضرت نے پھر اسی طرح ارشاد فرمایا اب بھی کوئی کچھ نہ بولتا تھا کہ آنحضرت نے فرمایا کہ اے لوگو! نہ وہ فریضہ سونے سے متعلق ہے اور نہ چاندی سے ۔ نہ کھانے سے اور نہ پینے سے تب

سب بول اٹھے کہ تو تو حضور اسے بیان فرمائیں آنحضرت نے ارشاد فرمایا خدا وند تعالی نے مجھ پر یہ آیت نازل فرمائی ہے قُلْ لاَأَسْأَلُکُمْ عَلَیْہِ

یہ سن کر بہت سوں نے پختہ وعدہ کیا کہ ہم اسکی تعمیل کو حاضر ہیں ۔ مگر جناب امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ واللہ یہ وعدہ صرف سات آدمیوں نے کیا ۱۔ سلمان فارسی ۔۲۔ ابو ذر غفاری ۔۳۔عمار یاسر ۔۴۔مقداد بن اسود کندی ۔۵۔ جابر ابن عبداللہ انصاری ۔۶۔ آنحضرت کا یہ غلام جس کا نام بنتہ یا بنت ۔۷۔ زید ابن ارقم

تفسیر مجمع البیان میں جناب امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت نے اپنے خطبہ میں فرمایا کہ میں ان اہل بیت میں سے ہوں جنکی مودت اللہ نے ہر مسلمان پر واجب کی ہے پھر آنحضرت نے یہ آیت کل لا اسئلکم تلاوت فرمائی اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ اقتراف حسنہ یعنی کوئی نیکی لانے سے مراد ہم اہل بیت کو مودت ہے

کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے الا قتراف کے جو معنی منقول ہیں انکا خلاصہ یہ ہے کہ ہماری بزرگی تسلیم کرنا ۔ ہماری روایت صحیح صحیح پہنچا دینا اورہمارے بر خلاف جھوٹ نہ بولنا ۔

سورہ الشوری (۲۳۔۲۴۔۲۵)

أَمْ یَقُولُونَ افْتَرَی عَلَی اللهِ کَذِبًا فَإِنْ یَشَأْ اللهُ یَخْتِمْ عَلَی قَلْبِکَ وَیَمْحُ اللهُ الْبَاطِلَ وَیُحِقُّ الْحَقَّ بِکَلِمَاتِہِ إِنَّہُ عَلِیمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ

ترجمہ: یا وہ یہ کہتے ہیں کہ اس نے اللہ پر جھوٹا بہتان باندھا پس اگر اللہ چاہے تو تمہارے دلوں پر مہر لگا دے حالانکہ اللہ باطل کو مٹاتا ہے اوراپنے کلمات کے ذریعہ سے حق کو حق ثابت کرتا ہے

وَہُوَ الَّذِی یَقْبَلُ التَّوْبَۃَ عَنْ عِبَادِہِ وَیَعْفُو عَنْ السَّیِّئَاتِ وَیَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ

ترجمہ: بیشک وہ دلوں کی حالت سے پورا پورا آگاہ ہے اور وہی تو ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کر تا ہے ۔

وَیَسْتَجِیبُ الَّذِینَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَیَزِیدُہُمْ مِنْ فَضْلِہِ وَالْکَافِرُونَ لَہُمْ عَذَابٌ شَدِیدٌ

ترجمہ: اورانکی بدکارویوں کو معاف کرتا ہے اور کچھ تم کیا کرتے ہو وہ جانتا ہے اور جو لوگ ایمان لائے نیک عمل(عمل صالح)بجالائے انکی دعا قبول فرما تاہے اور انکے حق میں اپنا فضل وکرم بڑھا دیتا ہے اور کافروں جو رہے ان کے لیے شدید عذاب ہے۔

تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ انصار جناب رسول خدا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ ہم نے آپکو جگہ دی اور آپکی نصرت کی اب آپ ہمارے مال ومتاع کا بھی ایک حصہ لے لیں جس سے ضرورت کے وقت آپ مستفید ہو سکتے ہیں اس پر خدا نے وہ آیت نازل کی کل لا اسلک جس میں قرابی سے مراد اہل بیت علیہ السلام آنحضرت نے فرمایا کہ تم یہ نہیں سمجھتے کہ کس شخص کا کوئی دوست ہوتا ہے اور اس شخص کے دل میں اسکے اہلبیت کی طرف سے کچھ نہ کچھ کینہ ہوتا ہے تو اس کا دل مطمئن نہیں ہوتا بس اللہ نے چاہا کہ اسکے رسول کے

دل میں امت کی طرف سے کوئی بے اطمینانی کی بات نہ رہے لہذا رسول کے اہلبیت علیہ السلام کی مودت امت پر فرض کر دی ۔ اب اگر وہ مانیں گے تو فریضہ ادا کرنیوالے سمجھے جائینگے اور نہ مانے گے تو فریضہ ادا کرنے والے سمجھے جائیں گے اور اگر نہ مانیں گے تو فریضہ کے ترک کرنے والے سمجھے جائیں گے عرض یہ سن کر وہ حضرت کے پاس چلے گئے اوربعض ان سے یہ کہتے تھے کہ ہم نے مال پیش کیے وہ تو نہ لیے اور مطلب یہ ہے کہ میرے بعد میرے اہلبیت کی طرف سے لوگوں سے لڑتے پھرو ۔ اور ایک گرو ہ نے کچھ اور کہا یعنی یہ خدا کا کلام ہی نہیں ہے رسول اللہ نے اپنی طرف سے کہہ دیا ۔ اسی کو خداوند تعالی بطور حکایت فرماتا ہے۔

أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَى عَلَى اللهِ كَذِبًا

ترجمہ: پس خداوند تعالی نے فرمایا کہ تم یہ کہہ دو کہ اگر میں نے افتراء کیا ہوتا تو خدا چاہتا تو میرے قلب پر مہر لگا دیتا ۔

وَيَمْحُ اللهُ الْبَاطِلَ وَيُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ

ترجمہ ۔اس میں کلمتہ سے مراد آئمہ معصومین خصوصا قائم آل محمد ہیں ۔

وَيَسْتَجِيبُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

تفسیرمجمع البیان میں عبداللہ ابن عباس سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا جب مدینہ پہنچے اور اسلام مستحکم ہو گیا تو انصار نے آپس میں یہ کہا کہ آؤ ہم رسول خدا کے پاس چلیں اور انسے یہ کہیں کہ آپکو بہت سے موقع پیش آتے رہتے ہیں لہذا ہمارے یہ مال حاضر ہیں انکے بارے میں جس طرح جی چاہے فیصلہ کیجئے آپ کے لیے روک ٹوک نہیں ہے چنانچہ وہ آئے اورآیہ قل لا اسئلکم --- نازل ہوئی آنحضرت نے انکو پڑھ کر سنادیا اور فرما دیا کہ میرے اہلبیت کے مودت رکھنا حضرت کے پاس سے تو وہ اس کو قول کو تسلیم کر کے گئے مگر باہر نکل کر منافقوں نے یہ کہا کہ یہ بات تو انہوں نے یہیں بیٹھے بیٹھے گھڑلی ہے اور چاہتے ہیں کہ اپنے رشتہ داروں کے آگے ہمکو ذلیل رکھیں اس پر یہ آیت ام یقعولون ----افرادی حضرت نے انکو بلایا اور وہ آیت سنائی تو بہت روئے اورغمگین ہوئے اس پر خداوند تعالی نے یہ آیت

هو الذی یقبل التوبہ -----

نازل کی ، جناب رسول خدا نے انہیں پھر بلوایا اور یہ خوشخبری دی اور اسکے بعد ویسنجب الذین ---- سنائی جس سے وہ لوگ مراد ہیں جنہوں نے حضرت علیہ السلام کے قول کو بخوشی قبول کر لیا ۔

کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے خدا وند تعالی کے اس قول کی تفسیر میں منقول کہ انسے مراد وہ مومن ہیں جو اپنے برادر ایمانی کے لیے انکے پیٹھ پیچھے دعا خیر کریں ایسے شخص کے لیے فرشتہ آمین کہتا ہے اور خدا وند تعالی یہ فرماتا ہے کہ جو کچھ تو نے دوسرے کے لیے مانگا ہے اسکا دو چند تیرے لیے منظور ہے اور بوجہ اسکے کہ تو اس سے محبت رکھتا ہے تیری دعا بھی قبول

تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا نے منقول ہے کہ ویذید هم من قضلہ کے معنی ہیں ان لوگوں کے حق میں شفاعت جن پر جہنم واجب ہو چکی ہو گی اور جنہوں نے دنیا میں مومنوں کے ساتھ احسان کیا ہو گا ۔

سورہ الشوری (۲۶)

ۭ وَلَكِنْ يُنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَا يَشَاءُ

ترجمہ:مکروو تو ایک انداز سے جو کچھ چاہتا ہے اتارتا ہے ۔

تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اگر خدا وند تعالی اپنے سب بندوں کووسعت زرق دے دیتا تو سب ہی بغاوت کرتے ۔

مگر اس نے ایک کو دوسرے کا محتاج کر دیا ہے اوراس طرح انکو قابو میں رکھا حدیث قدسی میں آیا ہے کہ میرے بندوں میں سے کوئی کوئی ایسا بھی ہے جس کے لیے مناسب حال دو لتمندی نہیں ہے اور اگر میں اسکو محتاج کردوں تو اسکی خرابی آجائے اور اگر کوئی کوئی میرے بندوں میں سے ایسا ہے کہ اس کے لیے مناسب فقیری لے اور اگر اس کو میں غنی کر دوں تو اسکی خرابی آجائے اسی وجہ سے میں اپنے بندوں کی حالت جو میرے علم میں مناسب ہے اس طرح رکھتا ہوں اور اسکا سبب یہ ہے کہ میں اپنے بندوں کی تدبیر اس علم کے موافق کرتا ہوں جو انکے دلوں کا مجھے حاصل ہے ۔

سورہ الشوری (۲۹)

وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ

ترجمہ:اور جو مصیبت بھی تم کو پہنچتی ہے تمہارے ہاتھوں کی کرتوت کا نتیجہ ہے حالانکہ اللہ بہت کچھ معاف کرتا رہتا ہے کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیرمیں منقول ہے کہ کسی رگ پٹھے کا پھڑک جانا کس پتھر کا لڑھک جانا ۔ کس قدم کا پھسل جانا کس لکڑی کی خراش آجانا ۔ یہ جو کچھ بھی ہوتا ہے کس نہ کسی گناہ کی پاداش میں ہوتا ہے اور جن گناہوں کو خدا معاف کرنا چاہتا ہے بیشتر ایسا ہی ہوتا ہے کہ دنیا میں انکی سزا جلد مل جاتی ہے اسلیے کہ یہ امر خداوندی کی جلالت شان سے بعید ہے کہ آخرت میں دربارہ اسکی سزا دے۔

تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا تھا ۔ کہ بعد جناب رسول خدا کے علی مرتضی اوراہل بیت علیہ السلام پر جو کچھ گزری آیا یہ ا ن کے کس فعل کی سزا تھی حالانکہ وہ اہلبیت عصمت وطہارت کے حامل ہیں آنحضرت نے فرمایا کہ جناب رسول خدا تو ہر گناہ سے معصوم تھے مگر پھر بھی ہرروز ہر شب سو سو دفعہ استغفار پڑھا کرتے تھے ۔

بات یہ ہے کہ اللہ تعالی اپنے خاص دوستوں کوخاص مصیبتوں کے ساتھ آزمایا کرتا ہے تا کہ انکے درجے بڑھانے اس میں گناہ کاکوئی عمل دخل نہیں ۔

سورہ الشوری (۳۶)

وَالَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ كَبَائِرَ الْإِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَإِذَا مَا غَضِبُوا هُمْ يَغْفِرُونَ

ترجمہ:اورجو کبیرہ گناہ اور بے حیائی کی باتوں سے بچتے رہتے ہیں اور جب انکو غصہ آجاتا تو وہ بخشش دیتے ہیں ۔

تفسیر قمی میں ہے جناب امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص ایسے وقت میں غصہ کو روکے جبکہ وہ اسکے جزا کی پوری قدرت رکھتا ہوتوخدا وند تعالی قیامت کے دن اسکے دل کو امن وایمان سے بھر دیگا نیز فرمایا کہ جو شخص خواہش کے وقت خوف کے وقت اور غضب وغصہ کے وقت اپنے نفس پر قابو رکھے گاتو اللہ تعالی اس کے جسم کو آتش جہنم پر حرام کر دیگا۔

سورۃ الشوری (۳۹)

وَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِثْلُهَا فَمَنْ عَفَا وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُ عَلَى اللهِ

ترجمہ: اور ہر بدی کا بدلہ ویسی ہی بدی ہو سکتا ہے پھر جو معاف کر دے اوراصلاح کرلے تو اسکا اجر اللہ کے ذمہ ہے بیشک وہ ظلم کرنیوالوں کو دوست نہیں رکھتا ۔

تفسیر صافی میں ہے کہ بدی کے بدلہ کو بھی بدی کے نام سے موسوم کیا ہے ایک تو مقابلے کے لحاظ سے اور دوسرے اس لحاظ سے کہ جس پر وہ فعل واقع ہو گا اسے بہر حال برا لگے گایہ آیت بدلہ لینے میں زیادتی کرنے سے روکنے والی ہے

فَأَجْرُهُ عَلَى اللهِ

تفسیر مجمع البیان میں جناب ر سول خدا سے منقول ہے کہ قیامت کے دن ایک منادی یہ ندا کریگا کہ جس شخص کا اجر خدا کے ذمے ہے وہ جنت میں چلا جائے اس پر کہا جائے گاوہ کون کون ہیں جن کا اجر خدا پر ہے جواب ملے گا کہ جنہو ں نے لوگوں کا قصور معاف کردیا ہوگا وہ بے حساب داخل جنت ہونگے ۔

کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا نے فرمایا کہ تم کو معاف کرنے التزام چاہیے کہ معافی دینے سے بندہ کی عزت بڑھتی ہے پس معاف کرتے رہو خداوند تعالی تمہیں عزت دے ۔

سورہ الشوری ۴۰

وَلَمَنْ انتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهِ فَأُوْلَئِکَ مَا عَلَيْہِمْ مِنْ سَبِيل

ترجمہ:اور جو بعد ظلم سہنے کے بدلہ لے پس وہی تو ایسے ہیں جن پر(ستانے کی) کوئی راہ نہیں الخصال میں جناب امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس شخص کا حق ہو تمہارے ساتھ بدی کرے یہ ہے کہ تم اسے معاف کردو۔اوراگر تم کویہ معلوم ہو کہ معاف کرنا ضرر پہنچائے گا تو بدلہ لے لو جیسا کہ خد ا تعالی فرماتا ہے ۔

جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے ا پنے آباواجداد کے منقول ہے کہ تین لوگ ایسے ہیں کہ اگر تم کو دبا کر نہ رکھو گے تووہ تم پر ظلم کریں گے ایک تو کمینے لوگ ۔۲۔ دوسرے زوجہ ۔۳۔ تیسرے غلام

سورۃ الشوری ۴۱

إِنَّمَا السَّبِيلُ عَلَى الَّذِينَ يَظْلِمُونَ النَّاسَ وَيَبْغُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ أُوْلَئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيم

ترجمہ:سوائے اس کے نہیں کہ ایسی راہ تو ان پر کھلی ہے جو لوگو ں پر ظلم کرتے ہیں اور زمین میں ناحق بغاوت کرتے ہیں وہی تو ہیں جس کے لیے دکھ دینالا عذاب ہے

تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اوپرکی آیت میں جو آچکا ہے

وَلَمَنْ انتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِہ

اس سے مراد قائم آل محمد اور اُن کے اصحاب ہیں کہ جب وہ ظہور فرمائیں گے تو بنی امیہ سے اور جھٹلانے والوں سے اور ناصبیوں سے انتقام لیں گے جس کی اجازت خداوند تعالی کے اس قول سے ثابت ہے ۔

إِنَّمَا السَّبِيلُ عَلَى الَّذِينَ يَظْلِمُونَ

سے مراد وہ ظالم ہیں جنہوں نے آل محمد کا حق غضب کر لیا ہے کمار اد العذاب سے یہ مطلب ہے کہ جب وہ جناب علی مرتضی علیہ السلام کو دیکھیں گے کہ وہ انہیں عذاب دلوانیں آئیں توکہیں گے ۔

ہَلْ إِلَى مَرَدٍّ مِنْ سَبِيلٍ

تا کہ ہم علی علیہ السلام کی دوستی اختیار کرلیں اور

خَاشِعِينَ مِنْ الذُّل

سے یہ مطلب ہے کہ وہ علی مرتضی علیہ السلام کی موجودگی کے سبب ذلت کے مارے سہمے ہوئے ہونگے اور ینظرون من طرف خضی سے یہ مطلب ہے کہ جناب علی مرتضی علیہ السلام کی طرف نیچی نظروں سے دیکھتے ہونگے اور قال الذین آمنو سے مراد آل محمد اور اُن کے شیعہ اور ان الظلمین فی عذاب مقیم یہاں ظالم سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے آل محمد کا حق غضب کیا امام فرماتے ہیں واللہ ناصبیوں نے جناب امیر المومنین علیہ السلام اور ان کی اولاد کی عداوت قائم کر دی اوران کی تکذیب کرتے رہے یہاں پر وہی لوگ مراد ہیں ۔

سور ہ الشوری (۴۸)

ِ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ يَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ إِنَاثًا وَيَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ الذُّكُورَ (۴۹) أَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَإِنَاثًا وَيَجْعَلُ مَنْ يَشَاءُ عَقِيمًا إِنَّهُ عَلِيمٌ قَدِيرٌ

ترجمہ: وہ جو کچھ چاہتا ہے پیدا کرتا ہے جسے چاہتا ہے بیٹیاں عطا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے بیٹے عطا کرتا ہے یا ان بیٹے اور بیٹیاں جوڑوں دیتا ہے اور جسکو چاہتا ہے بانجھ کردیتا ہے بیشک وہ صاحب علم اور صاحب قدرت ہے ۔

سورہ الشوری(۵۰-۵۳)

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللهُ إِلاَّ وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُولاً فَيُوحِيَ بِإِذْنِهِ مَا يَشَاءُ إِنَّهُ عَلِيٌّ حَكِيمٌ (۵۱) وَكَذَلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ رُوحًا مِنْ أَمْرِنَا مَا كُنْتَ تَدْرِي مَا الْكِتَابُ وَلاَالْإِيمَانُ وَلَكِنْ جَعَلْنَاهُ نُورًا نَهْدِي بِهِ مَنْ نَشَاءُ مِنْ عِبَادِنَا وَإِنَّكَ لَتَهْدِي إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ (۵۲) صِرَاطِ اللهِ الَّذِي لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ أَلاَإِلَى اللهِ تَصِيرُ الْأُمُورُ (۵۳)

ترجمہ: اور کسی بشر کی یہ منزلت نہیں ہے کہ اللہ اس سے بات کرتے سوائے اس کے وحی کے ذریعہ س ے ہو یا پس پردہ سے یا کسی رسول کو بھیج دے پھر جو چاہے اپنے حکم سے اس کو وحی پہنچائے بیشک وہ بلند مرتبہ اور حکمت والا ہے اوراس طرح ہم نے اپنے حکم سے روح الامین کو تمہاری طرف وحی کے ساتھ بھیجا جسکے پہلے تم یہ نہیں جانتے تھے کہ کتا ب کیا چیز ہے اور نہ یہ کہ تعلیم کیا چیز ہے لیکن ہم نے اسکو ایک نور قرار دیا جس کے ذریعہ سے ہم اپنے بندوں میں سے جسکو چاہیں ہدایت کردیں اور بے شک تم راہ راست کی طرف ہدایت کرتے ہو یعنی اس اللہ کی راہ کی طرف کہ آسمانوں میں او رزمین میں جو کچھ ہے اسی کا ہے آگاہ ہو کہ تمام امور کی بازگشت اللہ کی ہی طرف ہے

وحیا ۔ تفسیر صافی میں ہے کہ اس کی صورت یہ ہے کہ فرشتہ کو دیکھے اور اس سے کچھ سنے یا بغیر سنے دیکھے دل میں خود بخود کوئی بات واقع ہو اوروحی کی اصل وہ حفیہ کلام ہے جو منجانب اللہ فی الفور ذہن میںآ جائے

روحاً۔ کافی میں جناب امام جعفرصادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ روح خدا کی مخلوق میں سے ایک ایسی مخلوق ہے جو عظمت میں جبرائیل ومیکائیل سے زیادہ ہے اور جوجناب رسول خد ا کے ہمراہ ہمیشہ رہی اور آپ کو خبر دیتی رہتی تھی اور بعد آنحضرت کے ائمہ علیہ السلام کے ہمراہ رہی ۔ اور ایک روایت ہے کہ جس وقت سے اللہ تعالی نے وہ روح محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل کی وہ پلٹ کر نہیں گئی اور ہم میں موجود ہے کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے علم کے بارے میں دریافت کیا گیا تھا کہ آیا کہ کوئی ایسی چیز ہے جسے عام لوگوں کی زبان سیکھ لیتا ہے یا وہ آپ کی کسی کتا ب میں ہے کہ آپ حضرات اسے پڑھ لیتے ہیں اوراسے حاصل کر لیتے ہیں ؟ فرمایا اصل امر اس سے زیادہ عظیم اور ضروری ہے آیا تو نے خداتعالی کا یہ قول نہیں سنا وکذالک اوحیا روحاً پھر فرمایا کہ بیشک کسی وقت میں آنحضرت ایسی حالت میں تھے کہ کتاب وایمان کی حقیقت سے واقف نہ تھے یہاں تک کہ خدا وند تعالی نے وہ روح جس کا ذکر اپنے کتاب میں کیاہے بذریعہ وحی انہیں پہنچا دی۔ پس جس وقت وہ روح اُن کو پہنچ گئی تو اس کے ذریعہ سے علم وفہم سب کچھ حاصل ہو گیا اور یہ روح وہ ہے جو خدا وند تعالی جسے جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے اور جس بندہ کو عطا کردیتا ہے اس کو فہم حاصل ہو جاتا ہے

وَلَكِنْ جَعَلْنَاهُ نُورًا

تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ نور سے مراد علی مرتضی علیہ السلام ہیں

اورعلی وہ نور ہیں جنکے ذریعے سے خدا وند تعالی جسے چاہتا ہے ہدایت فرمادیتا ہے

َإِنَّکَ لَتَہْدِی إِلَی صِرَاطٍ مُسْتَقِیم

تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ تو جسکو چاہتا ہے ولایت علی کی ہدایت فرمادیتا ہے اور صراط مستقیم سے مراد جناب علی مرتضی علیہ السلام ہیں

صِرَاطِ اللهِ الَّذِی

جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ صراط اللہ سے مراد علی مرتضی علیہ السلام ہیں جن کو خدا تعالی نے اپنے آسمانوں کی اور زمین کی کل چیزوں پر خزینہ دار اور امین مقرر فرمادیا ہے

ِ أَلاَإِلَی اللهِ تَصِیرُ الْأُمُورُ

۔کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ ایک قرآن مجید سمندر میں گر گیا تھا اور پھر وہ مل گیا تو اس میں سوائے اس آیت کے اورسب کچھ مٹ گیا ۔

سورة الزخرف (۳)

وَإِنَّہُ فِی أُمِّ الْکِتَابِ لَدَیْنَا لَعَلِیٌّ حَکِیمٌ

ترجمہ:اور بیشک وہ ہمارے پا س ام کتاب میں ضرور عایشان او رحکمت والا ہے تفسیر قمی اور معانی لاخبار میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس کا ذکر ام الکتب یعنی سورة الفاتحہ میں ہے وہ جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں کیونکہ اس میں خدا وند تعالی کا یہ قول درج ہے اھدنا الصراط المستقیم اور صراط مستقیم سے خود جناب امیر المومنین علیہ السلام اور ان کی معرفت مراد ہے ۔

سورة الزخرف(۲۷)

وَجَعَلَہَا کَلِمَةً بَاقِیَةً فِی عَقِبِہِ لَعَلَّہُمْ یَرْجِعُون

ترجمہ:پس عنقریب وہ مجھے ہدایت فرما ئیگا اور اسی اعتقاد کو اپنے اولاد میں انہوں نے یادگار کے طور پر چھوڑا تا کہ وہ اس کی طرف رجوع کرتے ۔الاکمال میں جناب امام زین العابدین علیہ السلام اور علل الشرائع میں اما م محمد باقر علیہ السلام اور معانی الاخبار میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت ہماری شان میں نازل ہوئی اورمطلب یہ ہے کہ امامت قیامت تک اولاد حسین علیہ السلام میں باقی رہیگی یہی مضمون مناقب اور تفسیر مجمع البیان میں بھی ہے ۔

احتجاج طبرسی میں جناب رسول خداسے خطبہ غدیر میں یہ فقرہ منقول ہے کہ اے لوگو قرآن مجید تم کو یہ بتلاتا ہے کہ علی کے بعد آئمہ علیہ السلام ان کی اولاد سے ہونگے اورمیں بھی تم کو یہ بتا چکا ہوں کہ آئمہ علیہ السلام مجھ سے اور علی سے ہونگے ۔

سورة الزخرف(۴۰۔۴۱)

فَإِمَّا نَذْہَبَنَّ بِکَ فَإِنَّا مِنْہُمْ مُنْتَقِمُونَ

ترجمہ:پس اگر ہم تم کو لے جائیں گے تو ہم ان سے ضرور بدلہ لینے والے ہیں ۔تفسیر مجمع البیان میں روایت کی گئی ہے کہ جناب رسول خدا نے جب وہ کچھ دیکھا جو کچھ ان کی امت پر ان کے بعد ہونیوالا ہے توآنحضرت اس دن چپ چاپ رہے کبھی نہ ہنسے یہاں تک کہ دنیا سے کوچ فرما یا۔

اس تفسیر میں جابر ابن عبداللہ انصاری روایت کرتے ہیں کہ حجۃ الوداع کے موقعہ پر منے کے مقام میں میں جناب رسول خدا کے پاس سب سے زیادہ قریب تھا پس آنحضرت نے لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ میں تم سے اس حالت میں ملاقات کروں گا کہ تم میرے بعد کافر ہو جاو گے اور ایک دوسرے کی گردن مارو گے اور خدا کی قسم اگر تم ایسا کرو گے تو مجھ کو اس گروہ میں پاؤ گے جو تم کو مارے گا پھر پس پشت نظر فرمائی اور تین مرتبہ یہ فرمایا کہ یا علی تم کو ماریں گے پس ہم دیکھ رہے تھے کہ گویا جبرائیل آنحضرت کو ارشارہ کررہے ہیں اوراس کے بعد میں خداوند تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی ۔

سورۃ الزخرف (۴۲)

فَاسْتَمْسِکْ بِالَّذِی أُوحِیَ إِلَیْکَ إِنَّکَ عَلَی صِرَاطٍ مُسْتَقِیمٍ

ترجمہ:پھر جو کچھ تم پر وحی کی گئی ہے تم اسے مضبوط پکڑے رہو بیشک تم راہ راست پر ہو تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس کے معنی ہیں کہ ولایت علی پر قائم رہو اور امیر المومنین علی ابن ابی طالب صراط مستقیم ہیں ۔

سورۃ الزخرف (۵۶)

وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْیَمَ مَثَلاً إِذَا قَوْمُکَ مِنْہُ یَصِدُّون

ترجمہ:اورجس وقت فرزند مریم کی مثال بیان کی گئی تو یکایک تمام قوم اس غل مچانے لگی تفسیر قمی میں حضرت سلمان فارسی سے منقول ہے کہ ایک موقع پر جناب رسول خدا اپنے اصحاب میں بیٹھے ہوئے تھے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ تھوڑی دیر میں تمہارے پاس وہ شخص آئے گا جو عیسی ابن مریم سے مشابہت رکھتا ہے پس جو لوگ وہاں بیٹھے ہوئے تھے ان میں سے کوئی اٹھ کر باہر گیا اس غرض سے کہ آنے والا وہی بن جائے مگر جناب علی ابن ابی طالب تشریف لائے توایک شخص نے اپنے خاص یاروں سے کہا محمد ہم پر علی کو فضیلت دیتے سے کس طرح پیٹ ہی نہیں بھرتا یہاں تک کہ اُن کو عیسی ابن مریم سے بھی سے تشبیہ دے دی واللہ علی سے تو وہ بت تک افضل ہیں جنہیں ہم زمانہ جاہلیت میں پوجا کرتے تھے پس اللہ تعالی نے اس مجلس میں یہ آیتیں نازل فرمائی۔

سورۃ الرحرف(۶۰۔۶۱)

وَإِنَّہُ لَعِلْمٌ لِلسَّاعَۃِ فَلاَتَمْتَرُنَّ بِہَا وَاتَّبِعُونِی ہَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِیمٌ

ترجمہ:اور بیشک وقیامت کی شناخت ہے پس تم ذراس کے بارے میں شک نہ کرو اور میری پیروی کئے جاؤ ۔یہی سیدھا راستہ ہے (صراط مستیقم علی)

وَلاَيَصُدَّنَّكُمْ الشَّيْطَانُ إِنَّہُ لَکُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ

ترجمہ:اور شیطان تم کو روک نہ دے یقینا دو تمہارا کھلا دشمن ہے

تفسیر قمی میں ہے کہ پھر خدا وند تعالی نے امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی منزلت کا ذکر فرمایا یہاں صراط مستقیم سے مراد جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں ۔تفسیر قمی میں یہی ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ثانی (عمر) تم کو امیرا لمومنین علیہ السلام کی ولایت ومحبت سے باز نہ رکھے اور ثانی کو شیطان نے تشبیہ دی گویا مکمل شیطان ہے ۔

سورۃ الزحزف(۶۶)

الْأَخِلاَّءُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُہُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ إِلاَّ الْمُتَّقِينَ

ترجمہ:دوستی رکھنے والے اس دن ایک دوسرے کے دشمن ہونگے لیکن متقی اس سے مستثنیٰ ہونگے ۔کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس آیت کو پڑھا پھر ارشاد فرمایا کہ واللہ اس آیت میں تم خدا وند تعالی نے سوائے تمہارے اے شیعو اور کس کو مراد نہیں لیا ۔

مصباح الشریعہ میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ تم

پر ہیز گاروں کی دوستی کی خواہش کرو گو زمین کے اندھیروں میں ہو ں گو ان کی طلب میں تمہاری عمر فنا ہو جائے اسلئے کہ خدا وند تعالی نے روئے زمین پر بعد انبیا کے اس نے افضل کسی کو پیدا نہیں کیا اور کسی بندہ پر اللہ تعالی کا انعام کسی اس شخص کے برا بر نہیں ہے جسکو متقین کی صحبت کی نعمت عناعت فرمائی ہو کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہے الا حلا ----المتقین اور میراگمان ہے کہ جو شخص ہمارے اس زمانے میں بے عیب دوست کی تلاش کریگا ہمیشہ بے دوست ہی رہے گا۔

سورۃ الزخرف(۷۷)

لَقَدْ جِئْنَاکُمْ بِالْحَقِّ وَلَكِنَّ أَكْثَرَكُمْ لِلْحَقِّ كَارِہُونَ

ترجمہ:ہم یقینا تمہارے پاس حق (ولایت امیر المومنین علیہ السلام)لیکر آئے لیکن تم میں سے اکثر حق سے نفرت کرنے والے ہیں تفسیر قمی میں ہے خداوند تعالی فرماتا ہے کہ تم حق سے یعنی ولایت امیر المومنین علیہ السلام سے نفرت کرتے رہے یہ قو ل پروردگار عالم ہے جس میں حق سے مرادولایت امیرا لمومنین علیہ السلام ہے

سورۃ الد خان (۱)(۲)(۳)

حَمَ (۱) وَالْكِتَابِ الْمُبِينِ (۲) إِنَّا أَنزَلْنَاہُ فِی لَيْلَۃٍ مُبَارَكَۃٍ إِنَّا كُنَّا مُنذِرِينَ

ترجمہ: حَمَ قسم ہے واضع کتاب کی یقینا ہم نے اسکو برکت والی رات میں اتارا کہ ہم ہی ڈرانے والے ہیں برحکمت والا کام اسی رات میں مقرر کیا جاتا ہے ۔تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا یہ مطلب ہے کہ شب قدر میں خدا وند تعالی ہر امر کا انداز فرمایا لیتا ہے جو جو کچھ اس سال میں ہونے والا ہے وہ حق ہو

خواہ باطل مگر بدا اور مشیت کا حق اسکو حاصل ہے کہ اجل ورزق بلا ومصائب اور اغراض وامراض میں سے جس جس کو چاہتا ہے مقدم کر دیتا ہے اورجس کو چاہتا ہے موخرفرما دیتا ہے اورجس میں چاہتا ہے زیادتی کرد یتا ہے اورجس میں چاہتا ہے کمی فرما دیتا ہے ۔

جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے ہر طرح کی خبر جناب علی المرتضی علیہ السلام کو پہنچی ہے اور ان حضرات سے اور آئمہ علیہ السلام کو یہاں تک کہ جناب صاحب عصر والزمان علیہ السلام تک و منہتی ہوتی ہے مگر ہر خبر میں بدا ومشیت اور تقدیم وتاخیر مشروط ہوتی ہے ۔(یعنی اختیار خد ا کس وقت باطل نہیں ہوتا)

سورة الدخان (۲۸)

فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمْ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ وَمَا كَانُوا مُنظَرِينَ

ترجمہ:یعنی نہ ا ن پر آسمان رویا نہ زمین اور نہ اُن کو ڈھیل دی گئی ۔تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام سامنے سے ایک غریب شخص گذراکہ اللہ اور اللہ کے رسول کا دشمن تھا تو حضرت نے یہی آیت تلاوت فرمائی پھر حضرت کے صاحبزادے جناب امام حسین علیہ السلام آپکے پاس سے گزرے تو آپ نے فرمایا کہ یہ وہ شخص ہے جس پر آسمان اور زمین ضرو رروئیں گے پھر فرمایا کہ آسمان اور زمین یاتو حضرت یحیی ابن ذکریا پر روچکے ہیں یا اب امام حسین علیہ السلام پر روئیں گے۔

تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آسمان حضرت یحیی ابن ذکریا اور حضرت امام حسین علیہ السلام ابن علی مرتضی علیہ السلام پر چالیس چالیس دن رویا اور دونوں حضرات کے سوا کسی پر نہیں رویا ۔کس نے عرض کی یابن رسول اللہ اس کے رونے کی کیا علامت تھی فرمایا کہ طلوع وغروب کے وقت بہت ہی زیادہ سرخی ہو جا یا کرتی تھی گویا آسمان وزمین خون کے آنسوروئے ۔

سورة الدخان (۴۱)

إِلاَّ مَنْ رَحِمَ اللهُ إِنَّہُ ہُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ

ترجمہ ۔وہ اس سے مستثنیٰ ہیں جن پر اللہ نے رحمت فرمائی بیشک وہ بڑ ازبر دست اوربڑا رحم کرنے والا ہے ۔کافی میں اما م جعفر صادق علیہ السلام کے سامنے یہ آیت پڑھی گئی تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ واللہ وہ ہم ہے جن کو اللہ نے مستثنیٰ فرمادیا ہے اور ہم اپنے شیعوں کے کام آئیں گے نیز انہی حضرات سے منقول ہے کہ واللہ خدا وند تعالی نے انبیا علیہ السلام کے اوصیاء اور تا بعین میں سے سوائے جناب امیرالمومنین علیہ السلام اور اُن کے شیعوں کے کس کو مستثنیٰ نہیں فرمایا ۔

سورة الجاثية (۲۹)

فاما الذین امنو وعملو الصلحت فیدخلهم،ربهم فی رحمة ذلک هو ال□فوز المبین

ترجمہ: پس جو لوگ ایما ن لائے اور انہوں نے عمل صالح (نیک عمل) کیے تو اُن کو تو ان کا پروردگار اپنے رحمت میں داخل کریگا یہی توکھلی ہوئی کامیابی ہے

سورۃ الاحقاف۔(۴۴)

واذتتلی علھیم ایتنا بینت قال الذین کفر وللحق کما خائھم ھذا سحر مبین ام یقولون افتریة ۔۔کفی بہ شہید بینی وبینکم وھو الغفور الرحیم ۔

ترجمہ:اورجب اُن کے سامنے ہماری کھلی آیتں پڑھی جاتی ہیں توجو لوگ کافر ہو گئے حق کے بارے میں میں جو اُن کے پاس آچکا ہے یہ کہتے ہیں کہ یہ تو کھلا جاود ہے یا وہ یہ کہتے ہیں کہ اس (رسول)نے اسے خود بنالیا ہے تم کہدو کہ بالغرض اگر میں نے اسے اپنی طرف سے بنالیا ہے تو تم خدا کے عذا ب سے مجھکو بچا نے کا کچھ اختیار نہیں رکھتے ۔جن جن چیزوں کی طرف تم لگے ہوئے ہو اس سے وہ خوب واقف ہے میرے اور تمہارے درمیان گواہی دینے کو وہی (علی)کافی ہے اور وہ سب سے بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے ۔

للحق۔ ولایت امیرا لمومنین علیہ السلام

شہید۔گواہ ۔ مولائے کائنات امیرالمومنین علیہ السلام

سورۃ الاحقاف (۱۴)

وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَوَضَعَتْهُ كُرْهًا وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا ۔۔۔

ترجمہ:اور ہم نے انسان کو اپنے والدین کے حق میں احسان کرنیکا حکم دیا اس کی ماں نے تکلیف سے اسکو حمل میں رکھا اور تکلیف ہی سے اس کے حمل کی اور اس کے دودھ چھٹنے کی مدت تیس مہنیے ہوئی ۔یہاں تک کہ جب وہ اپنے پوری قوت کو پہنچا اور چالیس برس کا ہوگیا تو اس نے عر ض کی اے میرے پروردگار مجھے توفیق عطا فرما کہ میں تیری نعمت کا شکر بجا لاوں جو تو نے مجھ پر او رمیرے والدین پر مبذول فرمائی اور میں کوئی ایسا نیک کام کروں جسے تو پسند فرمائے اور میرے لیے میری اولاد میں صالح پیدا کردے بیشک میں نے تیرے حضور میں رجوع کی ہے اوریقینا میں مسلمان (فرمانبرار)میں سے ہوں ۔

کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب جناب فاطمہ زہرا سلا م اللہ علیہا کے حمل میں جناب امام حسین علیہ السلام تھے تو جبرائیل امین جناب رسول خدا کی خدمت میں حاضر ہوئے اورعر ض کرنے لگے کہ عنقریب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہ کے بطن سے ایک لڑکا پید ا ہوگا جسکوآپ کی امت آپ کے بعد قتل کردے گی پس یہ سن کر فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہ کو اس حمل سے بھی رنج پہنچا اوروضع حمل کے وقت اس ولادت سے بھی پھر حضرت نے فرمایا کہ دنیا میں کوئی ماں ایسی نظر نہ آئے گی جو بیٹے کو جن کر رنجیدہ ہوئی ہو مگر جناب فاطمہ سلام اللہ علہیا کو رنج اس وجہ سے ہوا تھا کہ اُن کو یہ علم ہو چکا تھا کہ ان کا یہ فرزند قتل کیا جائے گا یہ آیت امام مظلوم کربلا کے بارے میں نازل ہوئی ۔ایک اور روایت میں ہے کہ جبرائیل امین پھر نازل ہوئے اور یہ عرض کی یا رسول اللہ پروردگار عالم آپ کو سلام بھیجتا ہے اورآپ کو خوشخبری دیتا ہے کہ وہ امامت وولایت وصایت کو اس فرزند کی اولاد میں مقرر فرمانے والا ہے آنحضرت نے فرمایا میں راضی ہوں پھر فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہ کو یہ خوش خبری پہنچائی تووہ بھی راضی ہو گئیں ۔

جناب امام جعفرصادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اگر جناب امام حسین علیہ السلام نے اصلح لی فی ذریتی نہ فرمایا ہوتا یعنی لفظ فی سے مقید نہ کردیا ہوتا تو ان حضرت کی کل زریت امام ہی امام ہوتی پھر فرمایا کہ جناب امام حسین علیہ السلام نے نہ جناب فاطمہ کا دودھ پیا اور نہ کسی اور عورت کا بلکہ وہ جناب رسول خدا کی خدمت میں لائے جاتے تھے اورآنحضرت اپنا انگوٹھا ان کے منہ میں دے دیتے تھے کہ د و تین دن کو کافی ہو جاتا تھا

پس حضرت امام حسین علیہ السلام کا گوشت جناب رسول خدا کے گوشت اور خون سے پیدا ہوا اور سوائے حضرت یحییٰ ابن ذکریا اور جناب امام حسین علیہ السلام کے اور کوئی بچہ چھ ماہ میں نہیں پیدا ہوا ۔

الخصال میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب بندہ ۳۳ برس کی عمر کو پہنچتا ہے تب وہ اپنے پوری قوت کو پہنچ گیا اور جب ۴۰ برس کا ہوا تواپنی جوانی کی انتہا کو پہنچ گیا اورجب ۴۱برس کا ہوا تو قوت گھٹنی شروع ہو گئی اور ۵۰بر س والے کو تو یہ سمجھنا چاہئے کہ نزع کی حالت میں ہے ۔

سورہ احقاف (۱۹)

وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِينَ كَفَرُوا عَلَى النَّارِ أَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ فِي حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ ...

ترجمہ: اور جس دن جو لوگ کافر ہو گئے آتش جہنم کے سامنے لائے جائیں گے(تو ان سے کہا) جائے گا کہ اپنی زندگانی میں دنیا کے مزے تو تم خود لوٹ چکے اور اسکا نفع بھی خوب اٹھا چکے اورآج کے دن بوجہ اس کے تم زمین میں ناحق بڑائی چاہا کرتے تھے اور بوجہ اس کے کہ تم نافرمانی کیا کرتے تھے تم کو ذلت کا عذاب کی سزا دی جاتی ہے۔

أَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ

۔تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت فلاں قبیلے کے بارے میں نازل ہوئی اور مطلب یہ ہے کہ تم کھایا پیا پہنا اور سوار ہوئے یعنی ہر طرح کے آرام حاصل کیے اور مزے اڑائے

امالی میں شیخ مفید علیہ الرحمہ میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام بروایت اپنے والد ماجد سے منقول ہے کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام کے سامنے جلوہ لایا گیاتوآپ نے اس کو نوش فرمانے سے انکار کیا ۔اس پر لوگوں نے عرض کی کہ کیا حضوراس کو جرم قرار دیتے ہیں فرمایا نہیں بلکہ مجھے یہ اندیشہ ہے کہ کہیں میرا نفس اس کا شائق نہ ہو جائے اور پھر ہمیشہ میں ا س کو طلب کیا کروں

مناقب ابن شہر آشوب میں اجنف ابن قیس سے مروی ہے کہ میں معاویہ کے پاس گیا تو اس نے شیریں اور ترش(یعنی قسم قسم کا) اتنا کھانا میرے سامنے چنا کہ مجھے اس کی کثرت سے تعجب ہوا پھر ایک کھانا میرے سامنے رکھا جسے میں جانتا ہی نہ تھا کہ کیا ہے پس میں نے دریافت کیا کہ یہ کیا ہے تو اس نے کہا کہ یہ بطخ کی انتڑیاں ہیں جن میں گودہ بھر کر روغن پستہ بھون کر اوپر سے قند چھڑکا گیا ہے میں یہ سن کر رو پڑامعاویہ نے پوچھا تیرے رونے کا باعث کیا ہے میں نے کہا کہ مجھے علی علیہ السلام یا دآگئے ایک دفعہ میں ان حضرت کی حضور میں حاضر تھا کہ افطار کا وقت آگیا خطر ت نے مجھے ٹھہرنے کو فرمایا۔ پھر ایک تھیلی منگائی جبکہ منہ پر مہر لگی ہوئی تھی میں نے دریافت کیا اس تھیلی

میں کیا ہے فرمایا جو کے ستو میں نے عرض کیا کیا آپ کو اس کا خوف تھا کہ اس میں سے کوئی لے لے گا یا آپ نے بخل فرمایا کہ اس پر مہر لگادی ۔ فرمایا کہ ان دونوں باتوں میں سے تو نے ایک بھی نہیں لیکن مجھے اندیشہ ضرور تھا کہ کہ حسنین علیہ السلام اس میں کوئی چکنائی یا روغن زیت نہ ملا دیں ۔ میں نے عرض کی کہ آیا وہ حرام ہے فرمایا حرام تو نہیں ہے مگر آئمہ برحق پر واجب ہے کہ ایسا کھانا کھائیں جیسا کہ مفلس سے مفلس لوگوں کو میسر آسکے تاکہ فقیر اپنے فقر سے بے دل اور سرکش نہ ہو ۔ معاویہ نے یہ سن کر کہا کہ تو نے ایسے شخص کا ذکر کیا ہے کہ جس کی فضیلت کا انکاا ر نہیں کیا جاسکتا ۔

احتجاج طبرسی کی ایک حدیث میں عمر ابن خطاب سے منقو ل ہے کہ ایک دن میں اجازت طلب کر کے جناب رسول خد ا کی خدمت میں مشر بہ ام ابراھیم میں پہنچا ۔ آنحضرت ایک کھجو ر کے ایک بورے پر لیٹے ہوئے تھے اور جسم مبار ک کا کچھ حصہ مٹی پر بھی تھا اورسر مبارک کے نیچے ایک تکیہ لیف خرما سے بھرا ہوارکھا تھا بس میں نے حضرت کو سلام کیا اور بیٹھ گیا پھر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ اللہ کے نبی ہیں اور اس کی مخلوق میں چیدہ اور برگزیدہ ہیں پھر اس حالت میں حالانکہ کسری اور قیصر سونے کے تختوں اور دیباج اور ریشم کے فرش پر ہیں

یہ سن کر آنحضرت نے فرمایا کہ وہ ولوگ ہیں جن کی راحت کی چیزیں جلد دے دی گئیں ہیں حالانکہ بہت ہی جلد ختم ہو جانے والی ہیں اور ہماری راحت کی چیزیں تاخیر میں ڈال گئیں تھیں یعنی آخرت میں ملنے والی ہیں

سورہ محمد ۴۷(اس آیت کی سمجھ نہیں آر ہی)

الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللهِ أَضَلَّ أَعْمَالَهُمْ (

جو لوگ کافر ہو گئے اورانہو ں نے لوگوں کو راہ خدا سے روکا ۔ خدا نے انہی کے اعمال باطل کردئے

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَآمَنُوا بِمَا نُزِّلَ عَلَى مُحَمَّدٍ وَہُوَ الْحَقُّ مِنْ رَبِّہِمْ كَفَّرَ عَنْہُمْ سَيِّئَاتِہِمْ وَأَصْلَحَ بَالَہُمْ (۲) ذَلِکَ بِأَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ وَأَنَّ الَّذِينَ آمَنُوا اتَّبَعُوا الْحَقَّ مِنْ رَبِّہِمْ كَذَلِکَ يَضْرِبُ اللهُ لِلنَّاسِ أَمْثَالَہُمْ

ترجمہ:اور جو لوگ کافر ہو گئے اور انہو ں نے لوگوں کو راہ خدا سے روکا ۔ خدا نے انہی کے اعمال باطل کردئے اور جو لوگ ایمان لائے اورانہوں نے نیک عمل کیے اور جو کچھ محمد مصطفے پر نازل کیا گیا(علی کے بارے میں) اوروہ ان کے پرودگار کی طرف حق سے اس پر ایمان لائے ان سے ان کی بدیاں دور فرمادیں اور ان کی حالت درست کردی یہ اس لیے کہ جو کافر ہو گئے انہو ں نے باطل کا اتباع کیا او رجو ایمان لائے انہو ں نے حق(علی علیہ السلام) کی پیروری کی جو اُن کے پروردگار کی طر ف سے ہے اس طرح اللہ آدمیوں کے لیے ان کی مثالیں بیا ن فرماتا ہے ۔

الَّذِينَ كَفَرُوا

تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت جناب رسول خدا کے ان اصحاب کے بارے میں نازل ہوئی جو بعد آنحضرت کے مرتد ہو گئے تھے پس جناب امیر المومنین علیہ السلام اور آئمہ علیہ السلام کی ولایت سے خود بھی باز رہے اور لوگوں کو بھی ان سے روکتے رہے ۔ خدا وند تعالی ان کی نسبت فرماتا ہے۔۔اضل اعمالھم

یعنی جناب رسول خدا کی معصیت میں جو جہاد وغیرہ اور نصرت وہ کر چکے تھے وہ سب باطل ہو گئے

جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام بعد وفات رسول خدا مسجد میں جس حال میں کہ بہت سے آدمی جمع تھے بہ آواز بلند فرمایا ۔

الذین کفر واوصد و-----

ابن عباس نے عرض کی کہ یا امیر المومنین علیہ السلام یہ جو کچھ آپ نے فرمایا کیوں فرمایا ارشاد ہوا کہ کیا میں نے توقرآن مجید کی ایک آیت پڑھی ہے ابن عباس نے عرض کی کہ آپ نے امر خلافت ہی کے متعلق کچھ کہ ارشاد ہوا کہ ہاں اللہ تعالی نے اپنی کتاب میں ارشاد فرمایا

ما اتکم الرسول فخذ وہ وما نھکم عنہ فانتھوا

ترجمہ۔(جو کچھ رسول تم کو دیں وہ لے لو اور جس سے تم کو باز رکھیں باز رہو ۔)

یا ابن عباس کیا تم جناب رسول خدا کے بارے میں یہ گواہی دیتے ہو کہ انہوں نے ابو بکر کو خلیفہ بنایا عرض کی میں نے جناب رسول خدا کو سوائے آپکے بارے میں اور کسی کے حق میں وصیت ہی کرتے نہیں سنا ۔ فرمایا کہ پھر تم نے مجھے سے بیعت کیوں نہ کی ؟ عرض کی لوگوں نے ابو بکر پر اجتماع کر لیا اور میں بھی ان میں سے ایک ہو گیا امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ جیسے بچھڑے پوجنے والے نے بچھڑے پر اجتماع کر لیا تھا تم لوگوں کی بھی یہاں آزمائش ہوئی اور تمہاری مثل (سورہ بقرہ --- صم بکم)

وامنو بمآ نزل علی محمد

تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اصل تنزیل یوں ہوئی تھی امنو بنا ننزل علی محمد فی علی یعنی جو کچھ محمد مصطفے پر علی علیہ السلام کے بارے میں نازل کیا گیا ہے اس پر ایمان لائے

کفر عنھم سیاتھم

۔ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت ابو ذر غفاری سلمان فارسی عمار یاسر او رمقداد کے بارے میں نازل ہوئی جنہو ں نے عہد شکنی نہیں کی اور جو کچھ محمد مصطفے پر نازل کیا گیا اس پر ایمان لائے یعنی اس ولایت پر جو اللہ نے نازل کی تھی ثابت قدم رہے اوروہ خدا کی طرف سے حق ہے ا س سے مراد خود جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں ۔

اتبعو الباطل۔ تفسیر صافی میں ہے کہ ان سے مراد وہ لوگ ہیں جنہو ں نے جناب رسول خدا اور جناب امیر المومنین علیہ السلام کے دشمنوں کا اتباع کیا ۔

اتبعوالحق من ربھم

تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ سورہ محمد میں ایک آیت ہمارے بارے میں ہے (جو یہی ہے)اور ایک ہمارے دشمنوں کے بارے میں (رتبعولباطل)

سورہ محمد ۔۷،۸،۹، سے ۱۱

وَالَّذِينَ كَفَرُوا فَتَعْسًا لَهُمْ وَأَضَلَّ أَعْمَالَهُمْ (٨) ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ كَرِهُوا مَا أَنزَلَ اللهُ فَأَحْبَطَ أَعْمَالَهُمْ ....

ترجمہ:اور جو لوگ کافر ہو گئے پس ان کے لیے ہلاکت ہے اور ان کے اعمال (اللہ) باطل کر ے گا

یہ اس لیے کہ اللہ نے جو کچھ (علی کے بارے میں)اتارا اس سے انہوں نے نفرت کی پس اللہ نے بھی ان کے اعمال امارت کردئیے کیا وہ لوگ زمین پر نہیں چلے پھرے کہ یہ دیکھ لیتے کہ جو لوگ ان سے پہلے تھے ان کا انجام کیا ہوا ۔ اللہ نے اُن کو ہلاک کر دیا اور کافروں کے لیے بھی ویسے ہی انجام ہیں یہ اس لیے کہ اللہ ان لوگوں کا مددگار ہے جو ایمان لائے اور کافروں کا مددگار کوئی بھی نہیں ۔ یقینا اللہ ان لوگوں کو جو ایمان لائے او رانہو ں نے نیک عمل کئے ایسی جنتوں میں داخل کریگا گا جن کے نیچے ندیاں بہتی ہونگیں اور جو لوگ کا فر ہوگئے وہ دنیا میں اسی طرح نفع اٹھا لینگے جیسے چوپائے چر چگ لیتے ہیں او رآخرت میں آتش جہنم ان کا ٹھکانا ہو گا

سورہ محمد۔ ۱۵

وَمِنْهُمْ مَنْ يَسْتَمِعُ إِلَيْكَ حَتَّى إِذَا خَرَجُوا مِنْ عِنْدِكَ قَالُوا لِلَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ مَاذَا قَالَ آنِفًا أُوْلَئِكَ الَّذِينَ طَبَعَ اللهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ وَاتَّبَعُوا أَهْوَائَهُمْ

ترجمہ :اوران میں سے کوئی کوئی ایسا بھی جو تمہاری باتیں غور سے سنتا ہے یہاں تک کہ جب تمہارے پاس سے اٹھ کر چلے جاتے ہیں تو ان لوگوں سے جن کو علم دیا گیا ہے یہ کہتے ہیں کہ ابھی اس(رسول خدا)نے کیا کہا تھا ۔ یہی وہ لوگ ہیں جنکے دلوں ہر خد انے مہر لگا د ی ہے اور وہ اپنے خواہشوں کے پیرو ہو گئے ہیں

تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت اصحاب رسول سے جو منافق تھے اُن کے بارے میں نازل ہوئی ان کی حالت یہ تھی کہ جب کوئی بات سنتے تھے اس پر ایمان نہ لاتے اور نہ اسے یاد رکھتے او ر اور جب آنحضرت کے پاس سے نکل کر باہر جاتے تو مومنین سے دریافت کرتے کہ محمد مصطفے نے ابھی ابھی کیا کہا ۔

تفسیر مجمع البیان میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ ہم جناب رسول خدا کے پا س ہوتے تو حضرت ہم کو وحی کی باتیں سناتے تو میں اُن کو یاد رکھتا اور واللہ اور اُن کو کچھ بھی یاد نہ رہتا اور جب آنحضرت کی خدمت سے اٹھ کر باہر آتے تو مجھ سے دریافت کیا کرتے کہ آنحضرت نے ابھی ابھی کیا فرمایا تھا ۔

أُوْلَئِكَ الَّذِينَ طَبَعَ اللهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ

تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرعلیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا اپنے اصحاب کو دعوت رسالت فرماتے پس جس شخص کی بہتری خدا کو منظور ہوتی وہ تو سنتا بھی اورسمجھتا بھی کہ حضرت کیا فرما رہے ہیں اور جن کی بدنصیبی کے باعث خدا وند تعالی کو بھی اس کی خیر وخوبی

مدنظر نہ ہوتی اس کے دل پر چھاپا لگا دیتا تھا کہ وہ کچھ بھی نہ سمجھتا پس خدا وند تعالی کے قول اولیک الذین وطبع اللہ ۔ کا یہی مطلب ہے ۔

سورہ محمد ۔۱۸

فاعلم انہ لا الہ اللہ استغفر الذنبک وللمومنین وللمومنت

ترجمہ :پس یہ سمجھ لو کہ سوائے خد ا کے کوئی معبود نہیں اور تم اپنے گناہوں کی معافی کے لیے اور مومن مرد اور مومن عورتوں کے لئے مغفرت طلب کرو۔

کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقو ل ہے کہ جناب رسول خدا نے یہ فرمایا کہ استغفار پڑھنا اور لا الہ اللہ کہنا سب سے بہتر عبادت ہے اسلیے کہ خداوندتعالی فرماتا ہے ---- فاعلم انہ ----

سورہ محمد ۲۱،۲۲،۲۳،۲۴،۲۵ترجمہ:

فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ

ترجمہ: پھر کیا یہ قریب ہے کہ اگر تم حاکم ہو جاو تو تم زمین میں فساد کر واورقطع رحمی کرو۔

(۲۲) أُولَئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعْمَى أَبْصَارَهُمْ

ترجمہ:یہی تو وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی پھر ان کو بہرا کردیا اور ان کی آنکھوں کو اندھا۔

(۲۳) فَلاَيَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَى قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا

ترجمہ:تو کیا یہ قرآن مجید میں غور نہیں کرتے یا ان کے دلوں پرقفل چڑھے ہوئے ہیں

(۲۴)إِنَّ الَّذِينَ ارْتَدُّوا عَلَى أَدْبَارِهِمْ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَى الشَّيْطَانُ سَوَّلَ لَهُمْ وَأَمْلَى لَهُمْ (۲۵) ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا لِلَّذِينَ كَرِهُوا مَا نَزَّلَ اللهُ سَنُطِيعُكُمْ فِي بَعْضِ الْأَمْرِ وَاللهُ يَعْلَمُ إِسْرَارَهُمْ

ترجمہ:تحقیق جو لوگ بعد اس کے اُن کے کے ہدایت ظاہر ہو چکی تھی اپنے پچھلے پاوں پلٹ گئے شیطان نے ان کو فریب دیا

(۲۶) فَكَيْفَ إِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلاَئِكَةُ يَضْرِبُونَ وُجُوهَهُمْ وَأَدْبَارَهُمْ

ترجمہ:یہ اس لیے کہ انہوں نے لوگوں سے جنہوں نے خدا کے نازل کئے ہوئے کو برا سمجھا تھا یہ کہا کہ ہم بعض معاملات میں تمہاری اطاعت کریں گے اور اللہ ان کے بھید کو خوب جانتا ہے ۔

فھل عتیم :

کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک موقعہ پر عمر ابن خطاب نے جناب امیر المومنین علیہ السلام ملاقات کی اور یہ کہا کہ آپ ہی ہیں جو آیت با یکم المفتون پڑھ پڑھ کر مجھ پر اور

میرے یار (ابو بکر) پر طعن فرماتے ہیں حضرت نے فرمایا فقط یہی نہیں بلکہ کیا میں تم کو ایسی آیت کی خبرنہ دوں جو بنے امیہ کے بارے میں نازل ہوئی اور وہ یہ ہے

(سورة محمد آیت۔ ۲۱)

اس ملعون نے کہا کہ آپ جھوٹ بولتے ہیں بنی امیہ تو قرابت کی رعایت تم سے زیادہ کرتے ہیں لیکن تم کو بنی تیم ۔ بنے عدی ۔ اور بنی امیہ کی دشمنی کے سوا اورکچھ آتا ہی نہیں ۔

ام علی قلوب اقفالھا ۔

تفسیر المحاسن میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ تمہارے دل کے بھی کان ہوتے(موجود ہیں)اور جب اللہ تعالی کو یہ منظور ہوتا کہ کسی بندے کی راہبری فرمائے تو اس کے دل کے کان کھول دیتا ہے اور جب کسی کے بارے میں سلب توفیق منظور ہوتی ہے تو اس کے دل کے کان بند کر یتا ہے پس وہ کبھی اصلاح نہیں پاتا

ان الذین ارتد

کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ فلاں وفلاں (اول ودوئم)مراد شیخان ہیں کیونکہ وہ جناب امیر المومنین علیہ السلام کی ولایت ترک کرنے میں ایمان سے پھر گئے پھر فرمایا واللہ یہ آیت ان دونوں کے بعد اُن کے پیروں کاروں کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور ثبوت اس کا خدا وتعالی کا یہ قول ہے جو جبرائیل امین نے جناب رسول خدا تو یوں پہنچا

سورہ محمد آیت۔ ۲۵

ذَلِکَ بِأَنَّہُمْ قَالُوا لِلَّذِینَ کَرِہُوا مَا نَزَّلَ اللہُ سَنُطِیعُکُمْ فِی بَعْضِ الْأَمْرِ وَاللہُ یَعْلَمُ إِسْرَارَہُمْ

یعنی علی مرتضی علیہ السلام کی ولایت واجب کرنے کے بار ے میں خدا نے جو کچھ نازل فرمایا تھا اس سے کراہت رکھنے والے تو یہ دونوں اور ان کے خاص یا رابو عبیدہ ابن الجراح جو اُن کے کاتب بھی تھے اور انہو ں نے بنی امیہ سے عہد وپیمان لینا چاہا کہ امر خلافت بعد رسول خدا ہم اہلبیت میں جانے نہ پائے اوروہ ہم کو خمس میں سے کچھ نہ دیا کریں انہوں نے یہ بھی کہا کہ اگر ہم ان کو خمس دیا کریں گے تو پھر یہ کس چیز کے محتاج نہ ہو نگے اور اس بات کہ امر خلافت اُن کو نہ پہنچے کچھ بھی پراوہ نہیں کرینگے پس بنی امیہ نے کہا کہ(جواب میں)کہ جن باتوں کی طرف تم ہم کو بلاتے ہو ان میں سے بعض میں توہم تمہاری اطاعت کریں گے یعنی خمس میں سے ہم اھل بیت کو کچھ نہ دیا کریں گے پس خداوند تعالی نے ان کے مشوروں کے بارے میں یہ آیتیں نازل فرمائی ۔

(سور ۃ محمد آیت ۲۴)

الشیطن سول لھم

تفسیر قمی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے یہاں الشیطن سے مراد (دوم عمر)ہیں

سورہ محمد ۔۲۷

ذَلِکَ بِأَنَّہُمْ اتَّبَعُوا مَا أَسْخَطَ اللهَ وَکَرِہُوا رِضْوَانَہُ فَأَحْبَطَ أَعْمَالَہُمْ

ترجمہ یہ اس لیے کہ انہوں نے اس کی تو پیروی کی جس نے خدا کو ناراض کیا اور اس کی خوشنودی کو برا جانا پس اس نے ان کے اعمال کو اکارت کردیا۔ تفسیر قمی میں ہے کہ ما آسخط اللہ (جس نے اللہ کو ناراض کیا)سے فلاں فلاں اور فلاں کی دوستی خصوصا (اول ، دوئم، سوئم) اورجناب امیر المومنین علیہ السلام پر ظلم کرنے والو ں کی دوستی عموما مراد ہے

سورہ محمد ۔۲۸،۲۹،۴۷

أَمْ حَسِبَ الَّذِینَ فِی قُلُوبِہِمْ مَرَضٌ أَنْ لَنْ یُخْرِجَ اللهُ أَضْغَانَہُمْ (۲۹) وَلَوْ نَشَاءُ لَأَرَیْنَاکَہُمْ فَلَعَرَفْتَہُمْ بِسِیمَاہُمْ وَلَتَعْرِفَنَّہُمْ فِی لَحْنِ الْقَوْلِ وَاللهُ یَعْلَمُ أَعْمَالَکُمْ

آیا ان لوگوں نے جن کے دلوں میں روگ ہے یہ سمجھ لیا ہے کہ اللہ ان کے کینوں کو ظاہر نہ کریگا ۔ اگرہم چاہیں تو ہم ان لوگوں کو تمہیں دکھلادیں پھر تم ان لوگوں کو ان کی علامتوں سے پہچان لو اور تم اُن کو ان کے بات کے لہجے سے ضرور پہچان لو گے اور اللہ تمہارے اعمال کو خوب جانتا ہے ۔

سورة محمد ۲۹

فَلَعَرَفْتَہُمْ بِسِیمَاہُمْ وَلَتَعْرِفَنَّہُمْ فِی لَحْنِ الْقَوْلِ وَاللهُ یَعْلَمُ أَعْمَالَکُمْ

ترجمہ:اور تم ان کو ان کی بات کے لہجے سے ضرور پہچان لو گے اوراللہ تمہارے اعمال خوب جانتا ہے

امالی میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ میں نے چار باتیں کہی تھیں جن کی تصدیق خداوند تعالی نے اپنے کتاب میں نازل فرمائی آدمی اپنے زبان کے نیچے پوشیدہ ہے جب بات کرئے گا ظاہر ہو جائیگا ۔ تفسیرمجمع البیان میں حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ لحن القول سے مراد ان لوگوں کا علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے بغض رکھنا ہے نیز ہم زمانہ رسول خدا میں منا فقوں کو اسی طرح پہچان لیتے تھے کہ وہ علی سے بغض رکھا کرتے تھے حضرت جابر ابن عبداللہ انصاری سے اسی طرح کی روایت میں منقول ہے نیز عبادہ ابن صامت سے منقول ہے کہ ہم اپنے اولاد کی تفشیش علی ابن طالب کی محبت سے کیا کرتے تھے اور جب ہم ان میں سے کسی کو ایسا پاتے کہ وہ علی ابن ابی طالب سے دوستی نہ رکھتا ہو تو ہم سمجھ لیتے کہ اس کی ولادت صحیح نہیں ہے

انس سے منقول ہے کہ اس آیت کے آنے کے بعد زمانہ رسول خدا میں کوئی منافق پوشیدہ نہ رہا ۔

سورہ محمد ۳۱،۳۲

إِنَّ الَّذِینَ کَفَرُوا وَصَدُّوا عَنْ سَبِیلِ اللهِ وَشَاقُّوا الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَہُمْ الْہُدَی لَنْ یَضُرُّوا اللهَ شَیْئًا وَسَیُحْبِطُ أَعْمَالَہُمْ (۳۲) یَاأَیُّہَا الَّذِینَ آمَنُوا أَطِیعُوا اللهَ وَأَطِیعُوا الرَّسُولَ وَلاَتُبْطِلُوا أَعْمَالَکُمْ

ترجمہ:بیشک جو لوگ کافر ہو گئے اور انہوں نے لوگوں کو خد اکی راہ (علی مرتضی)سے باز رکھا اور بعد اس کے ہدایت ان پر کھل چکی انہو ں نے رسول کی نافرمانے کی وہ اللہ کا ہرگز کچھ نہ بگاڑ یں گے اور وہ اُن کے اعمال بہت جلد اکارت کردیگا۔اے ایمان والوں تم اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اوراپنے اعمال بے کار نہ کروتفسیر قمی میں ہے کہ سبیل اللہ سے مراد جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں ۔

ولا تبطلو اعمالکم

ثواب اور عمل میں جناب اما م محمد باقرعلیہ السلام سے منقو ل ہے کہ جناب رسول خدا نے یہ فرمایا کہ جو شخص ایک مرتبہ سبحان اللہ کہتا ہے خداوند تعالی اس کی خاطر سے اس کلمہ کی بدولت ایک درخت جنت میں اگا دیتا ہے اور جو ایک مرتبہ الحمد اللہ کہتا ہے اس کی خاطر اللہ تعالی ایک درخت جنت میں اس کلمہ کی بدولت جنت میں پیدا کردیتا ہے اور جو لا الہ الا اللہ کہتا ہے اس کے لیے ایک درخت اس کلمے کی بدولت لگا دیتا ہے اور جو اللہ اکبر کہتا ہے اس کی خاطر سے جنت میں اللہ ایک درخت لگا دیتا ہے اس پر قریش میں ایک شخص بولا یا رسول اللہ اس حساب سے ہمارے تو درخت جنت میں بہت ہونگے فرمایا ہاں مگر ڈرتے رہنا کہ کہیں تم ان پر آگ بھیج دو اور وہ اُن کو جلادے یہی تو خداوند تعالی فرماتا ہے ۔

سورہ محمد ۔۳۲

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَلاَتُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ

ترجمہ:بے شک جو لوگ کافر ہو گئے اور انہو ں نے(لوگوں کو) راہ خدا(علی کی ولایت)سے باز رکھا اور پھر کفر کی حالت میں مر گئے تو خدا ہرگز ان کے گناہ نہ بخشے گا

سورۃفتح ۔۱

۱إِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُبِينًا (۱) لِيَغْفِرَ لَکَ اللهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَأَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْکَ وَيَهْدِيَکَ صِرَاطًا مُسْتَقِيمًا

ترجمہ: بیشک ہم نے تمہارے لئے فتح اور کھلی فتح تاکہ اللہ تعالی تمہاری خاطر تمہاری امت کے اگلے گناہوں کو بھی بخشدے اور پچھلوں کو بھی اور اپنے نعمت کو تم پر پورا کرنے اور تم کو صراط مستقیم کی ہدایت فرمائے ۔

معانی الاخبار میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی جناب رسول خدانے ارشادفرمایا کہ

مجھے پر وہی آیت نازل ہوئی ہے جو مجھے دنیا وما فیھاے زیادہ دوست ہے

تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس سورت کے نازل ہونے کا سبب اور اس فتح عظیم کا باعث جو کچھ منقول ہے اسکا خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرت نے ایک خواب دیکھا تھا کہ امن وامان سے داخل مکہ معظمہ ہوگئے اور مناسک بجالائے اس کے بموجب جب آنحصرت اپنے بہت سے اصحا ب کو ساتھ لیکر چل کھڑے ہوئے قریش نے راستے میں روکا ایک صلح نامہ لکھا گیا جس کی شرائط توڑکر

وہ خود ذلیل ومغلوب ہوئے اور آنحضرت کا خواب سچ ثابت ہوا شہر مکہ پر بغیر جنگ وجدل مسلمانوں کا دائمی قبضہ ہوگیا صلح نامہ لکھتے وقت منافتوں کانفاق اچھی طرح کھل گیا ان سب کا گروہ عمر ابن الخطاب تھا جس نے یہ لفظ کہے ۔جب سے میں اسلام لایا ہوں اس وقت سے لیکر اب تک آج کا سا شک نبوت میں کبھی نہیں ہوا نیز یہ بھی کہا گیا کہ اگر چالیس ۴۰ آدمی مجھے میسر آتے تو میں اس صلح نامہ کو توڑ دیتا

لیغفر لک اللہ

تفسیر مجمع البیان اور تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا تو ان حضرت نے فرمایا کہ آنحضرت کا نہ کچھ گناہ تھا اور نہ ان حضرات نے کس گناہ کا قصد کیا بلکہ جس طرح آفیسر اپنے ماتحتوں کے اعمال کا ذمہ دار سمجھا جاتا ہے خدا وند تعالی نے آنحضرت کو اُن کے شیعوں کے گناہو ں کا ذمہ دار ٹھہرایا اور پھر آنحضرت کی خاطر سے اُن کو بخش دیا ۔

سورۃفتح (۴) (۵)

لِيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَيُكَفِّرَ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَكَانَ ذَٰلِكَ عِنْدَ اللَّهِ فَوْزًا عَظِيمًا (۵) وَيُعَذِّبَ الْمُنَافِقِينَ وَالْمُنَافِقَاتِ وَالْمُشْرِكِينَ وَالْمُشْرِكَاتِ الظَّانِّينَ بِاللَّهِ ظَنَّ السَّوْءِ عَلَيْهِمْ دَائِرَةُ السَّوْءِ وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَلَعَنَهُمْ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا

ترجمہ:تاکہ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو ایسی جنتوں میں داخل کرے جسکے نیچے ندیاں بہتی ہوں اورجن میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے ہوں اور ا ن سے ان کی بدیوں کو دور کرئے اور یہی اللہ کے نزدیک بڑی کامیابی ہے اور منافق مردوں اور منافق عورتوں کو اور مشرک مرد وں اور مشرک عورتوں کو جو اللہ کی نسبت بڑے (بڑے)گمان کیا کرتے ہیں خوب سزا دے ان بدیوں کا پھر انہی پر پڑ ے گا اور اللہ ان پر غضب ناک ہوگا اور ان پر لعنت کریگا اور اُن کے لیے جہنم تیار کر رکھاہے اوروہ بہت برا ٹھکانہ ہے

سورۃفتح ۔۱۳

وَمَنْ لَمْ يُؤْمِنْ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ فَإِنَّا أَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ سَعِيرًا وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ يَغْفِرُ لِمَنْ يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا

ترجمہ:جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان نہ لائے گا ہم نے بھی ضرور بضرو کافر وں کے کیلئے بھڑکتی ہوئی آگ مہیا کر رکھی ہے ۔اور آسمانوں اور زمین کا اختیار اللہ ہی کو ہے جو جسے چاہے بخش دیگا اور جسے چاہیگا عذاب دے گا اوراللہ بڑا بخشنے والا اور رحم کرنیوالا ہے ۔

سورۃ الفتح ۴۵

کلمۃ التقوی---

المجالس میں جناب رسول خداسے منقول ہے کہ علی علیہ السلام ہدایت کا جھنڈاہے اور میرا دوستوں کا پیشوا ہے اور جو میری اطاعت کرنے والے ہیں ان کا نور ہے اور وہی وہ کلمہ ہے جو جوخدانے متقوں کے لئے لازم کردیا ہے ۔

الخصال میں ہے کہ آنحضرت نے اپنے خطبے میں فرمایا کہ ہم کلمةالتقوی اور ہم سبیل ہدایت ہیں التوحید میں ہے کہ جناب امیرالمومنین علیہ السلام اور امام علی رضا علیہ السلام نے اپنے خطبے میں فرمایا کہ ہم اللہ کی طرف سے عروۃ الووثقی ثقی اور کلمةالتقوی ہیں

سورۃ فتح (۲۹)

وعد اللہ الذین امنواوعملوالصلحت منہم مغفرۃ

ترجمہ: اللہ نے ان لوگوں سے جو ان میں سے ایمان لائے اور نیک عمل کیے ہیں (نیکو کار ہیں)مغفرت کا اور بہت بڑے اجر کا وعدہ کر لیا ہے ۔

امالی میں منقول ہے کہ جناب رسول خدا سے یہ دریافت کیا گیا کہ یہ آیت کس کے بارے میں نازل ہوئی فرمایا کہ جب قیامت کا دن ہو گا تو نور کا ایک علم بہت ہی روشن باندھ کر تیار کیا جائے گا اور ایک منادی یہ ندا دے گاکہ سیدا لمومنین علیہ السلام اورجو ان کے ساتھ محمد مصطفے پر ایمان لانے والے تھے وہ کھڑے ہو جائیں پس حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کھڑے ہو جائیں گے اور اللہ وہ نور کا علم ان کو عطا کریگے گاجس کے نیچے تمام سابقین واولین مہاجرین سے ہوں تو اورانصار سے ہوں تو سب کے سب جمع ہو نگے کوئی غیر ان کے ساتھ نہ مل سکے گا اس دن علی مرتضی علیہ السلام جلوس فرمائینگے اورلوگ ایک ایک کر کے حضرت کے سامنے پیش کئے جائیں گے پھر ایک نور کا منبر رب العزت قائم کیا جائے گا اس پر اور وہ ہر ایک کو اسکا اجر اور اسکا نور عطا فرماتے جائیں گے جب اس گروہ میں سے آخری شخص پیش ہو چکے گا تو ان سے کہا جائیگا تم نے جنت میں اپنے موقع اور مقام کو پہچان لیا ہے اب تمہارا پرو ردگار فرماتا ہے کہ میرے پاس تمہاری اس لیے مغفرت بھی ہے اوربڑا اجربھی ہے(یعنی جنت) اورنعمات جنت پس حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کھڑے ہوجائیں گے اوروہ لوگ ان کے علم کے سائے میں اُن کے ساتھ ساتھ جنت میں داخل ہو جائیں گے پھر حضرت اپنے منبر کی طرف لوٹ جائیں گے اور اسی طرح مومنوں کے گروہ گروہ یکے بعد دیگرے ان حضرت کے سامنے پیش کئے جائیں گے اور اپنا اپنا حقہ لیکر جنت میں جاتے جائیں گے اوربہت سے ایسے ہو نگے جن کو جہنم کے کنارے کھڑا چھوڑادیں گے اول الذکر لوگوں کے لیے تو خدا فرماتا ہے کہ اور جو لوگ اللہ پر اور اللہ کے رسولوں پر ایمان لائے وہ صدیق ہیں اور اپنے مالک کے پاس حاضر ہونگے ان کا اجر اور ان کا نور اُن کو ملے گا ان سے مراد ہیں سب سے پہلے سبقت کرنیوالے اور ایمان لانے والے اور علی مرتضی علیہ السلام کی ولایت کے ماننے والے اب رہا دوسرا گروہ اس کے بارے میں خدا فرماتا ہے

والذین کفروا کذبوا بایتنااولئک اصحب الجحیم

ترجمہ: (اور جن لوگو ں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہی جہنمی ہیں)ان سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے ولایت اور حقوق جناب امیر المومنین علیہ السلام کا انکاا ر کیا اور ان کو جھٹلایا

سورہ الحجرات (۱،۲)

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لاَتُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَىْ اللهِ وَرَسُولِهِ وَاتَّقُوا اللهَ إِنَّ اللهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ

ترجمہ: اے ایمان لانے والو اللہ اور اللہ کے رسول سے آگے نہ بڑھو اوراللہ سے ڈرو بیشک اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لاَتَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلاَتَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لاَتَشْعُرُونَ

ترجمہ:اے ایمان لانے والو اپنے آوازوں کو نبی کی آواز پر بلند نہ کرو اور نہ بات کرنے سے ان سے زور(زور) سے بولو جیسے تم ایک دوسرے سے چیخ وپکار سے باتیں کیا کرتے ہو کہ کہیں تمہارے اعمال باطل ہو جائیں اور تم کو خبر تک نہ ہو۔

تفسیر صافی میں ہے کہ ایک معنی اس کہ یہ ہیں کہ قبل اس کے خدا اوررسول کسی معاملہ کا فیصلہ کریں تم اسکو طے نہ کرلو اور ایک معنی یہ ہیں کہ چلنے میں جناب رسول خدا کے آگے نہ چلو اور اس صورت میں اللہ کا ذکر رسول خدا کی عزت وجلالت کے سبب آیا ہے اس لیے کہ آنحضرت خداوند تعالی کے نائب ہیں اس کی طرف سے اسی درجہ پر ہیں جس کی وجہ سے ان کی عزت واجب ہے تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت قبیلہ بنے تمیم کے مہمانوں کے بارے میں نازل ہوئی جن کی یہ حالت تھی کہ جب حضرت رسول خدا کی خدمت میںآ تے تو حضرت سے حجرے کے دروازے پر کھڑے ہو کر آواز دیتے کہ اے محمد ہم سے ملنے باہر آئیے اورجب جناب رسول خدا باہر آتے تو چلنے میں حضرت سے آگے آگے چلتے اور جب آنحضرت سے بات کرتے تو اپنے آوازوں کو حضرت کی آواز سے بلند کرتے اور برابر یہ کہتے جاتے یا محمد یا محمد آپ اس معاملہ میں کیاکہتے ہیں اوراس میں کیافرماتے ہیں یعنی بالکل اس طرح بات کرتے جیسے آپس میں ایک دوسرے سے باتیں کرتے ہیں پس خدا وند تعالی نے یہ آیتیں نازل فرمائیں ۔

سورہ الحجرات۔۶

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَائَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَنْ تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَى مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِين

ترجمہ: اے وہ لوگو ! جو ایمان لائے ہو اگر تمہارے پاس کوئی فاسق کوئی خبر لے کرآئے تو اس کی تحقیق کر لو کہ کسی قوم کو تم بغیر جانے بوجھے کوئی صدمہ نہ پہنچاو کہ جسکے بعد میں تمہیں خود ہی نادم ہونا پڑے ۔

تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس کے معنی ہیں اس وقت تک صبر کرو جب تک کہ تم پر اصلی حال نہ کھل جائے تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت عائشہ کے بارے میں نازل ہوئی جبکہ اس نے حضرت ام المومنین ماریہ قبطیہ پر الزام لگایا تھا کہ اُن کو صریح قبطی کے ساتھ مستم کیا تھا پس جناب رسول خدا نے صریح کے قتل کا حکم دیا تھا تاکہ عائشہ کا جھوٹ کھل جائے اور وہ اپنے گناہ سے توبہ کرے ۔

احتجاج طبرسی میں امام حسن علیہ السلام کی ایک حدیث منقول ہے کہ جس کا ایک جزو یہ ہے کہ اپنے ارشاد میں فرمایا کہ اے ولید ابن عقبہ واللہ میں اس بات پر تجھے کوئی ملامت نہیں کرتا کہ تو علی علیہ السلام سے بغض کیوں رکھتا ہے اس لیے کہ ان حضرت نے تجھ پر شراب پینے کی حد جاری

کی تھی ۸۰کوڑے لگوائے اور بروز غزوہ بدر تیرے باپ کو قتل کیا نہ اس پر کہ تو ان حضر ت کو برا کیوں کہتا ہے بلکہ اس لیے کہ آنحضرت پر تو خداوند تعالی نے قرآن مجید کی دس آیتوں میں مومن فرمایا اورتجھ کو فاسق فرمایا اوروہ خدا وند تعالی کے اس قول میں موجود ہے ان جا ء کم فاسق---

سورہ الحجرات ۔۷

وَاعْلَمُوا أَنَّ فِيكُمْ رَسُولَ اللهِ لَوْ يُطِيعُكُمْ فِی كَثِيرٍ مِنْ الْأَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلَكِنَّ اللهَ حَبَّبَ إِلَيْكُمْ الْإِيمَانَ وَزَيَّنَهُ فِی قُلُوبِكُمْ وَكَرَّهَ إِلَيْكُمْ الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَالْعِصْيَانَ أُوْلَئِکَ ہُمْ الرَّاشِدُونَ

ترجمہ: اور یہ سمجھ لو کہ اللہ کا رسول تم میں موجود ہے اگر بہت سی باتوں میں تمہارا کہا مانے تو ضرور ہلاکت میں پڑجائے لیکن اللہ نے اپنے فضل وکرم سے ایمان کو تمہارا محبوب بنا دیا ہے اوراسکو تمہارے دلوں میں زینت دیدی اور کفر ونافرمانی اور گناہ کو تمہارے لیے نا پسند یدہ قرار دے دیا اور ایسے ہی لوگ ہوشیار ہیں

کافی اور تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ حسب الیکم الایمان میں ایما ن اورزینتہ قلوبکم میں ضمیر غائب سے مراد جناب امیر المومنین علیہ السلام ہیں ۔

اورالکفر سے مراد حضرت اول اور الفسوق سے مراد حضرت دوئم اورالعصیان سے مراد سوئم ۔ کافی میں انہی حضرت سے دریافت کیا گیا کہ آیا جب اور بغض ایمان سے ہوتا ہے جواب میں فرمایا کہ آیا حب اور بغض سوائے ایما ن کے کس اور چیز کا نام ہے ۔

سورہ الحجرات ۔۱۰

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لاَيَسْخَرْ قَومٌ مِنْ قَوْمٍ عَسَى أَنْ يَكُونُوا خَيْرًا مِنْهُمْ وَلاَنِسَاءٌ مِنْ نِسَاءٍ عَسَى أَنْ يَكُنَّ خَيْرًا مِنْهُنَّ وَلاَتَلْمِزُوا أَنفُسَكُمْ وَلاَتَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ بِئْسَ الاِسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ وَمَنْ لَمْ يَتُبْ فَأُوْلَئِکَ ہُمْ الظَّالِمُونَ

ترجمہ۔ اے وہ لوگوں جو ایمان لائے !!!!نہ مردمرد وں کی ہنسی اڑائیں کہ شاید انجام میں وہ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں کی ہنسی اڑائیں کہ شاید وہ ان سے بہتر ہوں اور نہ تم آپس میں عیب لگاو اور نہ ایک دوسرے کو برے ناموں سے پکارو ایمان کے بعد نافرمانی کے نام رکھنا بہت ہی بری چیز ہے اور جو اس سے توبہ نہ کریگا پس ایسے ہی لوگ نافرمان سمجھے جائیں گے تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت ایک صفیہ بنت حی ابن حطب کی شان میں نازل ہو تی جس حال میں کہ وہ جناب رسول خدا کی زوجیت میںآ چکی تھیں اور سبب اس کا یہ تھا کہ عائشہ اورحفظہ دونوں اس غریب کو تکلیف پہنچایا کرتی تھیں اوراس کو برا بھلا کہا کرتیں تھیں اوراسے یہودی کی بیٹی کہہ کہہ کر خطاب کیا کرتی تھیں پس اس نے اس بات کی شکایت جناب رسول خدا سے کی تو آنحضرت نے سے فرمایا کہ تم ان دونوں کو جواب کیوں نہیں دیتی اس نے عرض کی یا رسول اللہ جواب میں کیا کہوں فرمایا یہ کہنا کہ میرے باپ تو ہارون نبی اللہ تھے اور میرے چچا موسے کلیم اللہ اورمیرے شوہر محمد رسول اللہ اب تم دونوں مجھ میں کیا عیب نکالتی ہو چنانچہ صفیہ نے اُن کو جواب دیا تو ان دونوں نے کہا کہ یہ تم کو جناب رسول خدا نے سکھایا ہے پس اس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ۔

سورہ الحجرات ۔۱۱

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِنْ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَلاَتَجَسَّسُوا وَلاَيَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ وَاتَّقُوا اللهَ إِنَّ اللهَ تَوَّابٌ رَحِيمٌ

ترجمہ:اے ایمان لانے والو! بہت سے گمان کرنے سے پرہیز کرو بیشک بغض گمان گناہ ہے اور حالات کی تفشیش نہ کرو اور تم میں سے ایک دوسرے کی غیبت نہ کیا کرئے کیا تم میں سے کوئی اسے پسند کرتا ہے کہ وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے اسکو تو برا سمجھو گے اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے ۔

کافی میں براویت اما م جعفر صادق علیہ السلام اور جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ تم اپنے بھائی کے معاملے کو نیکی ہی پر محمول کرتے جاو جب تک کہ کوئی ایسی بات ظاہر نہ ہو جوتم کو بالکل اس سے منحرف کردے اور جو بات تمہارے بھائی کے منہ سے نکلے جب تک اس سے اس نیک معنی پیدا ہو سکیں برائی کا گمان ہی نہ کرو ۔

اثم

تفسیر صافی میں ہے کہ اثم ایسے گناہ کو کہتے ہیں جسکا کرنے والا عذاب کا مستحق ہو جائے

کافی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے غیبت کے بارے میں سوال کیا گیا ۔

لا تجسو ۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا نے فرمایا کہ تم مومنین کی خطاوں کو تلاش نہ کرو جو شخص اپنے بھائی کی خطاوں کو تلاش کرینگے درپے ہو گا اللہ تعالی اس کی خطاوں کے درپے ہو جائیگا اور جس کی خطاوں کے درپے اللہ تعالی ہو اسکو ضرور رسوافرما دیگا گووہ فعل اسنے اپنے گھر کے اندر میں کیا ہو ۔

ولا یختب بعضکم بعضاًاور تم میں سے ایک دوسرے کی غیبت نہ کیا کرو۔

فرمایا غیبت یہ ہے کہ تم اپنے بھائی کے متعلق اس کے دین کے بارے میں کوئی ایسی بات کہو جو اس نے نہیں کی ہے اور اس کے ذمہ ایسی بات ثابت کرو جس کی خداوند تعالی نے پردہ پوشی فرمائی اوراس کے بارے میں کوئی حد نہیں مقرر فرمائی

جناب امام موسی کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب کسی شخص کے متعلق اس کی پیٹھ پیچھے کسی ایسی بات کا ذکر کیا جائے جس کا ہونا اس میں لوگ جانتے ہوں تو یہ اس کی غیبت نہیں ہو ئی اور جس شخص کی پیٹھ کے پیچھے اس کی ایسی بات کا ذکر کیا جائے جس کا اس میں ہونا لوگ نہیں جانتے تو یہ اس کی غیبت ہوئی اورجو کسی ایسی بات کا ذکر کیا جائے جو اسمیں ہے ہی نہیں تو یقینا اس پر بہتان باندھا

ایحب احدکم ۔(مردہ بھائی کا گوشت کھانا)

الجوامع میں روایت کی گئی ہے کہ ابو بکر اور عمر نے حضرت سلمان فارسی کو جناب رسول خدا کی خدمت میں اس غرض سے بھیجا کہ وہ اُن کے لیے کچھ کھانا لادیں اورآنحضرت نے انہیں اسامہ ابن زیاد کے پاس بھیج دیا جو جناب رسول خدا کے خزینہ دار اور جس اونٹ پرجنس تھی اس کے محافظ تھے پس

انہوں نے کہہ دیا کہ میرے پاس تو کچھ نہیں ۔ حضرت سلمان فارسی ان دونوں کے پاس لوٹ کر آئے تو ان دونوں نے یہ کہا کہ اسامہ نے بخل کیا اور سلمان فارسی کو آکر کسی چلتے ہوئے کنوئیں پر بھی پانی لینے بھیجیں تو اسکا پانے تک خشک ہو جائے گاپھر یہ دونوں جناب رسول خدا کے خدمت میں گئے اورآنحضرت نے فرمایا کہ یہ کیابات ہے کہ مجھے تم دونوں کے منہ سے گوشت کھانے کے آثار پائے جاتے ہیں ہم دونوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ آج تو ہم نے کوئی گوشت نہیں کھایا آنحضرت نے فرمایا کیا ابھی ابھی تم باتوں باتوں میں اسامہ اور سلمان فارسی کا گوشت نہیں کھا رہے تھے ۔

سورہ الحجرات ۱۴

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوا وَجَاہَدُوا بِأَمْوَالِہِمْ وَأَنفُسِہِمْ فِی سَبِيلِ اللهِ أُوْلَئِکَ ہُمْ الصَّادِقُونَ

ترجمہ:سوائے اس کے نہیں کہ مومن تو وہ لوگ ہے جو اللہ اوراس کے رسول پر ایمان لائے اور پھر انہو ں نے شک کبھی نہ کیا ۔ اور راہ خدا میں اپنے مالوں سے اپنے جانوں سے جہاد کیا ایسے ہی لوگ تو سچے ہیں ۔

انما المومنون ۔

تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت جناب امیر المومنین علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی

سورہ الحجرات۔ ۱۶

يَمُنُّونَ عَلَيْکَ أَنْ أَسْلَمُوا قُلْ لاَتَمُنُّوا عَلَيَّ إِسْلاَمَکُمْ بَلْ اللهُ يَمُنُّ عَلَيْکُمْ أَنْ ہَدَاکُمْ لِلْإِيمَانِ إِنْ کُنتُمْ صَادِقِينَ

ترجمہ،وہ تم پر احسان رکھتے ہیں کہ وہ اسلام لے آئے تم کہد دو کہ تم اپنے اسلام کا احسان مجھ پر نہ رکھو ۔ بلکہ یہ تو اللہ کا تم پر احسان ہے کہ اس نے تم کو ایمان کی ہدایت کر دی بشرطیکہ تم سچے ہو۔

تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت بروز خندق عثمان ابن عفان کے بارے میں نازل ہوئی سبب اسکا یہ تھا کہ وہ عمار یاسر کے پاس سے اس حالت میں گزرا کہ وہ خندق کھود رہے تھے اور کھدان میں سے غبار اٹھ ا رہا تھاپس عثمان نے آستین اپنے ناک پر رکھی اورگزرتا چلا گیا ۔توعمار یاسر نے یہ فرمایا کہ جو شخص مسجدوں کو آباد رکھے اوران میں نماز پڑھے اوررکوع وسجود کرتا ہے اس کے مانند نہیں ہو سکتا جو غبار تک سے بچ کر چلے احکام کا منکر اوراہل بیت کا معاند ہو اب تو عثمان ان کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا کہ اے پسر حبشیہ یہ مجھے تو کہہ رہا ہے پھر جناب رسول خدا کی خدمت میں آکر کہنے لگا کہ ہم آپکے ساتھ اسلام میں اس لیے داخل نہیں ہوئے کہ ہماری عزت پر حملہ کیا جائے پس جناب رسول خدا نے فرمایا کہ ہم کو تمہارے اسلام کی ضرورت نہیں جاؤچلتے بنو اس پر خدا تعالی نے یہ آیت نازل کی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ سچے نہیں ہیں

سور ہ ق۔۲۴

قَالَ قَرِينُہُ رَبَّنَا مَا أَطْغَيْتُہُ وَلَکِنْ کَانَ فِی ضَلاَلٍ بَعِيدٍ

ترجمہ: اور اسکا ہمنشین یہ کہے گا کہ میرے پاس جو کچھ یہ حاضر ہے

تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد د وہ شیطان ہے جو اس کے ساتھ ہی ساتھ بندھا ہوا ہوگا تفسیر قمی میں مزید ہے کہ اس سے مرا حضرت اول شیطان ہیں اور جناب ثانی ہیں ۔

سورہ ق۔۲۴

أَلْقِيَا فِی جَہَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيدٍ (۲۴) مَنَّاعٍ لِلْخَيْرِ مُعْتَدٍ مُرِيبٍ (۲۵) الَّذِی جَعَلَ مَعَ اللهِ إِلَہًا آخَرَ فَأَلْقِيَاهُ فِی الْعَذَابِ الشَّدِيدِ

ترجمہ:اورہانکنے والے والا اورگواہ کو حکم ہو گا۔ تم دونوں ہرمنکر سرکش کو جہنم میں ڈال دو جو نیکوں سے بڑا ہے روکنے والا

کفار

وہ ہے جو رسول اللہ کی نبوت کا انکار کرے

عند ۔

وہ ہے جو علی ابن ابی طالب علیہ السلام ان کے اہلبیت اور شیعوں سے بغض رکھے۔

تفسیر قمی میں ہے کہ یہ خطاب جناب رسول خدااور جناب علی مرتضی علیہ السلام سے ہے اور جناب امام زین العابدین علیہ السلام سے بروایت اپنے ماجد اور جد امجد جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا نے مجھ سے فرمایا تھا کہ یا علی علیہ السلام جب خداوند تعالی قیامت کے دن کل آدمیوں کو ایک بلندی پر جمع کریگا تو اس دن (میں اور تم) دونوں عرش کے دائیں طرف ہو نگیں پھر خدا فرمائے گا دونوں اٹھو اور جس جس نے تم سے بغض کیا اور جس نے تمہیں جھٹلایا ہے انکو تم جہنم میں ڈال دو

مناع للخیر ۔ تفسیر قمی میں عام معنی تو اس کے یہ منقول ہے ہیں کہ واجب حقوق ادا کرنے سے مال کا برا روکنے والا

تفسیر قمی میں ہے کہ مناع سے مراد ثانی اور خیر سے مرا د ولایت علی اور حقوق آل محمد ۔ اور جس وقت اول نے ایک نوشہ لکھا جس کی رو سے فدک جناب فاطمہ زہرا سلا م اللہ علیھاکو واپس کیا تو حضرت ثانی نے اس کوروک دیا۔ پس اس کو خداوند تعالی نے فرمایا اس نے کہ اسے (ثانی)نے یہ لفظ کہے کہ جس نے تمہارے لیے امامت اور خمس کو قرار دیا ہم اس کے منکر ہیں

سورہ ق ۔ ۳۸

فَاصْبِرْ عَلَى مَا يَقُولُونَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوبِ

ترجمہ : پس جو کچھ یہ کہتے ہیں اس کی برداشت کرو اورسورج نکلنے اورڈوبنے سے پہلے اپنے پرودگار کی حمد کی تسبیح پڑھا کرو۔

تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا تھا ۔ فرمایا صبح شام دس دس مرتبہ یہ پڑھا کرو

لا الہ الا اللہ وحد ہ لاشریک لہ الملک ولہ الحمد یحی ویمیت وھو علی کل شئی قدیر

ترجمہ:اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ یکتا ہے اسکا کوئی شریک نہیں ہے ہر طرح کا اختیار اسی کو ہے اور ہر قسم کی تعریف اسی کو زیبا ہے وہی جلاتا ہے اور وہی مارتا ہے او روہی ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے

سورہ ق ۔۳۹

وَمِنْ اللَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَأَدْبَارَ السُّجُودِ

اور رات کے بعض حصوں میں اس کی پاکی بیان کیا کرو اور نمازوں کے بعد ۔

تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا تھا آپ نے فرمایا کہ اس سے مراد وہ دو رکعتیں ہیں جو نماز مغرب کے بعد پڑھی جاتی ہیں ۔

سورہ الذرایت ۱۔۲۔۳۔۴

وَالذَّارِيَاتِ ذَرْوًا (۱) فَالْحَامِلاَتِ وِقْرًا (۲) فَالْجَارِيَاتِ يُسْرًا (۳) فَالْمُقَسِّمَاتِ أَمْرًا (۴)

ترجمہ۔قسم ہے ان ہواوں کی جو بکھرکر اڑانے والی ہیں پھر قسم ہے ان بدلیوں کی جو (بارش) کا بوجھ اٹھانے والی ہیں پھر قسم ہے ان کشتیوں کی جو باآسانی چلنے والی ہیں پھر قسم ہے ان فرشتوں کی جو کام کو تقسیم کرنے والے ہیں ۔

سورہ الذرایت ۔۱۶

كَانُوا قَلِيلاً مِنْ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُون

ترجمہ: اورراتوں کو وہ کم سویا کرتے تھے اور صبح کو وہ مغفرت طلب کیا کرتے تھے التہذیب میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ وہ لوگ سوتے تو تھے مگر جب ان میں سے کوئی کروٹ لیتا تو کہتا الحمدوللہ والالہ الا اللہ والااللہ واکبر التہذیب اور مجمع البیان میں جناب جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ وہ نماز وتر میں آخر شب میں ۷۰ مرتبہ استغفار پڑھا کرتے تھے ۔

سورۃ الذرایت ۔ ۲۱

وَفِي أَنفُسِكُمْ أَفَلاَتُبْصِرُونَ

ترجمہ : اورتمہاری رات میں بھی ۔ تو کیا تم نہیں دیکھتے

فے انفسکم ۔ تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ تمہاری رات میں بھی نشانیاں موجود ہیں اس واسطے سے تمام عالم میں ایک چیز بھی ایسی نہیں کہ اس کی نظر انسان کی رات میں موجود نہ ہو ۔ وہ تو اپنے جگہ دلالت کرتی ہے اوراس بات میں جس میں انسان منفرد ہے کہ ہیبت اسکو نفع بخش عطا کی گئی ہے اورصورت خوبصورت ترکیبیں اس میں عجیب عجیب رکھی گئی ہیں اورا یسے کام کرنیکی قدرت عطا کی گئی ہے جن سے حیرت ہوتی ہے مختلف صنعت وحرفت پید اکرنے کا ملکہ اس میں موجود ہے اور طرح طرح کے کمالات اپنے ذات میں جمع کر سکتا ہے ۔

تفسیر مجمع البیان اورتفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ خداوند تعالی نے تم کو سننے والا دیکھنے والا پیدا تم غصہ ہوتے ہو اور خوش بھی اور تم کو بھوک بھی لگتی ہے اور سیر بھی ہوتے ہو یہ سب خداو ند تعالی کی نشانیاں ہیں ۔

افلا تبصرون ۔(کیا تم نہیں دیکھتے) الخصال میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے بروایت اپنے والد ماجد اور اپنے جد امجد سے منقول ہے کہ ایک شخص نے جناب امیر المومنین علیہ السلام کے سامنے کھڑے ہو کر یہ سوال کیا کہ یا امیر المومنین علیہ السلام آپ نے اپنے پروردگار کو کس چیز کے ذریعہ پہچانا ؟؟؟

فرمایا پختہ ارادہ کے ٹوٹ جانے اور فکر آئندہ کے باطل ہو جانے سے جس وقت میں نے آئندہ کے متعلق کوئی فکر کی تو اسکا حکم میری فکر کے اور میرے مابین حائل ہو گیا اور جب میں نے کس امر کاپختہ ارادہ کر لیا تو اس کی قضا میرے اس ارادے کے مخالف ہو گئی اس سے میں نے جان لیا کہ مدبر میرے سوا کوئی اور ہے ۔

سورہ الطور ۔۲۰

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِإِيمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَا أَلَتْنَاهُمْ مِنْ عَمَلِهِمْ مِنْ شَيْءٍ كُلُّ امْرِءٍ بِمَا كَسَبَ رَہِينٌ

ترجمہ : اورجو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ایمان میں ان کی پیروی کی ان کی اولاد کو بھی ہم اُن کے ساتھ ملا دینگے اور اُن کے اعمال (نیک) میں سے کچھ بھی کم نہیں کرینگے ۔

تفسیر صافی میں جناب رسول خدا سے روایت کی گی ہے کہ اگر کوئی مومن درجہ میں بڑھ جائیگا او راس کی اولاد ا س سے پست رہے گی تو خدا وند تعالی اس کی اولاد کے درجے بڑھا کر ان کو اس مومن سے ملا دیگا تاکہ اس کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں ۔

الذین امنو ۔ سے مراد جناب رسول خدا اور امیر المومنین علیہ السلام مرا د ہیں

ذوتیھم ۔ سے آئمہ علیہ السلام اور اوصیاء جن کو ہم انہی سے ملادینگے

سورۃ الطور ۔۴۱

اَمْ يُرِيدُونَ كَيْدًا فَالَّذِينَ كَفَرُوا ہُمُ الْمَكِيدُونَ

ترجمہ : یاوہ تم سے کوئی چال چلتے ہیں پس جو کافر ہو گئے چال میں تو وہ خود پھنس گئے ہیں ۔

کیدا۔ تفسیر صافی میں اس سے مراد ان کا وہ کید (چال)ہے جو انہوں نے درالندوہ میں بیٹھ کر جناب رسول خدا کے بارے میں کیا تھا ۔

ھم المکیدون ۔ تفسیر صافی میں ہے کہ اُن کے مکر کا وبال ان پر یہ پڑا ہے بدر کے دن وہ قتل کیے گئے ۔

سورہ الطور۔۴۷۔۴۸

وَإِنَّ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا عَذَابًا دُونَ ذَلِکَ وَلَکِنَّ أَکْثَرَہُمْ لاَيَعْلَمُونَ (۴۷) وَاصْبِرْ لِحُکْمِ رَبِّکَ فَإِنَّکَ بِأَعْيُنِنَا وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ حِينَ تَقُومُ (۴۸)

اور جس وقت تم نماز شب کے لیے اٹھو اپنے پروردگار کی حمد کی تسبیح پڑھا کرو اوررات کے اس حصہ میں بھی اور ستارے کے ڈوبتے وقت بھی ۔

فسبح ۔ یہ نماز شب بجالانے کا حکم ہے ۔

ادبار النجوم ۔ آخر وقت جبکہ ستارے پھیکے پڑ جائیں

سورہ النجم ۔۱۔۹ تک

وَالنَّجْمِ إِذَا ہَوَى (۱) مَا ضَلَّ صَاحِبُکُمْ وَمَا غَوَى

ترجمہ : قسم ہے ستارے کی کہ جس وقت کہ وہ اترا تمہارارفیق نہ بھٹک گیا ہے اور نہ بہکا ہے

وما ینطق عن الھوی ان ھوالا وحی یوحی -----

ترجمہ : اوروہ خواہش نفسانی سے کچھ نہیں کہتا ۔ جو کچھ کہتا ہے وہ نہیں ہے مگر وحی جو اس کی طرف بھیجی جاتی ہے اس کو بری قوتوں والے اور بڑی عقل والے نے تعلیم کیا پھر وہ کھڑا ہو گیا ۔ جس حال میں کہ وہ اونچے سے اونچے افق کے قریب تھا ۔ پھر وہ اور قریب ہوا پھر معلق ہو گیا پھر دو کمان کا فاصلہ رہا یا کچھ کم پھر خدوند وند تعالی نے اپنے بندے کی طرف وحی فرمائی جو کچھ بھی وحی فرمائی ۔

المجالس میں حضرت عبداللہ ابن عباس سے منقول ہے کہ ایک رات ہم نے رات رسول خدا کے ہمراہ نماز پڑھی جب سلام سے فارغ ہو ئے توآنحضرت نے روئے مبارک ہماری طرف کیا اورفرمایا کہ اس رات ایک ستارہ طلوع فجر کے ساتھ ساتھ ٹوٹے گا اور تم میں سے کسی ایک کے گھر گریگا جس گھر میں وہ گر یگا وہی میرا وصی میرا خلیفہ اور میرے بعد میری امت کا امام ہو گیا پس جیسے ہی فجر کا وقت قریب ہوا تو ہم میں سے ہرشخص ستارے کے ٹوٹ کر اپنے گھر میں گرنے کا منتظر تھا اورسب سے زیادہ خواہش میرے والد عباس ابن عبدالمطلب کو تھی مگر جسے ہی فجر طلوع ہوئی ستارہ ٹوٹ کر ہوا میں گرا اورمولائے کائنات امیر المومنین علیہ السلام کے گھر میں گرا پس جناب رسول خدا نے علی مرتضی علیہ السلام سے فرمایا کہ یا علی علیہ السلام سے فرمایا کہ یا علی علیہ السلام اسی کی قسم جس نے مجھے نبوت کے ساتھ مبعوث کیا ہے وصیت وخلافت اور میرے بعد مخلوق خدا کی امامت تمہارے لیے واجب ہو گئی پس منافقوں نے جیساکہ عبداللہ ابن ابی اوراس کے یار تھے یہ کہا شروع کر دیا معاذاللہ

محمد اپنے چچا زاد بھائی کی محبت میں بہک گئے ہیں اور وہ گمراہ ہو گئے ہیں اور ان کی شان میں جو کچھ کہتے ہیں خواہش نفسانی سے کہتے ہیں اس پر خدا وند تعالی نے یہ آیتیں ناز ل کی ۔ شدید القوی ۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے خودخداوند تعالی مراد ہیں اور دوسرے قول کے مطابق جبرائیل امین مراد ہیں ۔

سورہ النجم ۔۱۷

لَقَدْ رَأَى مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَى

ترجمہ : بیشک انہو ں نے اپنے پروردگار کی نشانیوں میں سے بڑی نشانی کو دیکھا

کافی میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ خداوند تعالی کہ کوئی آیت نشانی مجھ سے بڑھ کر نہیں ہے۔

تفسیر قمی میں منقول ہے کہ آنحضرت نے علی مرتضی علیہ السلام سے فرمایا کہ اے علی اللہ تعالی نے سات موقعوں پر تم کر میری خاص معصیت عطا فرمائی ہے ان میں سے پہلا موقعہ وہ ہے کہ جس رات مجھے پہلی مرتبہ آسمان پر لے گئے تو جبرائیل امین نے مجھے سے پوچھا کہ یا رسول اللہ آپ کے بھائی کہاں ہیں میں نے کہاکہ میں اُن کو پیچھے چھوڑ آیا ہوں ۔ عرض کی یارسول اللہ خدا سے دعا کیجئے کہ وہ اُن کو آپکے پاس لے آئے میں نے دعا کی تو دیکھتا کیا ہو ں کہ علی تمہاری صورت میں میرے ساتھ موجود ہے اور دیکھتا کیا ہوں کہ فرشتے ہیں کہ صفیں باندھے کھڑے ہیں میں نے کہا کہ اے جبرائیل امین یہ کون ہیں کہ فرمایا یا رسول اللہ انہی کے مقابلے میں خداوند تعالی قیامت کے دن آپ حضرت کے سبب سے فخر کریگا پس میں قریب ہوا اورجو کچھ قیامت تک ہونے والاہے وہ سب کچھ تم سے (علی علیہ السلام)کہہ دیا

دوسرا موقعہ وہ تھا کہ مجھے دوسری مرتبہ آسمان پر لے گئے جبرائیل امین نے مجھ سے پھر پوچھا کہ آپکے بھائی کہاں ہیں میں نے کہا کہ میں اُن کو اپنے جگہ خلیفہ کر آیا ہوں انہوں نے کہا کہ خدا ند تعالی سے دعا کیجئے کہ دو اُن کو آپ کے پاس لے آئے میں نے خداسے دعا کی تو دیکھتا کیا ہوں کہ تمہاری صورت میرے ساتھ موجود ہے اسی وقت ساتوں آسمان میرے لیے کھل گئے یہاں تک کہ جو جوان میں رہنے والے ہیں اورجتنی ان میں آباد یاں ہیں اور ایک ایک فرشتے کا مقام سب میں نے دیکھا ۔

تیسرا موقعہ وہ ہے کہ جب مجھے قوم جن کی طرف بھیجا گیا تو جبرائیل امین نے پھر مجھ سے کہا کہ آپکے بھائی کہاں ہیں ؟ میں نے کہا میں اُن کو اپنے جگہ چھوڑ آیا ہوں انہو ں نے کہا کہ یا رسول اللہ آپ خداسے دعا کیجیے کہ وہ اُن کو آپ کے پاس لے آئے میں نے دعا کی دیکھتا کیا ہوں کہ تمہاری صورت میرے ساتھ موجود ہے پس جو کچھ کے میں نے جنات سے کہا اور جو کچھ انہوں نے مجھے جواب دیا وہ تم نے پورا سنا ۔

چھوتھا موقعہ وہ ہے کہ لیلة القدر میرے اورتمہارے لیے مخصوص کی گئی ہے اور اور سوائے ہم دونوں کے (اور ہماری خاص اولاد سے) اس میں کسی اور کا حصہ نہیں ہے ۔

پانچویں موقعہ یہ ہے کہ میں نے خدا وند تعالی سے تمہارے بارے میں دعا کی پس اس نے میری خاطر تمہارے لیے سوائے نبوت کے ہر چیز عطا فرمائی دی نبوت کے بارے میں ارشاد ہوا کہ اے محمد یہ میں نے تمہارے لیے مخصوص کی ہے ۔

چھٹا موقعہ وہ ہے کہ شب معراج جب مجھے آسمان پر لے گئے تو خداوند تعالی نے کل انبیاء کو جمع فرمایا اور میں نے امام بن کر ان سب کو نماز پڑھائی اور تمہاری صورت ٹھیک میرے پیچھے تھی

ساتویں موقعہ یہ ہے کہ گروہوں کی ہلاکت میرے اورتمہارے ہاتھ رکھی ہے یہ ان لوگوں کا رد ہے جو معراج کے منکر ہیں ۔

سورہ الحج ۔۳۱

الذین یجتنبون کبرا لاثم والفو احش الاا لمم ان ربک واسع المغفرۃ

ترجمہ۔جو کبیرہ گناہوں اور بیحیائی کی باتوں سے اجتناب کرتے رہتے ہیں گو صغیر ہ سے نہ کریں بیشک تمہارا پروردگار بڑا بخشنے والاہے

کبرا لاثم ۔ گناہان کبرہ الفواحش ۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ فواحش سے مراد ہیں زناوسرقہ

اللمم ۔ مجمع البرین میں ہے کہ اللمم سے مراد وہ صغیرہ گناہ ہیں جنکا بندہ جہالت سے کبھی کبھی مرتکب ہو جائے پھر نادم ہو کر توبہ کر لے اورمغفرت مانگے اوربخش دیے جائیں

ھو اعلم لمن التقی ۔ علل الشرائع میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں وارد ہے کہ تم میں سے کوئی زیادہ نماز پڑھنے پر زیادہ روزے رکھنے پر زیادہ زکوۃ دینے یا زیادہ قربانیاں دینے پر فخر نہ کرے اس لیے کہ خد اہی زیادہ واقف ہے کہ تم میں سے زیادہ متقی کون ہے ۔

سورہ الحج ۳۲تا ۳۹

اقرء یت الذین تولی واعطے قلیہ ولکدائے وان لیس لاانسان لا واسعی وان سعیہ سوف یری

ترجمہ : آیا تم نے اس شخص کو غور سے دیکھا کہ جس نے(حق سے) روگردانی کی اورتھوڑا خرچ کیا اور ہاتھ روک لیا اور یہ کہ انسان کے لیے کچھ بھی نہیں سوائے اتنے کے جتنی اس سے کوشش کی ہو اور یہ کہ اس کی کوشش آگے چلکر دیکھی جائے گی آیا علم غیب اس کے پاس ہے کہ وہ اس سیسد سمجھ لیتا یا اس کو خبر نہیں دی گئی جو کچھ موسی کے صیحفوں میں ہے اور ابراہیم کے جنہوں نے (حق اطاعت)(پورا پورا)ا دا کر دیا تھا(یعنی) یہ کہ کوئی بوجھ اٹھا نے والا دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائیگا

تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ یہ سات آیتیں عثمان ابن عفان کے بارے میں نازل ہوئی ہیں جو صدقہ دیا کرتا تھا اور کچھ راہ خدا میں خرچ کیا کرتا تھا مگر تھا اتنا احمق کہ عقل کی گرہ نہ رکھتا تھا۔ ایک مرتبہ اس نے رضاعی بھائی عبداللہ ابن سعد ابن ابی سے یہ کہہ دیا کہ تم یہ کرتے کیا ہو میرے خیال میں تمہارے پاس کچھ بھی باقی نہ رہے گاعثمان نے کہا میرے ذمے گناہ بہت ہیں اورمیں جو کچھ کرتا

ہوں اس سے رضا ئے خدا کا طلب گارہوں اوراسی کے عفو کا امیداوار ہوں عبداللہ نے اس سے کہا کہ تم اپنے سواری کی سانڈنی ہے کل سامان کے ساتھ مجھے دے دو اور میں تمہارے کل گناہوں کا بار اپنے ذمے لئے لیتا ہوں چنانچہ عثمان نے اپنے سانڈنی دے دی اوراس پر کسی کو گواہ بھی کر لیا اورپھر راہ خدا میں خرچ کرنے سے ہاتھ بھی روک لیا اسی پر خدا نے یہ آیت نازل کی

وان لیس للانسان ا لا ما سعی

تفسیر صافی میں ہے کہ جس طرح کوئی شخص کسی دوسرے کے گناہ کے بارے میں پکڑا نہیں جا سکتا اسی طرح دوسرے کے عمل سے بھی ثواب نہیں پا سکتا اورجو یہ حدیثوں میں آیا ہے کہ میت کے حق میں صدقہ دینا اور میت کی طرف سے حج وزیارات بجالانا میت کو نفع پہنچاتا ہے یہ اس وجہ سے ہے کہ میت نے اپنے پسماندگان کے دل میں یہ سبب احسان کے یا ایمان کے یا قرابت وغیرہ کے ایسی محبت ڈال دی تھی کہ انہوں نے اس کی طرف سے نیت کی اور نیا بتہً یہ اعمال خیر بجالائے تو فی الحقیقت یہ سعی ہی کا نتیجہ ہوا اس طرح مریض کے لیے ا سکے ایام مرض میں وہ کل اعمال خیر لکھے جاتے ہیں جو وہ اپنے صحت کی حالت میں بجالاتا ہے اسلئے کہ اس کی نیت میں ضرو ر ہے کہ اگروہ صحیح ہوتا تو سب کچھ بجا لاتا پس ثواب ملنا اس کی نیت پر موقوف ہے باوجودیکہ کہ نیت کو عمل میں لانے کا مانع موجود ہے مگروہ مانع اس کے اختیار کی بات نہیں وہ خدا کے غالب کے ہاتھ ہے لہذاخدا ہی کے فضل سے متعلق ہے کہ اسکو ثواب دیتا ہے ۔

سورہ النجم۔ ۴۵

من نطفہ اذا تمنے ۔ تفسیر قمی میں ہے کہ نطفہ خون سے بنتا ہے اس طرح کہ پہلے تو وہ خون تھا پھر وہ دماغ کی ایک رگ میں جنکا نام ورید ہے نطفہ بن جاتا ہے اوروہاں سے ریڑھ کی ہڈی کے ایک ایک جوڑ ے سے گزرتا چلا جاتا ہے تاآنکہ گردوں میں پہنچ جاتا ہے پھر سفید ہو جاتا ہے رہا عورت کا نطفہ وہ سینے سے ہوکر اترتا ہے

سورہ النجم۵۲

والموتکفہ اھوی

ترجمہ :اورالٹی ہوئی بستیوں کو اسی نے دے پٹخا ۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد ہے بصرہ اس پر دلیل جناب امیر المومنین علیہ السلام کا یہ قول ہے کہ حضرت نے فرمایا ۔

یا اھل الموتکفة

اے عورت کے لشکریو!! اے چوپائے کہ پیرؤ جس وقت کہ وہ بلبلایا تم نے اس کی مان لی اورجب اس کے پاوں کاٹے گئے تو بھاگ گئے تمہارا پانی غلیظ اور کڑوا ہے اورتمہاری عقلیں بودی ہیں اور نفاق کا تم پر خاتمہ ہے اورتم پر ستر نبیوں کی زبان سے لعنت کی گئی ہے جناب رسو ل خدا نے مجھے خبر دی تھی کہ جبرائیل امین نے ان کو خبر دی ہے کہ تمام زمین پر انہوں نے نظر ڈالی تو بصرہ کی زمین کو سطح آب سے تمام زمینوں کی بہ نسبت قریب تر پایا اور آسمان سے سب سے زیادہ دور اور بدی کے دس حصوں میں سے ۹ حصے اسمیں ہیں اوراسی طرح مرض شدید کے بھی جو اس میں مقیم رہے گا وہ گناہ میں ہے او رجو اس سے نکل جائے گا وہ رحمت خدا داخل میں ہے مع اپنے ساکنینین کے دو مرتبہ الٹ

چکی ہے (یعنی غرق ہو چکی ہے)اوراللہ کے ذمے ہے کہ تیری مرتبہ بھی الٹ دے اور یہ الٹنا زمانہ رجعت میں ہو گا۔

سورہ القمر ۵۴

الشق القمر وہ ۔ اورچاند شق ہو گیاتفسیر مجمع البیان میں حضرت عبداللہ ابن عباس سے منقول ہے کہ مشرک جمع ہو کر جناب رسول خدا کی خدمت میں آئے اورکہنے لگے کہ اگر آپ سچے میں تو ہمارے لیے ماہتاب کے دوٹکڑے کر دیجئے آنحضرت نے فرمایا کہ اگر میں ایسا کروں تو تم ایمان لاؤ گے انہوں نے اقرار کیا کہ ضرور لے آئیں گے حضور نے دعا کی اور چاند کے دوٹکڑے ہو گیا ۔لیکن مشکروں نے پھر بھی نہ مانا اور کہا کہ ہم پر جادو کر دیا گیا ہے ۔

سورہ القمر۔۹

فدعاربہ انی مغلوب فانتصر

ترجمہ :پس انہوں نے اپنے پروردگار سے دعا کی کہ میں تو مغلوب ہو گیا ہے اب تو انتقام لے لے پس ہم نے موسلادھار پانی کے ساتھ آسمان کے دروازے کھول دئے اور ہم نے زمین پھاڑ کر چشمے ہی چشمہ کردئے

سورہ القمر۔ ۱۸

یوم نحس مستمر

ترجمہ۔ دائمی منحوس دن

علل شرائع میں جناب اما م جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ بدھ کا دن دائمی منحوس ہے اسلیے کہ جن دنوں میں خداوند تعالی نے قوم عاد پر عذاب بھیجا اس کا اول بھی بدھ کا دن تھا اور آخربھی بدھ کادن تھا۔

سورہ الرحمن ۱۔۵

الرَّحْمَانُ (۱) عَلَّمَ الْقُرْآنَ (۲) خَلَقَ الْإِنسَانَ (۳) عَلَّمَہُ الْبَيَانَ (۴) الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ (۵)

ترجمہ :خدائے رحمن نے ۔ قرآن مجید تعلیم فرمایا ۔ اسی نے انسان کو پیدا کیا ۔اوراسی نے بیان کرنا سکھایا ۔ سورج اورچاند مقرر حساب پر چلتے ہیں

تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ البیان وہ اسم اعظم ہے جسکے ذ ریعہ سے ہر چیز کا علم ہوا۔

تفسیر قمی میں جناب امام علی رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ الرحمن ۔ علم القرآن کا یہ مطلب ہے کہ خداوند تعالی نے قرآن کی تعلیم دی ۔ عرض کیا گیا کہ خلق انسان سے کیا مطلب ہے فرمایا یہ الانسان جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب ہیں ۔

عرض کیا گیا کہ علم البیان کا کیا مطلب ہے فرمایا اس کا مطلب یہ ہے کہ خدا وند تعالی نے اُن کو ہر اس چیز کا علم عطا فرمایا جن کی انسان کو ضرورت ہو اکرتی ہے عرض کیا گیا کہ الشمس القمر بحسبان کا کیا مطلب ہے فرمایا وہ دونوں عذا ب خدا میں ہیں اس پر عرض کیا گیا کہ شمس القمر کو عذاب دے جاتے ہیں ؟؟؟فر مایاجب تم نے ایک بات پوچھی ہے تو اچھی طرح سمجھ بھی لو ۔یہ شمس والقمر تو یقینا خدا کی نشانیاں میں سے دو نشانیاں ہیں جو اس کے علم کی اطاعت پر برابر چل رہے ہیں ان دونوں کی روشنی نور عرش سے ہے اوران کی گرمی آتش جہنم سے پس جب قیامت ہو چکے گی تو ان کا نور لوٹ کی عرش کی طرف چلا جائے گا اورحرارت جہنم میں پس یہ شمس القمر تو باقی نہ رہیں گے ۔

اورشمس القمر جملہ اسمیہ ہے جس میں دوام پایا جاتا ہے پس سوائے اس کے نہیں کہ خدا وند تعالی نے انہی دونوں مل ملعون کو (اول دوئم) مراد لیا ہے ۔کیا عوام الناس یہ روایت نہیں کرتے کہ جناب رسول خدا نے فرمایا کہ شمس وقمر دونوں جہنم میں ہونگے راوی نے عرض ضرور کرتے ہیں فرمایا آیا تم نے عوام الناس کا یہ قول بھی سنا ہے کہ فلاں فلاں دونوں امت کے سورج او راس کے نور ہیں عرض کیا سنا ہے فرمایا پس وہی دونوں جہنم میں ہیں واللہ آنحضرت نے سوا ئے ان دونوں کے کسی اور کو مراد نہیں لیا۔

سورہ الرحمن

وَالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدَانِ (۶) وَالسَّمَاءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيزَانَ (۷) أَلاَّ تَطْغَوْا فِى الْمِيزَانِ (۸) وَأَقِيمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلاَتُخْسِرُوا الْمِيزَانَ

ترجمہ :اوربیل اوردرخت دونوں سجدے میں ہیں اورآسمان کو اس نے بلند کیا اور میزان کونیچا رکھا تاکہ تم میزان کے بارے میں سرکشی نہ کرو ۔ اورانصاف سے وزن کو ٹھیک ٹھیک چانچو اور میزان کو نقصان نہ پہنچاو

وَالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدَانِ

تفسیر قمی میں جناب امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ النجم سے مراد جناب رسول خداہیں جس کا یہ نام خداوند تعالی نے اورموقعوں پر بھی لیا ہے اورفرمایا کہ شجر ے سے مراد جناب امیر المومنین علیہ السلام اورآئمہ معصومین علیہ السلام ہیں یسجدان کا یہ مطلب ہے کہ وہ عبادت میں ہیں۔

وَالسَّمَاءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيزَانَ

عرض کیا گیا اس آیت کا کیا مطلب ہے فرمایا السماسے مراد جناب رسول خدا ہیں جن کو خداوند تعالی نے رفعت دی اوراپنے حضور بلایا لیا اورالمیزان سے مراد علی مرتضی علیہ السلام ہیں جن کو اپنی مخلوق کے لیے قائم کر دیا ۔

عرض کیا گیا کہ الا لظغوفی المیزان ۔ کی کیا مرا دہے فرمایا کہ امام عالی مقام علی ابن طالب علیہ السلام کی نافرمانی نہ کر و عرض کیاگیا اقیمو الوزن بالقسط کا کیا مطلب ہے فرمایا کہ عدل کے ساتھ امام کی اطاعت کے لیے چلے جاؤعرض کیا گیا ولا تحسر المیزان کا کیا مطلب ہے فرمایا یہ کہ امام کا حق نہ مارو اور امام پر ظلم نہ کرو۔

سورۃ الرحمن ۔۱۲

فَبِأَيِّ آلاَءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ

ترجمہ :پھر تم دونوں اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتیں جھٹلاو گے ؟؟؟

تفسیر قمی میں ہے کہ اس میں ظاہر خطاب جن وانس سے ہے اورباطنا فلاں فلاں (اول ودوئم)سے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کامطلب دریافت کیا گیاتھا ۔

تو اپنے فرمایا کہ خداوند تعالی یہ فرماتا ہے کہ تم دونوں(اول ودوئم)ہماری ان دونوں نعمتوں میں کس کس کا انکار کرتے ہو ۔ آیا محمد کا یا علی کا کافی میں یوں آیا ہے کہ آیا نبی کا انکا ر کرتے ہو یا وصی کا باربار اس آیت کا آنا تاکید ہے

سورہ الرحمن ۱۸تا۲۱

مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ (۱۹) بَيْنَہُمَا بَرْزَخٌ لاَيَبْغِيَان

ترجمہ :اس نے دو دریا بہا دئے وہ باہم ملتے ہیں اور ان دونوں کے درمیان مابین ایک پردہ ہے

فَبِأَيِّ آلاَءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ۔ يَخْرُجُ مِنْہُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ

پھر تم دونوں اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں جھٹلاو گے ۔ان دونوں سے موتی اور مونگا برآمد ہوتا ہے کو جھٹلاو گے ۔

تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ علی وفاطمہ دوعمیق سمندر بحر ہیں ان میں سے کوئی ایک اپنے دوسرے رفیق پرزیادتی نہیں کرتا اور لولو اور مرجان سے مراد امام حسن اور امام حسین علیہ السلام مراد ہیں

سور ۃ الرحمن ۲۵،۲۶

وَيَبْقَى وَجْہُ رَبِّكَ ذُو الْجَلاَلِ وَالْإِكْرَامِ (۲۷) فَبِأَيِّ آلاَءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَان

ترجمہ :ہر شخص جو زمین پر ہے فنا ہونے والا ہے اورتمہارے پروردگار کی ذات صاحب جلال وعزت باقی رہے گی

تفسیر قمی میں جناب امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ وجہ اللہ ہم ہیں جن کے ذریعہ سے خدا پہچانا جاتا ہے اورجن کے ذریعہ خدا کا حکم پہنچتا ہے

المناقب میں جناب امام جعفرصادق علیہ السلام سے ویبقیٰ وجہ ربک کے یہی معنی منقول ہیں حضرت نے فرمایا ہم وجہ اللہ ہیں ۔

تفسیر قمی میں ہے کہ جناب اما م علی رضا علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ یا بن رسول اللہ اس حدیث کے جسے عام لوگ روایت کرتے ہیں کیا معنی ہیں لا االہ لا اللہ کہنے کا ثواب ایسا ہی ہے جیسا کہ وجہ اللہ کو دیکھ لینے کا ۔ جواب میں حضرت نے فرمایا کہ اے ابو الصلت جس نے خدا کا چہرہ مثل اور چہروں کے سمجھا یابیا ن کیا ہے وہ یقینا کافر ہو گیا ۔ہاں وجہ اللہ سے مراد اس کے انبیاء ورسل اوراس کی حجتیں ہیں کہ انہی کی وجہ سے بندے خود خداوند تعالی کی طرف اوراس کے دین کی طرف اوراس کی معرفت کی طرف متوجہ ہوسکتے ہیں ۔

سورہ الرحمن ۔۳۸

فَيَوْمَئِذٍ لاَيُسْأَلُ عَنْ ذَنْبِهِ إِنسٌ وَلاَجَانّ

ترجمہ :پھرپر اسی دن نہ تو انسا ن سے اس کے گناہوں کی بابت پوچھا جائیگا یہ جن سے منکم ۔ عثمان بن عفان نے نکال دیا تھا

تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت تم (شیعوں)سے متعلق ہے اورمطلب اسکا یہ ہے کہ جو شخص جناب امیر المومنین علیہ السلام سے تولا رکھے اوران کے دشمنوں سے تبرااوراللہ پر ایمان لائے اوراس کے حلال اوراس کے حرام کو حرام سمجھے پھر گناہوں کا مرتکب ہو اوردنیا میں توبہ نہ کرے ۔توخداوند تعالی اس کو ان گناہوں کے عو#ض عالم برزخ میں عذاب دیگا۔مگر قیامت کے دن اپنے قبر سے وہ اس طرح نکل جائے گا کہ اس کے ذمہ کوئی گناہ نہ ہوگا جسکے متعلق اس سے باز پرس کی جائے گی ۔

بشارت الشعر میں ہے کہ میسرا کہتے ہیں کہ میں جناب امام علی رضا علیہ السلام کو یہ فرماتے سنا ہے کہ تم میں سے دو بھی جہنم میں نہ دکھائی دینگے نہیں واللہ ایک بھی نہیں میں نے عرض کیا کہ یہ بات کتا ب خدا میں بھی کہیں ہے پس حضرت نے ایک سال تک جواب نہ دیا ۔

میسرہ کہتے ہیں کہ سال بھر کے بعد ایک دن میں حضرت کے ساتھ طواف میں تھا کہ یکایک فرمایا اے میسرہ مجھے تیرے فلاں سوال کے جواب دینے کے اجازت آج ملی ہے میں نے کہا اچھا حضور وہ مقام قرآن مجید میں کہاں ہے فرمایا سورہ الرحمن میں خداوند تعالی کا وہ قول فیو مئذ لا یسئل ----

سورہ واقعہ ۳

خافضة رافعہ

ترجمہ : وہ قیامت پست کرنے والی اور بلند کرنے والی بھی

الخصال میں جناب امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب قیامت برپا ہوگی تو خافضة بھی ہو گئی یعنی دو شمنان خدا کو جہنم میں پہنچا دیگی اور رافعہ بھی ہو گی یعنی دوستان خدا کو جنت میں پہنچا دے گی ۔

سورہ واقعہ ۷۔ ۱۲

وَكُنتُمْ أَزْوَاجًا ثَلَاثَةً (٧) فَأَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ مَا أَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ (٨) وَأَصْحَابُ الْمَشْأَمَةِ مَا أَصْحَابُ الْمَشْأَمَةِ (٩) وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ (١٠) أُوْلَئِكَ الْمُقَرَّبُونَ (١١) فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ

ترجمہ :اورتم تین گروہ ہو جاو گے پس دائیں طرف والے کیا کہنے دائیں طرف والوں سے اوربائیں طرف والے پھوٹ گئے نصیب بائیں طرف والوں کے ۔ اور آگے بڑھنے والے تووہ تو آگے ہی بڑھنے والے ہیں نعمت والی جنتوں میں مقرب بارگاہ تو وہی ہیں

کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ خداوندتعالی نے کل آدمیوں کو تین قسموں میں پیدا کیا ۔ اوریہ بات خداوند تعالی کے اس قول سے ثابت ہے وکنتم ازوجاثلثہ۔پس سابقوں تو خدا کے رسول اور اس کے خاص خاص بندے ہیں جن میں اسے پانچ ارواح قرار دی ہیں (۱)روح القدس میں ان کی تائید فرمائی جس سے وہ کل چیزوں کو پہچان لیتے ہیں (۲) روح ایمان سے جس سے وہ خداوندتعالی سے ڈرتے ہیں(۳) روح قوت جس سے وہ خدا وند تعالی کیا اطاعت کرنے پر قادر ہیں (۴) روح شہوت جس سے وہ خداوند تعالی کی اطاعت کی خواہش رکھتے ہیں اور اس کی نافرمانے سے نفرت کرتے ہیں (۵) روح حرکت ان میں قرار دی جسکے ذریعہ سے وہ لوگ چلتے پھرتے ہیں اور آتے جاتے ہیں اورمومنین یعنی اصحاب المیمنہ میں بھی چار روحیں ہیں ۔

۱۔ روح ایمان جس سے وہ اللہ سے ڈرتے ہیں

۲۔ روح قوت جس سے وہ اُن کو اطاعت خداوندی کی قوت حاصل ہوتی ہے

۳۔ روح شہوت جس سے ان کے دل میں اطاعت خداوندی کی خواہش پیدا ہوتی ہے۔

۴۔ روح حرکت جس سے وہ لوگ چلتے پھرتے ہیں ۔

والسابقون السابقون

امالی میں ہے کہ جناب رسول خدا سے اس کا مطلب دریافت کیا گیا تو آنحضرت نے فرمایا کہ جبرائیل امین نے مجھ سے کہا ہے کہ علی علیہ السلام اور اُن کے شیعہ وہی سابقون ہیں یعنی جنت کی طرف سبقت کرنے والے اور وہی مقربون ہیں یعنی بارگاہ خداوندی میں اعزاز خاص کے سبب تقرب خاص رکھنے والے کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ میرے والد ماجد نے کچھ شیعوں سے یہ فرمایا کہ تم اللہ کے شیعہ ہو اور تم اللہ کے مدد گار ہو اور تم دنیا میں سبقت کرنے والے ہو اورآخرت میں جنت کی طرف سبقت کر نے والے ہو۔

تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ سابقون چار ہیں

۱۔اول فرزند آدم علیہ السلام جو شہید ہوا

۲۔دوسرے امت موسی علیہ السلام میں سبقت کرنے والا وہ مومن آل فرعو ن ہے ۔

۳۔ تیسرے امت عیسی علیہ السلام میں سبقت کرنے والا وہ حبیب الخار میں

۴۔چوتھے امت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سبقت کرنے والے وہ جناب علی مرتضی علیہ السلام ہیں

سورہ واقعہ ۲۱

وَلَحْمِ طَيْرٍ مِمَّا يَشْتَهُونَ

ترجمہ :اورپرندوں کا گوشت جس کاان کا جی چاہے

کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا نے فرمایا کہ جنت کے کل سالنوں کا سردار گوشت ہے پرندوں کا اورایک روایت میں ہے کہ دنیا اورآخرت کے کل کھانوں کا سردار گوشت ہے

سورۃ واقعہ۲۶

وَأَصْحَابُ الْيَمِينِ مَا أَصْحَابُ الْيَمِينِ

ترجمہ :اورداہنے ہاتھ والے ۔ کیا کہنے داہنے ہاتھ والوں کے

تفسیر قمی میں ہے کہ المیمن سے مرا دجناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام اور اصحاب الیمین سے مراد شیعان علی مرتضی علیہ السلام مراد ہیں

وَأَصْحَابُ الشِّمَالِ مَا أَصْحَابُ الشِّمَالِ

ترجمہ :اور بائیں ہاتھ والے کیا بری گت ہوگئی بائیں ہاتھ والوں کی آگ کی تپش اور کھولتے ہوئے پانے میں ۔

اصحاب الشمال سے مراد تفسیر قمی کے مطابق دشمنان آل محمد اور ان کے اصحاب اور یار ہیں

لایمسہ الا المطهرون

جسکو سوائے ان لوگوں کے جو پا ک کردے گئے ہیں چھو نہیں سکتا

احتجاج طبرسی میں ہے کہ جب عمر(ابوبکر کی طرف سے) خلیفہ بنائے گئے تو اس نے جناب امیر المومنین علیہ السلام سے درخواست کی کہ وہ حضرت اپنا قرآن مجید عوام الناس کو دے دیں تاکہ ان لوگوں میں جو قرآن رائج تھا اس سے ملا کر دیکھ لیں ۔ ان حضرت سے گفتگو ان لفظوں میں کی ۔

اے ابو الحسن اگر آپ مناسب جائیں تو وہ قرآن مجید لے آئیں جو ابو بکر کے سامنے لاتے تھے تاکہ ہم سب کا اس پر اجتماع ہوجائے حضرت نے فرمایا افسوس !!اب اس کے ملنے کا تمہارے لیے کوئی موقع نہیں میں ابو بکر کے پاس اسکو لے کر گیا تاکہ وہ یہ نہ کہہ سکے کہ ہم اس سے بے خبر تھے نہ یہ کہہ سکے کہ آپ ہمارے پاس لائے نہ تھے ورنہ جو قرآن مجید میرے پاس تو سوائے مطہروں کے یعنی ان اوصیاء کے جو میری اولاد سے ہونگے اور کوئی چھو بھی نہیں سکتا عمر نے کہا آیا اس کے اظہارہ

کوئی وقت معین ہے حضرت نے فرمایا ہاں معلوم ہے جب میری اولاد میں جب قائم آل محمد قائم ہونگیں وہ اسکو ظاہر بھی کرینگے اورسب لوگوں کو اسی پر چلا ئینگے اور تمام قوانین اسی کے مطابق جاری ہو نگے

سورہ واقعہ ۸۱

وَتَجْعَلُونَ رِزْقَكُمْ أَنَّكُمْ تُكَذِّبُونَ

ترجمہ :رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس آیت کو ایسے پڑھتے تھے

وتجعلون شکر کم انکم تکذبون

ترجمہ :اوراپنے روزی کا شکریہ اس بات کو قرار دیتے کہ جھٹلایا کرو

سورہ الحدید ۱۰

مَنْ ذَا الَّذِی يُقْرِضُ اللهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضَاعِفَهُ لَهُ وَلَهُ أَجْرٌ كَرِيمٌ

ترجمہ :وہ کون ہے جو اللہ کو قرض حسنہ دے کہ خدا اسے اس کی خاطر سے کئی گنا کردے اور اس کے لیے نفع بخش اجر بھی ہو

کافی میں تفسیر قمی میں جناب امام موسی کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت اس بارے میں نازل ہوئی کہ جب زمانہ نافرمانوں کا ہو تو امام کا حق اُن کو پہنچا دو ۔

جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ خداوند تعالی نے اپنے مخلوق سے جو کچھ ان کے پاس ہے کچھ اس لیے وہ قرض نہیں مانگا کہ اسے اس کی ضرورت ہے بلکہ اللہ کا جو کچھ حق ہے وہ اُن کے ولی کو پہنچتا ہے تفسیر قمی میں منقول ہے کہ ان ہی حضرت نے میاج سے فرمایا کہ اے میاج ایک درہم جو امام کی خدمت میں پہنچا یا جائے وہ وزن میں کوہ احد سے بھی زیادہ ہے

سورہ الحدید۔ ۱۱

يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ يَسْعَى نُورُهُمْ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ بُشْرَاكُمُ الْيَوْمَ جَنَّاتٌ تَجْرِی مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ

تر جمہ :جس دن تم مومن مردوں اور مومن عورتوں کو دیکھو گے کہ ان کا نور اُن کے آگے آگے اور اُن کے داہنے ہاتھ دوڑتا جاتا ہے (ان سے کہا جائے گا) کہ آج تمہارے لیے خوشخبری ہے یعنی وہ جنتیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں تم ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہو گے تو وہ بڑی کامیابی ہے

تفسیر برہان میں ہے کہ صالح ابن سہل کہتے ہیں کہ مجھے جناب جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ مومنین کا اماموں کا نور قیامت کے دن مومنین کے آگے آگے اور اُن کے دائیں ہاتھ دوڑتا جاتا ہو گا یہاں تک کہ جنت میں وہ اپنے اپنے مکا نو ں میں جااتر جائیں گے

نیز جابر ابن عبداللہ انصاری سے منقول ہے کہ ایک دن جناب رسول خدا کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ آنحضرت نے یکایک جناب علی مرتضی علیہ السلام کی طرف رخ کیا اور ارشاد فرمایا ۔اے ابو الحسن میں تمہیں آج ایک خوشخبر ی سنادوں عرض کی یا رسول اللہ ضرورسنائیے فرمایا یہ جبریل امین موجود ہیں یہ خداوند تعالی کی طرف سے مجھے یہ خبر دیتے ہیں کہ اس نے تمہارے شیعوں اور تمہارے دوستوں کو سات باتیں عطا فرمائی ہیں

(۱) موت کے وقت سہولت (۲) تنہائی کے وقت موانست (۳) ظلمت قبر کے وقت نور (۴) پر یشانی کے وقت امن (۵) اعمال کے چانچ کے وقت کفایت (یعنی نیکیاں اتنی کافی ہونا کہ جنت میں جانا آسان ہو)۔(۶)او ر پل صراط سے بآسانی گزر جانا (۷)اور سب آدمیوں سے پہلے جنت میں پہنچ جانا حالت ان کی یہ ہوگئی ۔نور ھم لیغی ---

سورۃ الحدید (۱۶)

لہ باب

تفسیر برھان میں ہے کہ جناب امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ اصحاب جناب رسول خدا میں سے جو احادیث کے یاد رکھنے والے ہیں وہ اس بات کو خوب جانتے ہیں کہ اصحاب رسول خدا میں ایک شخص بھی ایسا نہیں ہے جس کی کوئی منقبت ہو اور میں اس منقبت میں شریک اوراس نے افضل نہ ہوں اور میری ۷۰ ستر منقبتں ایسی ہیں جن میں میرا کوئی شریک نہیں ہے ۔روای کہتا ہے کہ میں نے عرض کی یا امیر المومنین علیہ السلام مجھے بھی ان سے آگاہ کیجئے ۔حضرت نے سب کی سب بیان کیں ازالغملہ (۳۰) تیسویں نہ تھی کہ جناب رسول خدا کو میں نے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ قیامت کے دن میری امت پانچ جھنڈوں کے نیچے محشور ہوگئی ۔

پس پہلا جھنڈاجو میرے پاس پہنچے گا وہ اس امت کے فرعون کا ہوگا اور وہ معاویہ ہے اور دوسرا جھنڈا اس امت کے سامری کا ہوگا جو حمزہ ابن الصاص ہے تیسرا اس امت کے جاثلیق کا ہو گا وہ ابوموسی اشعری کا ہے جو تھا ابو اور سلمی کا ہوگا اورپانچواں اے علی علیہ السلام تمہار ے علم کا ہو گا جسکے نیچے مومنین ہونگے اور تم اُن کے امام ہو گے پھر خدا وندتعالی ان چارے فرمائیگا ازخود یاکم ----باب باطنہ الرحمۃ او روہ ہر میرے شیعہ ہونگے اور وہ لوگ جو مجھے سے تولا --رکھتے تھے اور میرے ساتھ ہو کر گروہ باغی سے لڑتے تھے یعنے ان لوگوں سے جو راہ راست سے ہٹ گئے تھے اور باب رحمہ میرے شیعہ ہیں پس یہ ظالم لوگ ان کوآواز دے کر کہتے ہوں گے پھر یہ گروہ اور میرے شیعہ حوض کے پاس پہنچیں گے اور جناب رسول خدا کے حوض سے سیراب ہونگے اس وقت میرے ہاتھ میں ایک خار دار عصا ہوگا جس سے مارمار کر میں اپنے دشمنوں کو اس طرح بھگا دونگا جس طرح غیروں کے اونٹ اپنے پانی پر سے ہٹائے جاتے ہیں

آنحضرت نے فرمایا کہ وہ فیصل میں ہوں اور دروازہ علی علیہ السلام ہیں اور بغیر دروازے کے کوئی فیصل سے گزر نہیں سکتا

سورۃ الحدید۔۱۷۔۱۸۔۱۹

اعْلَمُوا أَنَّ اللهَ يُحْيِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِہَا قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ (١٧) إِنَّ الْمُصَّدِّقِينَ وَالْمُصَّدِّقَاتِ وَأَقْرَضُوا اللهَ قَرْضًا حَسَنًا يُضَاعَفُ لَہُمْ وَلَہُمْ أَجْرٌ كَرِيمٌ (١٨) وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللهِ وَرُسُلِہِ أُولَئِکَ ہُمُ الصِّدِّيقُونَ وَالشُّہَدَاءُ عِنْدَ رَبِّہِمْ لَہُمْ أَجْرُہُمْ

ترجمہ :یقینا صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں اوروہ جنہوں نے خدا وند تعالی

کا قرض حسنہ دیا اُن کے لئے دوچند کردیاجائے گاا اور اُن کے لئے نفع بخش اجر ہوگا ۔

اور جو لوگ اللہ اوراس کے رسول پر ایمان لائے ہیں وہی تواپنے پروردگار کے نزدیک صدیق اور شہید ہیں اوران کا اجر اور ان کا نور انہی کیلئے ہوگا

اقر ضواللہ قرضا حسنا ---

کافی میں امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ خدا وند تعالی نے دولتمندوں کے مال میں ایک فریضہ مقرر فرمایا ہے اس کے ادا کرنے پر ان کی کوئی تعریف نہیں کی جاسکتی اور وہ زکواۃ ہے جس کے ذریعہ سے ان کے کے مال اوران کی جانیں محفوظ رہتی ہیں اوراسی کے ذریعہ سے وہ مسلمان کہلاتے ہیں لیکن خداوندتعالی نے مالداروں کے مال میں زکواۃ کے سوا کچھ اورحقوق بھی مقرر فرمائے ہیں چنانچہ فرماتا ہے وحی اموالھم حق السائل والحروم آخر میں حضرت نے فرمایا کہ انہی حقوق کے ادا کرنے والوں کی شان میں خدا وند تعالی فرماتے ہے (سورۃ الحدید)(١٨-١٧)

تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ دروازہ جنت پر یہ لکھا ہوا ہے کہ قرض حسنہ میں ایک کا بدلہ (١٨) اٹھارہ اور صدقہ مین ایک کے بدلہ (١٠) دس ہے اور وجہ اس کی یہ ہے کہ قرض حسنہ واقعی حاجت مند ہی کے لیے ہوتا ہے اور صدقہ اکثر ایسے ہاتھوں میں بھی پڑتا ہے جنکو اس کی واقعی حاجت نہ ہو

اولئک ھم الصادقون ---

المجالس میں جناب امام حسین علیہ السلام سے منقول ہے کہ ہمار ے شیعوں میں سے ایک بھی ایسا نہیں جو صدیق اور شہید نہ ہو اس پر عرض کیاگیا کہ ایسا ہو کیسے ہو سکتا ہے حالانکہ ان میں سے بہت سے اپنے اپنے بستروں پر مر جاتے ہیں فرمایا کیاتم نے سورۃ الحدید میں خدا کا یہ نوتشہ نہیں پڑھا (اوپر والی آیت)

الخصال میں جناب امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے منقول ہے کہ ہمارے شیعوں میں سے جو مر جائے ووصدیق ہے اس لئے کے اس نے ہمارے امر کی تصدیق کی اور جس سے دوستی کی ہماری وجہ سے اور جس سے دشمنی کی ہماری وجہ سے کی یعنے دونوں باتوں سے خداکی خوشنودی مدنظر رکھی اور اللہ اوراللہ کے رسول پر ایمان لایا پھر حضرت سے یہی آیت تلاوت فرمائی (سورۃالحدید ١٨)

تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ واللہ تم میں سے جو بھی اس امر کی معرفت رکھنے والا اور اسکا انتظار کرنے والا اور اس میں تمام خیروخوبی سمجھنے والا ہے وہ مثل اس شخص کے ہے جو قائم آل محمد کی معصیت میں تلوار سے جہاد کرنے والا ہو پھر تیسری دفعہ فرمایا

واللہ وہ مثل اسی شخص کے ہے جو خود جناب رسول خدا کے خیمے میں خود آنحضرت کی حمایت وحفاظت میں شہید ہوجائے اورتمہارے بارے میں خدا وند تعالی کی کتاب میں ایک آیت آتی ہے عرض کیاگیا کہ وہ کونس آیت ہے فرمایا خدا وند تعالی کا یہ قول ----(سورۃ الحدید آیت ۱۸) پھر فرمایا تم صادق بھی ہو گئے اور اپنے پروردگار کے نزدیک شہید بھی ۔

سورہ الحدید ۲۱۔۲۲

مَا أَصَابَ مِنْ مُصِيبَةٍ فِی الْأَرْضِ وَلاَفِی أَنْفُسِكُمْ إِلاَّ فِی كِتَابٍ مِنْ قَبْلِ أَنْ نَبْرَأَہَا إِنَّ ذَلِکَ عَلَی اللهِ يَسِيرٌ

تر جمہ :جو مصیبت بھی زمین پر اور رتمہاری ذات پر بھی گزرتی ہے قبل اسے کہ ہم ا س کو پیدا کریں وہ ہمارے پاس ایک نوشہ میں لکھی ہوئی موجود ہے بلاشک یہ امر اللہ کے لیے آسان ہے

لِكَيْلاَتَأْسَوْا عَلَی مَا فَاتَكُمْ وَلاَتَفْرَحُوا بِمَا آتَاكُمْ وَاللهُ لاَيُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ

تر جمہ :تاکہ تمہارے ہاتھ سے جو کچھ جاتا رہا اس پر تم افسوس نہ کرو اورجو کچھ اس نے تم کو عطا کیا ہے اس سے آپے سے باہر نہ ہو جاو اور اللہ چھچھورے شیخی باز کو دوست نہیں رکھتا۔

ماصاب ۔ عللل الشرائع میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ وہ فرشتے جورحم مادر پرموکل ہے انسان پر دنیا میں جو جو کچھ گزررنیوالا ہے وہ اس کی دونوں آنکھوں کے ما بین لکھ دیتا ہے خدا تعالی کے قول کا یہی ہی مطلب ہے ۔

تسکیلا تا سو ۔

نہج البلاغہ میں ہے کہ تمام زہد قرآن مجید کے ان دو جملوں میں آگیا ہے۔ پس جو شخص گزشتہ کا افسو س نہ کرے اور جو کچھ آنے والا ہے ا سپر اترائے نہیں گویا زہد کے دونوں پہلو اس کے ہاتھ میں آگئے ---

کافی اور تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقو ل ہے کہ یہ آیت ابو بکر کے بارے میں آئی ہے اس میں ایک ممانعت سے پہلے زمانے سے متعلق ہے اور دوسری پچھلے زمانے سے لا تا سو علی مافاتکم کا یہ مطلب ہے کہ علی ابن ابی طالب علیہ السلام جن جن فضیلتوں کے ساتھ مخصوص کیے گئے ہیں اور وہ تم کو نہیں ملیں ان پر افسو س نہ کرو اور لا تعصر بنا اتاکم ۔ کا یہ مطلب ہے کہ بعد جناب رسول خدا جو فتہ پیش آیا اس سے تم نے دنیوی نفع اٹھایا اس پر اتراؤ نہیں کیوں کہ آگے چل کر جو گت تمہاری بننے والی ہے وہ تم بھی دیکھ لوگے اورتمہارے مرید بھی ۔

سورۃ الحدید ۲۴

لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَأَنْزَلْنَا مَعَہُمْ الْكِتَابَ وَالْمِيزَانَ لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ وَأَنْزَلْنَا الْحَدِيدَ فِيہِ بَأْسٌ شَدِيدٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ

تر جمہ :بیشک ہم نے اپنے رسول کو کھلی دلیلوں کے ساتھ بھیجا اورہم نے ان کے ساتھ خاص کتاب اورمیزان (علی مرتضی علیہ السلام) نازل کی تاکہ لوگ عدالت پر قائم ہو جائیں او رہم نے خاص لوہا(ذوالفقار) نازل کیا جس میں سخت خوف بھی ہے اور لوگوں کے لیے نفع بھی

سورہ الحدید ۲۵

ۚ وَجَعَلْنَا فِي ذُرِّيَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَالْكِتَابَ

تر جمہ : اورہم نے ان دونوں (نوح اورابراہیم) کی اولاد میں نبوت وکتاب کو قرار دیا تفسیر برھان میں ہے کہ مامون رشید نے جو علما جناب امام علی رضا علیہ السلام سے مناظرہ کر نے کو جمع کئے تھے انہو ں نے حضرت سے دریافت کیا کہ آیا عترت آل میں داخل ہے یا نہیں ۔ حضرت نے فرمایا کہ وہ خود آل ہیں یہ سن کر تو علماء جامے سے باہر ہو گئے اور کہنے لگے یہ دیکھتے خود جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ میری امت میری آل ہے اوردیکھیں آنحضرت کے اصحاب سے یہ حدیث منقول ہے جس کا دفعیہ ممکن نہیں کہ آل محمد آنحضرت کی امت ہے حضرت نے فرمایا گھبراو نہیں اورآپے سے باہر نہ ہو زرا مجھے یہ تو بتلاد و کہ آیا آل پر صدقہ حرام ہے انہوں نے عرض کی جی ہاں فرمایا تو امت پر بھی حرام ہے اب تو وہ چکر میں آئے اورعرض کرنے لگے کہ نہیں فرمایابس آل تو اور امت میں بس یہی تو فرق ہے وائے ہو تم پر تم قرآن مجید سے بالکل کورے ہو یا تم حد سے بڑھ گئے ہو آیا کہ تم اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ وراثت اور طہارت صرف ان کے حصے میں آئی ہے جو برگزیدہ اورہدایت یافتہ ہیں سب کو نہیں ملی وہ کہنے لگے یا حضرت یہ آپ کہاں سے فرماتے ہیں فرمایا خداوند تعالی کے ا س قول سے (سورہ الحدید آیت ۲۴)ولقد ارسلناپس نبوت اور کتاب مہتدین کو عطا کی گئی ہیں نہ کہ فاسقین کو آیا تم کو یہ نہیں معلوم کہ جس وقت نوح علیہ السلام نے اپنے پروردگار سے عرض کی رب ان نبی من اھلی --- وجہ اس دعا کی یہ تھی کہ خداوند تعالی ان سے وعدہ کر چکا تھا کہ اُن کواور ان اہل کو نجات دیگا اس دعا کہ جواب میں خداوندتعالی نے فرمایا ۔ ینوح انہ لیس من اھلک انہ عمل غیر صالح (یعنی جو عمل صالح نہیں کریگا وہ تمہارے اھل سے نہیں ہوگا)

سورہ الحدید۔ ۲۷

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللهَ وَآمِنُوا بِرَسُولِهِ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَحْمَتِهِ وَيَجْعَلْ لَكُمْ نُورًا تَمْشُونَ بِهِ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ

تر جمہ :اے ایمان لانے والو اللہ سے ڈرو اوراس کے رسو ل پر ایمان لاو کہ وہ اپنے رحمت کا دوہراحصہ تم کو دے اورتمہارے لیے ایسا نور قرار دے جس کے ذریعہ سے تم چلو اور تمہارے گناہ بخشدے او راللہ بڑابخشنے والا اوررحم کرنیوالا ہے

کفکین من رحمة

تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس سے مراد امام حسین علیہ السلام اور امام حسن علیہ السلام ہیں اورنور تمشون سے مراد وہ امام ہیں جسکے زمانے میں تم ہو ۔

المناقب میں ہے کہ اس سے مراد حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں رحمت کادوہرا حصہ ایک یہ ان میں سے ہے کہ جہنم میں نہ بھیجے اور دوسرا یہ کہ جنت میں پہنچا دے یجعل لکم نور ا ۔ سے مراد ایمان ہے اوراس کے ذریعہ سے گناہ بخش دیے جائیں گے۔

سورہ المجادلۃ ۹

إِنَّمَا النَّجْوَى مِنْ الشَّيْطَانِ لِيَحْزُنَ الَّذِينَ آمَنُوا وَلَيْسَ بِضَارِّهِمْ شَيْئًا إِلاَّ بِإِذْنِ اللهِ وَعَلَى اللهِ فَلْيَتَوَكَّلْ الْمُؤْمِنُونَ

تر جمہ :سوائے اس کے نہیں کہ بدی کے بارے میں کانا پھوسی شیطان کی طرف سے ہے تاکہ مومنین رنجیدہ ہوں ۔

تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے خدا وندتعالی کے اس قول کا مطلب دریافت کیا گیا تھا فرمایا شیطان سے مراد عمر (ثانی) ہے

تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا سے منقو ل ہے کہ جب تم تین شخص موجود ہوں تو دو تیسرے سے علیحدہ ہو کر کوئی بات راز میں نہ کہیں کہ اس سے اُسکو کو رنج پہنچے گانیز یہ بھی منقول ہے کہ کہ اس آیت میں نجوی سے مراد خواب ہائے پریشان ہیں جن کو انسان سوتے میں دیکھ کر غمگین ہوتا ہے ۔

سورۃ المجادلۃ ۱۰

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قِيلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوا فِي الْمَجَالِسِ فَافْسَحُوا يَفْسَحْ اللهُ لَكُمْ وَإِذَا قِيلَ انشُزُوا فَانشُزُوا يَرْفَعْ اللهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ وَاللهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ

تر جمہ :اللہ ان لوگوں کے جو تم میں سے ایمان لائے ہیں اور جن کو علم دیا گیا ہے بہت سے درجہ بلند فرمادے گا۔ اور جو کچھ تم عمل کرتے ہو خداوند تعالی اس سے خبردار ہے ۔

تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ عالم کی بزرگی شہید سے ایک درجہ بڑی ہوئی ہے اورشہید کی زندگی عابد سے ایک درجہ بڑھی ہوئی ہے اورنبی کی بزرگی ایک عالم سے ایک درجہ بڑھی ہوئی ہے اورقرآن کی بزرگی تمام کلام کے مقابلے میں ایسی ہے جیسے خدا وند تعالی کی بزرگی تما م آدمیوں کے مقابلے میں ایسی ہے جیسے کے خود میری بزرگی ادنے سے ادنے آدمی کے مقابلے میں ۔

الجوامع میناً نحضرت سے منقول ہے کہ عابد کے مقابلے میں عالم کی بزرگی ایسی ہے جیسے کی تمام ستاروں کے مقابلے میں چودہویں رات کا چاند نیز انہی حضرت سے منقول ہے کہ عالم وعابدکے مابین سودرجے کا فرق ہے جن میں ایک درجے سے دوسرے درجے تک اتنا فاصلہ ہے کہ بنایا ہوا اصل گھوڑا ستر بر س تک یکساں دوڑسکے۔

نیز انہی حضرت سے منقول ہے کہ قیامت کے دن شفاعت کا حق تین گروہوں کو دیا جائے گا اول انبیاء ،کو پھر علماء کو پھر شہداکو۔

الفقہ میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب قیامت کا دن ہو گا تو اللہ تمام آدمیوں کو ایک چٹیل میدان میں جمع فرمائے گا اور میزانیں قائم کی جائیں گئی پھر شہداوں کا خون علماء کی روشنی کے ساتھ وزن کیا جائے گا تو علما کی روشنائی شہدا کے خون سے زیادہ بھاری اترئے گی

کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ وہ عالم جس کے علم سے لوگو ں کو نفع پہنچے ۷۰ ہزار عابدوں سے بہتر ہے

سورۃالمادتہ(۱۳)لے(۱۹)

أَلَمْ تَرَى إِلَى الَّذِينَ تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللهُ عَلَيْهِمْ مَا هُمْ مِنْكُمْ وَلاَمِنْهُمْ وَيَحْلِفُونَ عَلَى الْكَذِبِ وَهُمْ يَعْلَمُونَ (۱۴) أَعَدَّ اللهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا إِنَّهُمْ سَاءَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ (۱۵) اتَّخَذُوا أَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللهِ فَلَهُمْ عَذَابٌ مُهِينٌ (۱۶) لَنْ تُغْنِىَ عَنْهُمْ أَمْوَالُهُمْ وَلاَأَوْلاَدُهُمْ مِنْ اللهِ شَيْئًا أُوْلَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ (۱۷) يَوْمَ يَبْعَثُهُمْ اللهُ جَمِيعًا فَيَحْلِفُونَ لَہُ كَمَا يَحْلِفُونَ لَكُمْ وَيَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ عَلَى شَيْءٍ أَلاَإِنَّهُمْ هُمْ الْكَاذِبُونَ (۱۸) اسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمْ الشَّيْطَانُ فَأَنسَاهُمْ ذِكْرَ اللهِ أُوْلَئِكَ حِزْبُ الشَّيْطَانِ أَلاَإِنَّ حِزْبَ الشَّيْطَانِ هُمْ الْخَاسِرُونَ

تر جمہ :کیا تم نے ان کی طرف خیال نہیں کیا جو ایسے لوگوں سے دوستی رکھتے ہیں جن پر خداوند تعالی استحوذ علیہم الشطین ----ھم الخسرون

غضبناک ہوا ہے نہ وہ تم ہی میں سے ہیں اور نہ انہی میں سے اور وہ جان بوجھ کر جھوٹی جھوٹی باتوں پر حلف اٹھایا کرتے ہیں اللہ نے اُن کے لئے سخت عذاب تیار کیا ہے بیشک جو عمل وہ کرتے ہیں وہ بہت ہی براہے ۔انہوں نے اپنے قسموں کوڈھال بنایا ہوا ہے اور لوگوں کو راہ خدا نے باز رکھا ہے پس اُن کے لئے ذلت دینے والا عذاب تیار ہے (عذاب) خدا سے بچا نے کے لئے نہ اُن کے مال کچھ اُن کے کام آئیں گے اور نہ ان کی اولاد وہی جہنمی ہیں (اور) وہی اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے ہونگے ۔جس دن اللہ تعالی اُن کو ایک ساتھ مبعوث کریگا تو یہ اس کے سامنے بھی اسی طرح کی قسم کھا ئیں گے جیسے کہ تمہارے سامنے حلف اٹھاتے ہیں اور گمان یہ کریں گے وہ کچھ تو راستی پر ہیں خبردار رہو کر وہ ضرور با لضرور جھوٹے ہیں ۔شیطان ان پر غالب آگیا ہے اور ان کویاد خدا بھلا دی ہے وہ شیطان کاگروہ ہیں خبردار رہنا کہ شیطان کا گروہ ہی تو گھاٹا (ٹوٹا) اٹھا نیوالے ہیں ۔

تفسیرقمی میں ہے کہ یہ آیت۔۔عمر ۔ثانی کے بارے میں آئی ہے اسلئے کہ ایک دن جناب رسول خدا کا اُن کے پاس سے گزرا ہوا تویہ ایک یہودی کے پاس بیٹھے تھے اور جناب رسول خدا کی خبریں لکھ رہے تھے پس خدا وند تعالی نے دو الم ترالی الذین -----(سورۃالمجادلہ ۱۳لے ۱۹ تک کی آیتیں نازل فرمائیں اس کے بعد عمر حضرت ثانی آنحضرت کی خدمت میں آئے توحضرت نے فرمایا کہ میں نے تجھے یہودیوں کے یہاں سے کچھ لکھتے ہوئے پایا حالانکہ خدوندتعالی اس سے منع فرماچکا ہے تو یہ بولے کہ یارسول اللہ توریت میں جو صفتیں آپ کی موجود ہیں وہی تو میں لکھ رہا تھا اور لگے حضرت کو پڑھ کے سنائے حالانکہ آنحضرت اس وقت بہت ہی غصہ میں تھے توانصار میں سے ایک شخص نے اس کہا کہ تیرا برا ہو

تو دیکھتا نہیں کہ آنحضرت تجھ پر کتنا غصہ ہورہے ہیں تب یہ چونکے اور کہنے لگے کہ میں اللہ کے غضب سے اور اللہ کے رسول کے غضب سے اللہ ہی کی پناہ مانگتا ہوں مجھے تو حضور کی خبریں کچھ ملی تھیں وہی میں نے لکھ لی تھیں اس پر آنحضرت نے فرمایا کہ اے فلاں اگر موسی بن عمران بھی ان

میں موجود ہوئے تو پھر میں آتا تو جو کچھ وہ لے کر آئے تھے اس سے دست بردار ہوجاتے مگرتو اسکا جو کچھ میں لے کر آیا ہوں منکر ہوتا ہے

یوم یجھم اللہ جمیعا

اس کا مطلب یہ ہے کہ جب قیامت کا دن ہو گا خدا وند تعالی ان سب لوگوں کو جنہوں نے آل رسول کا حق غضب کیاتھا جمع فرمائے گا اوراُن کے کل اعمال اُن کے سامنے پیش کئے جائینگے تو وہ قسم کھا کر کہیں گے کہ ہم تو ان میں ایک بات بھی نہیں جانتے اور یہ قسم ان کی ویسی ہی ہوگی جیسی کہ انہوں نے جناب رسول خدا کے سامنے دنیامیں کھائی تھی جبکہ وہ آپس میں بھی عہد کر چکے تھے کہ ولایت وامامت کو نبی ہاشم میں نہ جانے دے گے اور جب انہوں نے باہم ارادہ کرلیا تھا کہ آنحضرت کو عقبہ میں قتل کر دیں گے مگر خدا نے اپنے نبی کو مطلع کردیا اور اس کی خبر دیدی تو حضرت کے سامنے قسم کھاکر یہ کہاکہ ہم لوگوں نے نہ ایسا کہا ہے اورنہ ایسا قصد کیا ہے اس پر خدا وند تعالی نے اپنے رسول پر یہ آیت نازل کی

سورہ المجادلہ ۵۸

وایدھم بروج منہ

تر جمہ :اوراپنے طرف سے روح (ایمان)سے ان کی تائید فرمائی ہے کافی میں جناب محمد باقر علیہ السلام اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس روح سے مراد ایمان ہے اورجناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ کوئی مومن بھی ایسا نہیں ہے جسکے قلب کے جوف میں دو کان نہ ہوں کہ ایک کان کے ذریعہ توخنا س (شیطان) اپنے وسوسے پھونکتا رہتا ہے ۔ اور ایک کان میں فرشتہ منجانب اللہ کچھ کہتا رہتا ہے۔ پس اللہ تعالی اس فرشتے کے ذریعہ سے مومن کی تائید کرتا ہے اور قول خدا وایدھم بروج منہ کا یہی مطلب ہے ۔

اورجناب امام موسی کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ خداو ند تعالی نے ہرمومن کی تائید روح ایمان کے ذریعہ سے فرمائی ہے جو اس کے نیکی کرنے کے وقت برابر ساتھ ساتھ رہتی ہے اوربدی اورنافرمانی کرنے میں اس الگ ہو جاتی ہے پس یہ روح نیکی کرنے کے وقت ساتھ ساتھ رہتی ہے اور بیحد خوش ہو تی ہے اوربدی کرنے کیوقت زمیں میں جا ہے پس اے بندگان خدا اپنے نفسوں کی اصلاح کر کے خدا کی نعمتوں کی محافظت کرو کہ اس صورت میں تمہارا یقین زیادہ ہو تا جائے گا اور گرانقدر نفع تم کو حاصل ہوگا۔

خداوند تعالی اس شخص پر رحم فرمائے جس کی یہ حالت ہو کہ نیکی کا ارادہ کرے تو فورا اسے کر بیٹھے اور بدی کا خیال آئے تواس سے باز ہے پھر فرمایا کہ خدا کی اطاعت کرنے کے باعث اوراس کی مرضی کے مطابق عمل کریں گے سبب روح قدس کے ذریعہ سے ہماری تائید کی جاتی ہے اور جناب اما م محمد باقر علیہ السلام سے جناب رسول خدا کی اس حدیث کے بارے میں جب کوئی زنا کرتا ہے اس سے روح ایمان جدا ہو جاتی ہے ۔ فرمایا منقول ہے کہ یہ حدیث خداوند تعالی کے اس قول کی تائید میں ہے وایدھم من روح ----

سورہ الحشر ۔۴

ذَلِکَ بِأَنَّہُمْ شَاقُّوا اللہَ وَرَسُولَہُ وَمَنْ یُشَاقِّ اللہَ فَإِنَّ اللہَ شَدِیدُ الْعِقَابِ

ترجمہ :اورجو رسول تم کو د ے دیں اسے تو لے لو ۔ او رجس سے تم کو باز رکھیں (اس سے) باز رہو اوراللہ سے ڈرتے رہو بیشک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے ۔

کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ خداعزوجل نے اپنے رسول کو تعلیم وتاریب فرمائے کہ جو کچھ اسکا منشا تھا س کے لیے آمادہ فرمالیاپھر اُن کو اپنے حکم سپر د فرمایا دیا اور پھر ارشاد فرمایا ۔۔۔۔ سورۃ الحشر ۶پس اللہ تعالی نے جو کچھ اپنے نبی کو عطا فرمایا وہ سب کچھ آنحضرت نے ہم کو عطا فرمایا اورایک روایت میں یوں آیا ہے کہ اللہ تعالی نے اپنے نبی کو اپنے مخلوق کا کل معاملہ سپرد فرما دیا تاکہ وہ دیکھے کہ وہ کسی اطاعت کرتے ہیں پھر آنحضرت نے یہی آیت تلاوت فرمائی ۔

سورہ الحشر۔ ۸

وَیُؤْثِرُونَ عَلَی أَنْفُسِہِمْ وَلَوْ کَانَ بِہِمْ خَصَاصَۃٌ وَمَنْ یُوقَ شُحَّ نَفْسِہِ فَأُوْلَئِکَ ہُمْ الْمُفْلِحُونَ

ترجمہ :اورگو انہیں خود ضرورت موجود ہو تاہم دوسروں کو اپنی ذات پرترجیع دیتے ہیں ۔

امالی میں ہے کہ اک شخص جناب رسول خدا کی خدمت میں آیا ہے اوراس نے حضرت سے بھوک کی شکایت کی ۔ آنحضرت نے کسی کو اپنے ازواج کے مکان پر بھیجا کہ اس کے لیے کچھ لائے انہوں نے کہلا بھیجا کہ ہمارے ہاں سوائے پانی کے کچھ بھی نہیں ہے پس حضرت نے فرمایا کہ اس شخص کو آج کی رات کون کھانا کھلائے گا علی مرتضی علیہ السلام نے فرمایا یا رسول اللہ اس کے لیے میں حاضر ہوں پھر آپ جناب سیدہ سلام اللہ علیہ کے پاس آئے اوردریافت کیا کہ یا بنت رسول اللہ آپ کے پاس کیا سامان ہے انہو ں نے کہا ہمارے پاس اس شام کے کھانے کے سوا اور کچھ نہیں ہے مگر ہم اپنے مہمان کو اپنی ذات سے مقدم رکھیں گے حضرت نے فرمایا اے رسول اللہ کی بیٹی بچوں کوسلا دو اور چراغ بجھا دوتاکہ مہمان کو یہ معلوم نہ ہوکہ میں نے اور بچوں نے کچھ نہیں کھایا ۔

چنانچہ مہمان کو کھانا کھلا کر رخصت کردیا گیا اور جب صبح ہوتی تو جناب رسول خدا کو کل واقعہ سنایاوہ ابھی وہاں سے نہ اٹھے تھے کہ خداوند تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی ۔

طبرسی میں ہے کہ عمر ابن خطاب کے مر جانے بعد جب تجویز خلافت کے لیے اہل شوری کا اجلاس ہوا تو جناب امیر المومنین علیہ السلام نے حجت قائم کرنے کے لیے ایک(حدیث) میں اپنے مناقب گنوائے اور اذجملہ یہ بھی فرمایا کہ تم سب کو خدا کی قسم دیکر کر دریافت کرتا ہوں کہ آیا میرے سواتم میں سے کوئی ایسا ہے جس کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی سورہ العشر ۸سب نے عرض کی کوئی ایسا نہیں ہے

سورہ الصف ۲

یَاأَیُّہَا الَّذِینَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لاَتَفْعَلُونَ (۲) کَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللہِ أَنْ تَقُولُوا مَا لاَتَفْعَلُونَ (۳) إِنَّ اللہَ یُحِبُّ الَّذِینَ یُقَاتِلُونَ فِی سَبِیلِہِ صَفًّا کَأَنَّہُمْ بُنیَانٌ مَرْصُوصٌ (۴)

ترجمہ:اے ایمان لانے والو! جو کرتے نہیں وہ منہ سے کہتے کیوں ہو ؟؟؟ خدا کے نزدیک یہ بات حد سے زیادہ ناپسند یدہ ہے کہ منہ سے وہ کچھ کہو جو کرو نہیں !! بیشک اللہ تو ان لوگوں کو دوست رکھتا ہے جو اس کی راہ میں اس طرح صف باندھ کر لڑتے ہیں گویا وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں۔

تفسیر صافی میں ہے کہ روایت میں وارد ہوا کہ مسلمان یہ کہا کرتے تھے کہ اگر ہمیں یہ معلوم ہو جائے گا کہ اللہ تعالی کو کونسا عمل سب سے زیادہ پسند ہے تو ہم اس میں اپنے مال بھی خرچ کرینگے اوراپنے جانیں بھی لڑا دیں گے ۔

اس پر خداوند تعالی نے وہ آیت نازل فرمائی ۔۔۔ ان اللہ یحب الذین مگر احد کے دن بھاگ گئے جس پر یہ آیت نازل ہوئی سورۃ الصف۔۔۔ ۲)

تفسیر قمی میں ہے کہ اس آیت میں جناب رسول خدا کے ان اصحاب سے خطاب ہے جنہوں نے آنحضرت سے یہ وعدہ کر لیا تھا کہ وہ حضرت کی مدد کریں گے اور حضرت کے کس حکم کی مخالفت نہ کریں گے اور امیر المومنین علیہ السلام کے بارے میں جو عہد آپ نے لیا ہے وہ کبھی نہ تو ڑیں گے۔ مگر اللہ جانتا تھا کہ جو کچھ کہہ رہے ہیں اسے پورا نہ کریں گے

یسرا مقتاً عند اللہ

مقت کے معنی ہیں سخت سے سخت بغض وعداوت نہج البلاغہ میں ہے کہ وعدہ خلافی کرناخدا کو بھی حداسے زیادہ ناپسند ہے اور بندوں کوبھی چنانچہ خداتعالی فرماتے ہے

کثیرامقتا۔۔۔۔۔۔

کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کسی مومن کااپنے مومن بھائی سے وعدہ کرلینا ایسی ایک نذر ہے جس کا کوئی کفارہ نہیں ہے

پھر جس شخص نے خلاف وعدگی کی اس نے گویا خداسے خلاف وعدہ وعدگی کر نیکی بناکی اور اس کی ناراضگی کے خطرے میں اپنے آپ کو ڈالا اور یہ خود اس کے قول کے ظاہر ہے پھر حضرت نہ ہی دونوں آیتیں تلاوت فرمائیں ۔

فی سبیلہ

اللہ کیاچیز ہے اورا سکی سبیل کون ہے

غدیر کے دن خطبہ میں فرمایاوہ (میں)۔۔۔ہوں

سورۃالجمعہ۔۲

ہُوَ الَّذِی بَعَثَ فِی الْأُمِّیِّینَ رَسُولًا مِنْہُمْ یَتْلُو عَلَیْہِمْ آیَاتِہِ وَیُزَکِّیہِمْ وَیُعَلِّمُہُمُ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَۃَ وَإِنْ کَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِی ضَلَالٍ مُبِینٍ

تر جمہ :وہی جس نے مکے کے رہنے والوں میں ایک رسول انہی میں سے مبعوث فرمایا

عوام الناس کہتے ہیں کہ امی کامطلب کہ لکھنے پڑھنے کی صلاحیت نہیں ہے

معاذ اللہ جھوٹ ہے اور ان پر خداکی لعنت ہو پس آنحضرت اُن کو اس چیز کی تعلیم کیونکردیتے تھے جس کی وہ صلاحیت نہیں رکھتے تھے واللہ جناب رسول خدا ۷۲یا ۷۳ زبانوں میں لکھتے پڑھتے تھے امی ۔آنحضرت کو اس لئے کہا گیا کہ آپ مکہ کے رہنے والے تھے ۔

اور مکہ ۔۔امہات القر بے میں سے ہے دنیامیں (زمین پر) سب سے پہلے خشک ہو کر جو جگہ قابل آبادی ہوگی وہ مکہ ہی ہے ۔

سورۃالجمعہ ۔۹

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِی لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَی ذِكْرِ اللهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنتُمْ تَعْلَمُونَ

تر جمہ :اے ایمان لانے والو ۔۔جب تم کو جمعہ کے دن نماز جمعہ کے لئے پکاراجائے تو تم خدا کی یاد کی طرف دوڑواور لین دین چھوڑدو ۔اگر تم علم رکھتے ہو تو یہ ہمارے لئے سب سے بہتر ہے اور پھر جب نماز ختم ہو جائے تو عمر زمین میں پھیل جاؤ اور خداکے فضل کے خواستگار ہو اور اللہ کو زیادہ یاد کرو تاکہ تم فلاح پاؤ

کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام کے منقول ہے کہ روز جمعہ کا نام جمعہ اس لئے رکھا گیا کہ خداوند تعالی نے اپنے مخلوق کو اسی دن میں جمع کرکے جناب محمد مصطفے اور ان کے وصی (علی مرتضی علیہ السلام)کی ولایت کا سب سے عہد لیا

نیز ا س کتاب میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ خداوند تعالی نے جمعہ سے جمعہ تک لوگوں کے ذمے ۳۵ نمازیں واجب فرمائی ہیں ازاتجملہ ایک کاجماعت سے پڑھنا واجب ہے وہ جمعہ کی نماز ہے ۔اور یہ نو قسم کے آدمیوں پر معا ف کی گئی ہے(۱) نابالغ لڑکا (۲)بہت زیادہ بوڑھا (۳) دیوانہ (۴)مسافر (۵) غلام (۶)عورت (۷) بیمار (۸) نابینا (۹) اوروہ شخص جو مقام نماز سے چھ میل شروع کے فاصلے پر رہتا ہے ۔

سورۃ المنفقو ن ۱۔۷

إِذَا جَائَكَ الْمُنَافِقُونَ قَالُوا نَشْهَدُ إِنَّكَ لَرَسُولُ اللهِ وَاللهُ يَعْلَمُ إِنَّكَ لَرَسُولُهُ وَاللهُ يَشْهَدُ إِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَكَاذِبُونَ (۱) اتَّخَذُوا أَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللهِ إِنَّهُمْ سَاءَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ (۲) ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا فَطُبِعَ عَلَی قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لاَيَفْقَهُونَ (۳) وَإِذَا رَأَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ أَجْسَامُهُمْ وَإِنْ يَقُولُوا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ كَأَنَّهُمْ خُشُبٌ مُسَنَّدَةٌ يَحْسَبُونَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ هُمْ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ قَاتَلَهُمْ اللهُ أَنَّی يُؤْفَكُونَ (۴) وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُولُ اللهِ لَوَّوْا رُئُوسَهُمْ وَرَأَيْتَهُمْ يَصُدُّونَ وَهُمْ مُسْتَكْبِرُونَ (۵) سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ أَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ لَنْ يَغْفِرَ اللهُ لَهُمْ إِنَّ اللهَ لاَيَهْدِی الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ (۶) هُمْ الَّذِينَ يَقُولُونَ لاَتُنْفِقُوا عَلَی مَنْ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ حَتَّی يَنْفَضُّوا وَلِلَّهِ خَزَائِنُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لاَيَفْقَهُونَ (۷) يَقُولُونَ لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَی الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَلَكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لاَيَعْلَمُونَ

ترجمہ :جس وقت منافق تمہارے پاس آتے ہیں (کہ تمہارے وصی کے بارے میں نفاق رکھنے والے ہیں ---تو یہ کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ تم ضرور اللہ کے رسول ہو اور اللہ بھی یہ جانتا ہے کہ تم بیشک اس کے رسول ہو اور اللہ بھی جانتا ہے کہ تم بیشک اس کے رسول ہو اور اللہ یہ گواہی دیتا ہے کہ یہ منافق ضرور جھوٹے ہیں انہوں نے اپنے (جھوٹی) قسموں کو سپر بنالیا پس لوگوں کو راہ خدا (سبیل اللہ یعنی علی مرتضی علیہ السلام)سے ہٹاتے ہیں بیشک جو عمل یہ کرتے ہیں وہ بہت برا ہے یہ اس سبب سے کہ وہ ایمان لائے اور پھر کافر مر ہوگئے اب ان کے دلوں پرچھا پا لگا دیا گیا ہے تو وہ کچھ بھی نہیں سمجھتے ۔اور جب تم ان کو دیکھو تو ان کا ڈیل ڈول اچھا معلوم ہو گا گویا وہ لکڑیاں میں جن کودیوار کے سہارے کھڑاکر دیا ہو ۔ہر چیخ کو یہ سمجھتے ہیں کہ انہی پرپڑتی ہے وہ دشمن ہیں سوان سے بچتے رہو ۔خدا ان کو غارت کرئے وہ کدھر بہکے جاتے ہیں ۔ جس وقت ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ رسول خداتمہارے لئے دعا مغفرت کریں تو وہ اپنے سروں کو پھرالیتے ہیں اور تم اُن کو دیکھوگے کہ وہ متکبر انہ اندازئے منہ بھی پھر لیتے ہیں ان کے لئے برابرہے خواہ تم اُن کے حق میں دعائے مغفرت مانگو یا اُن کے حق میں دعا ئے مغفرت نہ مانگو اللہ ان کوہر گز نہ بخشے گا ۔بیشک اللہ بد کار لوگوں کی راہبری نہیں فرماتا یہ وہی تو ہے جو یہ کہتے ہیں کہ رسول خدا کے پاس جو لوگ ہیں ان پر اپنا پیسہ خرچ نہ کرو تاکہ وہ بھاگ جائیں حالانکہ آسمانوں اور زمین کے خزانے اللہ ہی کے ہیں لیکن یہ منافق اتنا بھی نہیں سمجھتے --

اذجاء ک المنفقون

کافی میں امام موسی کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ جن لوگوں نے ولایت وصی رسول خدا کے بارے میں جناب رسول خدا کی پیروی نہیں کی ان کا نام خدا وند تعالی نے منافق رکھا اور جس جس نے جتنا وصی کی ولایت کا انکا ر کیا اس کو اس درجہ میں قرار دیا کہ گویا خود جناب رسول خداکا اس نے انکا ر کیا اور اس کے بارے میں قرآن میں نازل فرمایا ------اذجاء ک المنفقون -----

سورۃالمنفقون --(۹)

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لاَتُلْهِكُمْ أَمْوَالُكُمْ وَلاَأَوْلاَدُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللهِ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَأُوْلَئِكَ هُمْ الْخَاسِرُونَ

ترجمہ :اے ایمان لانے والو تم کو تمہارے مال خداکی یاد سے غافل نہ کرنے پائیں اور نہ تمہاری اولاداور جوایسا کرینگے وہی تو نقصان اٹھانے والے ہیں ---

سورۃالمنفقون (۱۰)

فَأَصَّدَّقَ وَأَكُنْ مِنْ الصَّالِحِين

تر جمہ :کہ میں تصدق کرتا اور اپنے نیک بندوں میں سے ہو جاتا

من لا یحغر الفقیہ میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ کس نے ان حضرت سے خدا وند تعالی کے اس قول کا مطلب دریافت کیا تھا تو فرمایا اصدق تو صدقہ سے ہے یعنے میں صدقہ دیتا ہوں اور اکن من الصلحین کایہ مطلب ہے کہ میں حج بجا لاتا ہوں۔تفسیرمجمع البیان میں ہے کہ اس میں صلاح سے مراد حج ہے

سورۃ التغابن (۲)

ہُوَ الَّذِی خَلَقَکُمْ فَمِنْکُمْ کَافِرٌ وَمِنْکُمْ مُؤْمِنٌ وَاللہُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِیرٌ

ترجمہ :وہ وہی ہے جس نے تم کو پیدا کیا تم میں سے کوئی توکافر ہے اور تم میں سے کوئی مومن ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اسکا دیکھنے والا ہے

کافی اورتفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا توحضرت نے فرمایا کہ جس دن خداوند تعالی نے اولاد آدم سے عہد پیمان لیا اور وہ سب اسی وقت صلب آد م میں عالم ذر میں تھے جو ان میں سے ہماری ولایت پر ایمان لانے والے تھے اُن کو بھی پہچان لیا اور مومن کے لقب سے ملقب فرمایا ۔اور جوہماری ولایت ترک کرکے اس کے منکر ہونے والے تھے اُن کو کافر کے خطاب سے مخاطب کیا ۔

سورۃالتغابن (۸)

فَآمِنُوا بِاللہِ وَرَسُولِہِ وَالنُّورِ الَّذِی أَنزَلْنَا وَاللہُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِیرٌ

تر جمہ :ایمان لاؤ اللہ پر اوراس کے رسول پر اور ا س نور پر جو ہم نے نازل کیا اوراللہ جو کچھ تم کرتے ہو اس سے آگاہ ہے ۔

تفسیر قمی میں ہے کہ النور سے مراد جناب امیرالمومنین علیہ السلام ہیں النور سے مراد جناب امیرالمومنین علیہ السلام ہیں یہ بھی ارشاد فرمایا کہ امام کا نور مومنین کے دلوں میں اس سے زیادہ روشنی پہنچاتا ہے جتنی چمکتا ہو آفتاب دن میں پہنچاتا ہے میں پہنچاتا ہے اور مومنین کے دلوں کو آئمہ ہی روشن کرتے ہیں اور جن سے خدا وند تعالی کو توفیق ہدایت سلب کرنے منظور ہو تو آئمہ علیہ السلام کے نور سے ان کو روک لیتا ہے پس اُن کے دل میں اندھیرے میں آجاتے ہیں

سورۃ التغابن (۹)

یَوْمَ یَجْمَعُکُمْ لِیَوْمِ الْجَمْعِ ذَلِکَ یَوْمُ التَّغَابُنِ وَمَنْ یُؤْمِنْ بِاللہِ وَیَعْمَلْ صَالِحًا یُکَفِّرْ عَنْہُ سَیِّئَاتِہِ وَیُدْخِلْہُ جَنَّاتٍ تَجْرِی مِنْ تَحْتِہَا الْأَنْہَارُ خَالِدِینَ فِیہَا أَبَدًا ذَلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیمُ

تر جمہ :جب قیامت کے د ن تم کو جمع کیا جائے گا یہی تو ہار جیت کا دن ہے اور جو اللہ پر ایمان لائے گا اور نیک عمل کریگا تو اللہ اس کی بدیوں کواس سے دور کر دے گا اور اس کو ایسی جنت میں داخل کر گا جس کے نیچے ندیاں بہتی ہیں ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے وہی ہیں جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے ھو نگے اور وہی سب سے بڑی باز گشت ہے

سورۃ التغابن ۔۶۴

إِنْ تُقْرِضُوا اللہَ قَرْضًا حَسَنًا یُضَاعِفْہُ لَکُمْ وَیَغْفِرْ لَکُمْ وَاللہُ شَکُورٌ حَلِیمٌ

ترجمہ :اگر تم اللہ کو قرض حسنہ دوگے تو وہ اس کو تمہارے لیے دوچند کر دیگا اور تمہارے گناہ بخش دے گااور اللہ بڑا قدر دان اور بڑابردباد ہے

تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر تم خدا کے حکم بوجب بخوشی خالص نیت سے اپنا مال صرف کرو گے تو وہ ایک کے عوض دس سے سات سو تک بلکہ اس سے بھی زیادہ مقر ر فرمائے گا

سورۃالطلاق (۱)

بفاحشة مبينة

ترجمہ: کھلی سچائی کی ہو

تفسیر مجمع البیان ۔تفسیر قمی ۔کافی ۔من لایخفر الفقیہ اور کتاب کمال الدین میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام جناب جناب امام جعفر صادق علیہ السلا م جناب ا مام علی رضاعلیہ السلام اور جناب صاحب العصر وزمان علیہ السلام سے اس کے بارے میں جو جو کچھ منقول ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ فاحشہ منییہ سے مرادزنا بھی ہے سحق بھی ۔غیر مردوں کے سامنے آجانا بھی شوہر کے ساتھ بد زبانی بھی اور شوہر کے کنبہ والوں کو اپنے بدزبانی سے تکلیف دینا اور ان کے ساتھ بدخلقی بر تنا بھی ۔لہذا اگر مطلقہ عورت جسکو طلاق بائن نہ دی گئی ہو اور وہ امور مندرجہ بالا میں سے کسی کی مرتکب ہوتو شوہر کو جائز ہے کہ قبل عدہ پورا ہو نیکے اسے اپنے گھر سے نکال دے

سورۃالطلاق (۲)

وَمَنْ يَتَّقِ اللهَ يَجْعَلْ لَہُ مَخْرَجًا ---- وَيَرْزُقْہُ مِنْ حَيْثُ لاَيَحْتَسِبُ وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللهِ فَہُوَ حَسْبُہُ

ترجمہ :اورشخص اللہ سے ڈرے گا۔خدا وندتعالی اس کے بچاؤ کی راہ پیدا کر دے گااور اس کو ایسی جگہ سے رزق پہچائے گا جہاں سے گمان بھی نہ ہو اور جو اللہ پر بھروسہ کریگا تو اللہ ہی اس کے لیے کافی ہے

کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی اصحاب جناب رسول خدا میں سے کچھ لوگوں نے اپنا دروازہ تو بند کر لیا اور عبادت میں مشغول ہو گئے اور کہنے لگے کہ بس یہی ہمیں کافی ہے آنحضرت کو خبر پہنچی تو کسی کو بھیج کر انہیں بلوایا اور فرمایا کہ جو کچھ تم نے کیا ہے اس پر تم کو کس چیز نے آماد ہ کیا ؟انہوں نے عرض کی یارسول اللہ خدا نے ہماری روزی کی کفالت فرمائی تو ہم عبادت پر مائل ہو گئے آنحضرت نے فرمایا کہ جو ایسا کرئے گا اس کی عبادت قبو ل نہیں کی جائیگی تم پر روزی طلب کرنا واجب ہے ۔

سورۃالطلاق (۷)

فَلْيُنفِقْ مِمَّا آتَاہُ اللهُ لاَيُكَلِّفُ اللهُ نَفْسًا إِلاَّ مَا آتَاہَا سَيَجْعَلُ اللهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُسْرًا

ترجمہ :تاکہ مقدر والا تو اپنے مقدور بھر خرچ کرنے اور جس کی روزی تنگ ہو تواسے لازم ہے کہ اللہ نے جو کچھ اسے دیا ہے اس کے مطابق خرچ کرے اور اللہ کسی نفس کو تکلیف نہیں دیتا مگر اتنی ہی جتنا کہ اسکو عطافرمایا ہے ۔

کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا تھا کہ ایک صا حب مقدور شخص بہت سے وعمدہ عمدہ کپڑے بناتا ہے مثلا طرح طرح کے اوڑھنے کی چادریں اور بہت سے کرتے کہ ایک پر دوسرے کو پہنے اور ایک سے دوسرے کی حفاظت کرئے اور تحمل بھی مد نظر رکھا ہے تو آیا ایسا شخص مسرف سمجھا جائیگی ،فرمایا نہیں کیونکہ خدا وند تعالی فرماتا ہے

سورۃالطلاق کی آیت نمبر (۷)

سورۃتحریم ۱۔۳

يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللهُ لَکَ تَبْتَغِي مَرْضَاةَ أَزْوَاجِکَ وَاللهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ (۱) قَدْ فَرَضَ اللهُ لَکُمْ تَحِلَّةَ أَيْمَانِکُمْ وَاللهُ مَوْلاَکُمْ وَہُوَ الْعَلِيمُ الْحَکِيمُ (۲) وَإِذْ أَسَرَّ النَّبِيُّ إِلَى بَعْضِ أَزْوَاجِہِ حَدِيثًا فَلَمَّا نَبَّأَتْ بِہِ وَأَظْہَرَہُ اللهُ عَلَيْہِ عَرَّفَ بَعْضَہُ وَأَعْرَضَ عَنْ بَعْضٍ فَلَمَّا نَبَّأَہَا بِہِ قَالَتْ مَنْ أَنْبَأَکَ ہَذَا قَالَ نَبَّأَنِي الْعَلِيمُ الْخَبِيرُ (۳) إِنْ تَتُوبَا إِلَى اللهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُکُمَا وَإِنْ تَظَاہَرَاَ عَلَيْہِ فَإِنَّ اللهَ ہُوَ مَوْلاَہُ وَجِبْرِيلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمَلاَئِکَةُ بَعْدَ ذَلِکَ ظَہِيرٌ (۴) عَسَى رَبُّہُ إِنْ طَلَّقَکُنَّ أَنْ يُبْدِلَہُ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِنْکُنَّ مُسْلِمَاتٍ مُؤْمِنَاتٍ قَانِتَاتٍ تَائِبَاتٍ عَابِدَاتٍ سَائِحَاتٍ ثَيِّبَاتٍ وَأَبْکَارًا (۵) يَاأَيُّہَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَکُمْ وَأَہْلِيکُمْ نَارًا وَقُودُہَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْہَا مَلاَئِکَةٌ غِلاَظٌ شِدَادٌ لاَيَعْصُونَ اللهَ مَا أَمَرَہُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ

تر جمہ :اے نبی جو کچھ اللہ نے تمہارے لئے حلال قرار دیا ہے تم اسے کیوں حرام کرتے ہو ؟کیا

تم اپنے نبیوں کی خوشنودی چاہتے ہو اور اللہ بڑا بخشنے والا ہے اور بڑا رحم کرنے والا ہے خداوند تعالی نے تمہارے لئے کفارہ سے تمہاری قسموں کا توڑنا مقررہ فرمادیا ہے اور اللہ تمہارا مالک ہے اور وہ بڑا جاننے والا ہے اور حکمت والا ہے ۔اور جس وقت نبی نے اپنی کسی زوجہ سے ایک با ت بطور رازکے کہی ہو اور اس نے اس راز سے کسی اور کو آگا ہ کر دیا ہو اور اللہ نے اپنے نبی پر یہ معاملہ کھول دیا تو نبی نے کچھ حصہ تو اسکو جتلایا اور کچھ حصہ سے چشم پوشی کی پھر جس وقت نبی نے اس عورت کواس سے مطلع کیا تو وہ کہنے لگی کہ آپ کو خبر کس نے دی ؟فرمایا مجھ کو بڑے جاننے والے اور بڑے خبر دار نے خبر دی اگر تم دونوں خدا کے حضور میں توبہ کرلو (تو بہتر ہے)پس تم دونوں کے دل میں حق سے ضرور متخرف ہو گے ہیں اور اگر تم دونوں ہمارے رسول کے بر خلاف ایک دوسروے کی پشت پناہ ہوتو اللہ اور جبرئیل اورصالح المومنین (علی مرتضی علیہ السلام) اس کے مددگار اور بعد اس کے کل فر شتے اس کی پشت پر ہیں ۔

تفسیر قمی میں ہے کہ سبب اس سورۃ کے نزول کا یہ ہے کہ جناب رسول خدا ایک دن حفظہ(عمر کی بیٹی) کے گھر میں تھے اور ماریہ قبطیہ حضرت کی خدمت کر رہی تھی اور حفظہ کسی کام سے گئی ہوئی تھی ۔آنحضرت نے ماریہ قبطیہ سے ہمبستری کی ۔حفظہ کو اس کی خبر ہو گئی تو بہت ہی جھجلائی اور جناب رسول خدا کے درد رویہ کہا کہ یارسول اللہ میرے ہی دن میرے ہی گھر اور میرے ہی بستر پر ،آنحضرت کو حیا آئی اور اس سے فرمایا کہ بس کر بس کر میں ماریہ کو آئندہ سے اپنے کے لیے حرام کرتا ہو ں ۔اس سے اس کے بعد کبھی ہم بستری نہ کروں گااور تجھ سے ایک راز کی بات کہتا ہوں اگر تو نے اس بات سے کسی کو آگا ہ کر دیا تو تجھ پر اللہ کی لعنت ہو گئی اور کل فرشتوں کی بھی اور کل

آدمیوں کی بھی حفظہ نے کہا کہ اچھافرمائیے ۔آنحضرت نے فرمایاوہ کہ میرے بعد ابو بکر خلیفہ بن بیٹھے گا اور پھر اس کے بعد تیرا باوا حفظہ نے کہا من انباک ھذا فرمایا نبائی الحلیم الخیر ۔پس حفظہ نے دن ہی دن کے اندر عائشہ کو خبر پہچائی اور عائشہ نے ابو بکر کو ابو بکر عمر کے پاس دوڑے گئے اور کہا کہ عائشہ نے مجھے ایسی خبر حفظہ سے سن کر پہنچائی ہے ہے مگر اس قول پر اعتماد نہیں ۔بھیا تم ذرا جاکر حفظہ سے پوچھوتو لو ۔عمر حفظہ کے پاس دوڑے آئے اور کہا کہ تو نے عائشہ کو یہ کیا خبر پہنچائی ہے اس نے صاف صاف انکارکیا کہ میں نے توعائشہ سے کچھ بھی نہیں کہا ۔عمر نے کہا کہ اصل معاملہ کا پتہ تو لگا چکا ہے اب جو کچھ سنا ہے بتایا دے کہ ہم کو جو جو کچھ کرنا ہے کر گزریں ۔تو حفظہ نے کہا کہ ہاں رسول اللہ نے یوں اور یوں فرمایاتھا بالاآخر چاروں (ابوبکر ۔عمر ۔عائشہ اور حفظہ) اس امر پر مجتمع ہو گئے کہ جناب رسول خدا کو زہر دے دیں ----

پس جبرئیل امین جناب رسول خدا پر یہ پورا سورۃلے کرنازل ہوئے اور حفظہ کا اطلاح کرنا اور ان سب کا آنحضرت کے قتل کرنے کا یہ ارادہ یہ سبب کچھ حضرت کو جبلادیا آنحضرت نے بعض باتوں کی بابت حفظہ سے باز پرس فرمائی اور بعض کے متعلق امراض کیا (درگزر کیا)

وان تطھر علیہ -----

تفسیر مجمع البیان اور امالی میں حضرت عبداللہ ابن عباس سے منقول ہے کہ انہوں نے عمر ابن خطاب سے دریافت کیا تھا کہ وہ دوعورتیں جو رسول خدا کے بر خلاف ایک دوسرے کی مددگار تھیں (پشت پنا ہ) وہ کون تھیں؟؟؟تو اس نے (عمر) نے جواب دیا عائشہ اور حفظہ

کتاب الجوامع میں ہے کہ جناب امام موسی کاظم علیہ السلام کی قرات تھی وان تظھر وعلیہ اس قرات کی روسے جناب رسول خدا کی مخالفت میں باوا بھی بیٹیوں کے شریک ہو جاتے ہیں

سورۃ تحریم (۵)

ترجمہ :اگر وہ تم کو طلاق دے دے تو قریب ہے کہ اسکا پروردگار بدلے میں اسکو ایسی ازواج دیدے جو تم سے بہتر ہوں فرمانبرداری کر نیوالیاں ایمان والیاں اطاعت کرنے والیاں توبہ کرنے والیاں عبادت کرنے والیاں روزہ رکھنے والیاں شوہر دیدہ اور کنواریاں

عسی ربہ ۔تفسیر فبع الصادقین میں ہے کہ اس آیت میں ضمیر جمع مونث حاضر اس وجہ سے آئی ہے کہ جناب رسول خدا کی ازواج موجودہ وقت میں فرمانبردار کم تھیں اور نافرمان زیادہ اور بحثیت خطاب عام اور لفظ عسی سے حملہ کو شروع کرنا ترقی ہے

یعنی ایک طرح کی امید ہونا اور خدا کے طرف سے ترحی بمعنی وجوب ہوتی ہے یعنے ضرور ایسا ہی ہو گا یعنے ازواج پیغمبر میں سے جو نافرمان ثابت ہو چکیں اُن کو آنحضرت طلاق دے دے گے اور ان سے بہتر ازواج اُن کے بدلے میں خدا وند تعالی آنحضر ت کو عطا فرمادیگا

(قول مترجمہ)

عائشہ پرست گروہ نے امت محمد یہ کو دھوکا دینے کیلئے یہ لکھ ماراکہ آیت تطہیر ازواج رسول خدا کی شان میں ہے

اب صحیح دماغ والے ذرا غور کریں کہ جن کی شان میںآ تیہ تطہیر آچکی ہو انسے ایسا ہی خطاب ہو اکرتا ہے جیسا کہ اس آیت میں ہے پوری آیت پڑھ کر اس کے معنوں پر خوب غور کریں

سورۃتحریم (۶)

(۶) یَاأَیُّہَا الَّذِینَ کَفَرُوا لاَتَعْتَذِرُوا الْیَوْمَ إِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا کُنتُمْ تَعْمَلُونَ

ترجمہ :اے ایمان لانے والواپنے آپ کو اور اپنے بال بچوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی ہیں اور پتھر اس پر نہایت تندخو اور سخت مزاج فرشتے مقرر ہیں جو خدا وند تعالی کی کس بات میں جس کا وہ اُن کو حکم دیتا ہے نافرمانی نہیں کرتے اور جس بات کا اُن کو حکم دیا جاتا ہے وہی بجا لاتے ہیں ۔

تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے کسی نے دریافت کیا کہ یہ میرا نفس تو موجود ہے میں اسے آتش جہنم سے بچالوں گا مگر اپنے اہل وعیال کو کیسے بچاوں ؟فرمایا کہ جن چیزوں کا خدا نے اُن کو امر فرمایا تو بھی اُن کاحکم دے دے اور جن چیزوں سے خدا وند تعالی نے نہی فرمائی ہے تو بھی ان کو باز رکھ پس اگرانہوں نے تیرا نے کہنا ماناتو تو نے اُن کو بچا لیا اور اگر انہوں نے تیری نافرمانی کی تو تیر ے ذمہ جو کچھ تھا تو اس کو ادا کر چکا اب تجھ سے کوئی باز پرس نہ ہو گی ۔۔

سورۃتحریم (۸)

یَاأَیُّہَا الَّذِینَ آمَنُوا تُوبُوا إِلَی اللهِ تَوْبَةً نَصُوحًا عَسَی رَبُّکُمْ أَنْ یُکَفِّرَ عَنْکُمْ سَیِّئَاتِکُمْ وَیُدْخِلَکُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِی مِنْ تَحْتِہَا الْأَنْہَارُ یَوْمَ لاَیُخْزِی اللهُ النَّبِیَّ وَالَّذِینَ آمَنُوا مَعَہُ نُورُہُمْ یَسْعَی بَیْنَ أَیْدِیہِمْ وَبِأَیْمَانِہِمْ یَقُولُونَ رَبَّنَا أَتْمِمْ لَنَا نُورَنَا وَاغْفِرْ لَنَا إِنَّکَ عَلَی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیرٌ

ترجمہ : اے ایمان لانے والوں خدا کے حضور اثر پذیر توبہ کر و قریب ہے کہ تمہارا پروردگار تم سے برائیوں کو دور کردے اور تم (اس دن)کو ایسی جنتوں میں داخل کرکے جن کے نیچے ندیا ں بہتی ہو نگی (اس دن)خدا وند تعالی نبی کو اور ان لوگوں کو جو انکے ساتھ ایمان لائے رسوا نہ کریگا ان کا نوران کے سامنے اور ان کے دائیں ہاتھ چلتا ہوگا اور وہ یہ کہتے ہو نگے کہ اے پر وردگار توہمارے نور کو ہمارے لیے پورا کر دے اور ہمارے گناہ بخش دے بیشک تو ہر چیز پر (پوری پوری)قدرت رکھنے والاہے

توبو الی اللہ توبۃ نصوحا

کافی میں ہے کہ اما م جعفرصادق علیہ السلام سے اس آیت کامطلب دریافت کیا گیا ۔فرمایا بندہ گناہون سے توبہ کر لے اور پھر ایساگناہ نہ کرئے ۔ایک روایت میں آیا ہے کہ کسی نے عرض کی ایسا ہم میں سے کون ہے جس نے توبہ کرکے پھر وہ گناہ نہ کیا ہو ؟فرمایا خدا کو اپنے بندوں میں سے سب سے زیادہ محبوب وہی ہے جس کی ازمائش ہوتی رہے مگر وہ بھی توبہ توبہ کرتا ہی چلا جائے ۔

نیز انہی حضرت سے مشغول ہے کہ جب کوئی بندہ توبہ نصوح کر لیتا ہے تو خدا وند تعالی اس کو بہت دوست رکھتا ہے اور دنیا وآخرت میں کسی کی تو پردہ پوشی فرماتا ہے کس نے عرض کی بھلا وہ پردہ پوشی کیونکہ فرماتا ہے فرمایا جن دوفرشتوں نے اس کے گناہ لکھے تھے ان کو توان کا لکھا بھلا دیتا ہے

اور اس کے بندہ کے اعضاء وجوارح کو وحی کے ذریعہ حکم دیتا ہے کہ اس کے گناہوں کو چھپانا اور زمین کے ان حصوں کو جن پر گناہ واقع ہوا حکم دیتا ہے کہ تم پر جو کچھ گزار تم اس کو چھپانا لہٰذا اپنے خدا کے حضور میں اس طرح جائے گا کہ کوئی شئے اس کے بر خلاف گواہی اس کے گناہ کے بارے میں دینے والی نہ ہو گی

سورۃ تحریم (۸)

تفسیرمجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے آیت کی تفسیر میں وارد ہے کہ قیامت کے دن ائمہ علیہ السلام مومنین کے آگے اور اُن کے داہنے ہاتھ سعی فرماتے ہونگے تاکہ اُن کو جنت میں اُن کے مکانوں میں پہنچا دینگے

تفسیر قمی میں بھی ان حضرت سے قر یب قریب یہی مضمون ہے اور جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے اتنا اور زیادہ ہے کہ جس شخص کو اس دن نور میسر آیا اس نے ضرور نجات پائی اور مومن ایک بھی ایسا نہیں ہو گا جسے اس دن نور میسر نہ آئے ۔

سورۃ تحریم (۱۰)

ضَرَبَ اللہُ مَثَلاً لِلَّذِینَ کَفَرُوا اِمْرَأَةَ نُوحٍ وَاِمْرَأَةَ لُوطٍ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتَاهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللہِ شَيْئًا وَقِيلَ ادْخُلاَالنَّارَ مَعَ الدَّاخِلِينَ

ترجمہ :اللہ نے ان لوگو ں کے لئے جو کافر ہوگئے ہیں نوح کی زوجہ اور لوط کی زوجہ کی مثل نوح بیان کی ہے کہ یہ دونوں ہمارے بندوں میں سے دو نیک بندوں کے ماتحت تھیں پھر ان دونوں نے ان دونوں کے حق میں خیانت کی پس وہ دونوں خدا کے عذاب سے بچانے میں ان دونوں کے کچھ بھی کام نہ آئے اوران دونوں سے یہ کہا جائے گا کہ تم بھی جانے والوکے ساتھ ساتھ جہنم میں چلی جاؤ ۔

تفسیر قمی میں ہے کہ خدا وند تعالی نے کافروں اور منافقوں کا یہ حال ظاہر کرنیکے لئے کہ اُن کو کفر ونفاق کی سزا دی جائے گی اور اُن کو نبی اور مومنین کے مابین جو تعلقات ہیں اور خود ان سے جو اُن کے برتاؤ ہیں اچھے نہیں معلوم ہوتے زوجہ نوح اورزوجہ لوط کا حال مثال کے طور پر بیان کیا ہے

اور اس میں عائشہ اور حفصہ پر تعریف ہے کہ ان دونوں نے جناب رسول خدا سے خیانت کی۔آنحضرت کا راز فاش کیا ۔دونوں نے آنحضرت سے نفاق برتا اورآنحضرت کے بر خلاف ایک دوسرے کی مددگار ہیں جیسے کے پہلے دورسولوں کی ازواج بھی کر چکی ہیں ۔پس جیسا کہ وہ دونوں رسول (نوح اور لوط) باوجود کے شوہر ہونے کے عذاب خدا سے بچانے میں اپنے ازواج کے کچھ کام نہ آئے ویسے یہ بھی (عائشہ اور ح�فظہ) ناکام رئینگی اور عذاب خدا سے جہنم میں چلی جائیں گئی

تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا سے مشغول ہے کہ مردوں میں سے تو کامل بہت سے ہوئے مگر عورتوں میں سے تو صرف چار کامل تھیں

آسیہ بنت حزاحم زوجہ فرعون (۲)مریم بنت عمران (۳) خدیجہ بنت خویلید(۴) فاطمہ زہرہ علیہ السلام

سورۃالملک ۲

الَّذِی خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیَاۃَ لِیَبْلُوَکُمْ أَیُّکُمْ أَحْسَنُ عَمَلاً وَہُوَ الْعَزِیزُ الْغَفُورُ

جس نے موت کو بھی پیدا کیا ۔اور حیات کو بھی تاکہ تم کو آزمائے کہ تم میں سے

ترجمہ :کون شخص عمل میں بہتر ہے اور وہی زبر دست اور سب سے زیادہ بخشنے والا ہے ۔

تفسیر مجمع البیان میں کہ جناب رسول خدا سے اس قول خداوند ی کا مطلب دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ خدا وند تعالی یہ فرماتا ہے کہ تم میں سے عقل میں کون زیادہ اچھاہے پھر فرمایا تم میں سے زیادہ کامل عقل کس کی ہے اور تم میں سے خوف خدا میں کون زیادہ بڑھا ہوا ہے؟ اور جس چیزوں کے کرنے کاخدا وند تعالی نے حکم دیا ہے اور جس جس چیزوں سے باز رکھاہے ان میں سے سب سے زیادہ خوبی سے غور کر نیوالاتم میں سے کون کون ہے ۔گوعبادت کرنے میں وہ تم سے کم ہی ہو (مگر اوپر کی باتوں میں سب سے بڑھا ہو اھو)

اور ایک روایت میں یوں آتا ہے کہ یہ فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ تم میں سے عقل میں کون زیادہ اچھاہے اور خدا وندتعالی کی حرام کی ہوئی چیزوں سے زیادہ بچنے والا کون اورخداوند تعالی کی اطاعت کی طرف سے زیادہ مائل ہونے ولاکون ہے کافی میں جناب

اما م جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ زیادہ عمل کرنے والا کون ہے بلکہ یہ عرض ہے کہ سب سے زیادہ صحیح عمل کس کے اتر تے ہیں اور اعمال کا صیحح ہونا خدا کے خوف اور نیت کی سچائی پر موقوف ہے پھر فرمایا کہ اسکا مطلب ہے برابر عمل کیے جانا یہاں تک کہ عمل خالص ہو جائے اور سب سے زیادہ سخت عمل ہے اور خالص عمل سے مراد وہ عمل ہے جس کی نیت تمہارے ارادے میں یہ نہ ہو کہ اس عمل پر سوا ئے خداکے کے کوئی بھی تمہاری تعریف کرئے اور نیت عمل سے افضل ہے۔خبر دار ہو کہ نیت ہی عمل سے افضل ہے ہے پھر حضرت نے یہ تلاوت آیت تلاوت فرمائی۔

سورۃ الملک (۴۱۔۴۲)

امن یمسی سویا علی صراط مستقیم

ترجمہ :یاوہ جو کھڑا کھڑ ا صراط مستقیم پر چل رہا ہوں

کافی اور المانے میں اما م محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ دل چار طرح کے ہوتے ہے

ایک دل وہ ہے جو روشن ومنور ہو ۔وہ مومن کا دل ہے کہ جب خدا وند تعالی نے کوئی چیز عطافرماتا ہے وہ شکر کرتا ہے اور اگر اسے بلا میں مبتلاکرتا ہے تو صبر کرتا ہے ۔ایک وہ دل جس میں مہر لگی ہوئی ہے ۔وہ منافق کا دل ہے ۔ایک وہ دل جو الٹاہوا ہو ۔۔وہ مشرک کا دل ہے ۔ایک وہ د ل جس میں نفاق بھی ہو اور ایمان بھی ۔وہ ایسے لوگ ہیں جسے کے طائف میں تھے اگر ان میں سے کسی کو موت نے ایسے وقت میں آلیا کہ وہ حالت نفاق میں سے تب تو غارت ہوا اور اگر موت نے ایسے وقت میںآ لیا کہ حالت ایمان میں تھا تو نجات پاگیا ۔

کافی میں امام موسی کاظم علیہ السلام سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا تو فرمایا اللہ تعالی نے اس شخص کی مثل جو علی مرتضی علیہ السلام کی ولایت سے پھر گیا ۔بیان کی ہے جو اپنے منہ کے بل چلتا ہو اور اپنے معاملے میں کوئی راہ پاتا ہو ۔

اور اس شخص کی مثال جو علی مرتضی علیہ السلام کے پیرو ہو اس کی سی بیان کی جو صراط مستقیم یا راہ راست پر سیدھاچلتا ہو

صراط مستقیم سے مراد جناب امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں

سورۃالقلم (۱)

ن القلم وما یسطرون ---

نٓ قسم ہے قلم کی اور جو کچھ وہ لکھتے ہیں

المعالی میں روایت جناب امام جعفر صادق علیہ ا لسلام سے منقو ل ہے کہ ن ،نون جنت کی ایک ندی ہے خدا تعالی نے ا سے حکم دیا کہ جم جا وہ جم گئی اور روشنائی بن گئی پھر خدا وتعالی نے قلم کو حکم دیا کہ لکھ پس قلم نے جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا تھا وہ سب کچھ لوح محفوظ میں لکھ دیا پس وہ روشنائی بھی نور کی روشنائی ہے اور وہ قلم بھی نور کا قلم ہے اور وہ لوح بھی نورکی لوح ہے ۔

سورۃ القلم (۵سے ۱۳)

فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُونَ (۵) بِأَيِّيكُمُ الْمَفْتُونُ (۶) إِنَّ رَبَّکَ ہُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيلِہِ وَہُوَ أَعْلَمُ بِالْمُہْتَدِينَ (۷) فَلاَتُطِعْ الْمُكَذِّبِينَ (۸) وَدُّوا لَوْ تُدْہِنُ فَيُدْہِنُونَ (۹) وَلاَتُطِعْ كُلَّ حَلاَّفٍ مَہِينٍ (۱۰) ہَمَّازٍ مَشَّاءٍ بِنَمِيمٍ (۱۱) مَنَّاعٍ لِلْخَيْرِ مُعْتَدٍ أَثِيمٍ

ترجمہ :سو عنقریب تم بھی دیکھ لو گے اوروہ بھی دیکھ لیں گئے کہ تم میں سے دیوانہ کونسا ہے ؟؟؟ ۔بالتحقیق تمہارا پروردگار اس شخص کو بھی خوب جانتا ہے جو اس کی راہ سے بھٹک گیا ہے اور ان لوگوکو بھی جانتا ہے جو ہدایت یافتہ ہیں بس تم جھٹلانے والوں کی بات نہ ماننا ۔وہ یہ چاہتے ہیں کہ اگر تم نرمی کرو تو وہ بھی نرم ہو جائیں ۔اور تم کسی ایسے شخص کی بات میں نہ آنا جو بڑا قسمیں کھانے والا ۔ذلیل خیال عیب جو چغل خور نیکی سے روکنے والا حد سے گزرنے والا گنہگار منہ پھٹ اور اس پر حرامی بھی ہو ۔

المحاسن اور الجوامع میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسول خدانے یہ فرمایا کہ کوئی مومن ایسا نہیں ہے جسکے دل میں میری خالص محبت نہ ہو اورکسی دل میں میری خالص محبت نہیں ہو سکتی جب تک کہ علی علیہ السلام کی خالص محبت اس کے دل میں نہ ہو ۔یاعلی وہ جھوٹا ہے جوگمان کرئے کہ مجھ سے محبت رکھتا ہے جس حال میں تم سے بغض رکھتا ہو

امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ (جناب رسول خدا سے یہ سن کر)منافقوں میں سے دوشخصوں (اول وثانی ابو بکر وعمر) نے کہا کہ رسول خدا تو اس لڑکے (علی مرتضی علیہ السلام)کی محبت میں دیوانے ہو

گئے ہیں (نعوذباللہ)اور اس پر اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی ۔اس کے بعد امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اس سے آگے کی آیت انہی دونوں (اول وثانی)کے بارے میں نازل ہوئی

حلاف مھین ۔تفسیر قمی میں ہے کہ حلاف سے مراد ہے (ثانی عمر) جس نے رسول خدا کے سامنے حلف اٹھا کر یہ کہا کہ میں عہد نہ توڑوں گا

کہ جناب رسول خدا کی چل خوری کرتا تھا اور اصحاب میں سے ایک دوسرے کی عیب جوئی

مناع للخیر ---

چونکہ الخیر سے مراد جناب امیرالمومنین علیہ السلام ہے اور یہ(ثانی) ان حضرت کے ماننے والوں کو سب سے بڑا روکنے والا تھا

معتد اثیم ---

اس کا یہ مطلب ہے کہ اس نے ان حضرت پر بڑاظلم کیا اور وہ ان سب باتوں کامجرم ہے

عتل بعد ذلک زنیم -- عتل معنی ہیں بہت ہی بڑا کفر کرنے والا ---پکا کافر --

زنیم --اور زینم کے معنی ہیں حرامی ۔جس کا کفر اور حرا م پنہ طشت ازبام ہو ۔جس کی اصل ونسل کا پتہ ہی نہ ہو --

سورہ القلم ۱۶۔۳۱

إِنَّا بَلَوْنَاہُمْ كَمَا بَلَوْنَا أَصْحَابَ الْجَنَّةِ إِذْ أَقْسَمُوا لَيَصْرِمُنَّہَا مُصْبِحِينَ (۱۷) وَلاَيَسْتَثْنُونَ (۱۸) فَطَافَ عَلَيْہَا طَائِفٌ مِنْ رَبِّکَ وَہُمْ نَائِمُونَ (۱۹) فَأَصْبَحَتْ كَالصَّرِيمِ (۲۰) فَتَنَادَوا مُصْبِحِينَ (۲۱) أَنْ اغْدُوا عَلَى حَرْثِكُمْ إِنْ كُنتُمْ صَارِمِينَ (۲۲) فَانطَلَقُوا وَہُمْ يَتَخَافَتُونَ (۲۳) أَنْ لاَيَدْخُلَنَّہَا الْيَوْمَ عَلَيْكُمْ مِسْكِينٌ (۲۴) وَغَدَوْا عَلَى حَرْدٍ قَادِرِينَ (۲۵) فَلَمَّا رَأَوْہَا قَالُوا إِنَّا لَضَالُّونَ (۲۶) بَلْ نَحْنُ مَحْرُومُونَ (۲۷) قَالَ أَوْسَطُہُمْ أَلَمْ أَقُلْ لَكُمْ لَوْلاَتُسَبِّحُونَ (۲۸) قَالُوا سُبْحَانَ رَبِّنَا إِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ (۲۹) فَأَقْبَلَ بَعْضُہُمْ عَلَى بَعْضٍ يَتَلاَوَمُونَ (۳۰) قَالُوا يَاوَيْلَنَا إِنَّا كُنَّا طَاغِين

ترجمہ :بیشک ہم نے انکی اس طرح آزمائش کی ہے جیسے کے ہم نے ایک باغ والے کی ازمائش کی تھی جب کہ انہوں نے قسم کھائی تھی کہ کل صبح ہم اس باغ کے پھل ضرور توڑ لیں گے اور انشااللہ نہ کہا تھابس اس باغ پر تمہارے پروردگا ر کی طرف سے ایک بلا پھر گئی اور وہ سوتے ہی رہے اور بس ایسا ہو گیا کہ اس میں ایک پھل بھی باقی نہ رہا

تفسیر قمی میں ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عباس سے دریافت کیا گیا کہ اس کی امت میں سے ایک گروہ یہ تقیہ رکھتا ہے کہ جب بندہ کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے زریعہ سے رزق سے محروم ہو جاتا ہے حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ اس کی قسم جس کے سوائے کوئی مبعود نہیں یہ امر تو خدا کی کتاب میں سورج کی روشنی سے بھی زیادہ روشن اور واضح ہے

چنانچہ خدا وند تعالی نے سورۃ ص والقلم میں فرمایا

ایک مرد ضعیف ایک باغ کا مالک تھا اور وہ اس کی پیداوار سے اپنے گھر میں اس وقت تک کچھ نہ آنے دیتا تھا جب تک کہ ہر حق دار کو اس کا حق نہ پہنچادے ۔جب اس بوڑھے کا انتقال ہو گیا تو اس کے بیٹے ا س کے وارث ہوئے ۔وہ تعداد میں پانچ تھے ۔اس سال ان کے باغ میں اتنا پھل آیا کہ ان کے باپ کی زندگی میں ایسا پھل کبھی نہ لگا تھا ایک دن نماز عصر کے بعد یہ نوجوان اپنے باغ میں گئے اور اس کے پھلوں کی کثرت دیکھ کر آپے سے باہر ہو گئے اور آپس میں کہنے لگے کہ ہمارا بڈھا باپ بیوقوف تھا اس کی عقل ماری گئی تھی اور ہم سب آپس میں مل کر عہد کر لیں کہ محتاج مسلمانوں میں سے کسی کو اس مال میں سے کچھ نہ دیں تاکہ ہم دولت مند ہو جائیں اور ہمارا مال بڑھ جائے اور آئندہ سال جو کچھ ہمارا جی چاہے کریں

چار تو اس پر راضی ہو گئے مگر پانچوں ناراض رہا یہ اسی کا ذکر ہے جو اللہ تعالی نے فرمایا

قال او سطھم ۔۔اس پر کسی نے دریافت کیا یاابن عباس آیا وہ بروے سن کے ان میں کے وسط میں تھا فرمایا نہیں بلکہ سن میں تو وہ سب سے چھوٹا تھا اور عقل میں سب سے بڑا ۔

اوسط کے معنی ہیں کہ سب سے بہتر تھا لہذا یہ مطلب ہے کہ نہ ان میں سے جو بہتر تھا اس نے کہا کہ اللہ سے ڈرو اور اپنے باپ کے طریقہ پر چلو اور اس سے سلامت بھی رہو گئے اور نفع بھی اٹھاؤ گے یہ سن کر سب اس پر بل پڑے اور اسے خوب مارا جب اس نے دیکھا کہ یہ مجھے قتل ہی کرنا چاہتے ہیں تو چاہ وناچاہ وہ بھی ان میں شریک ہو گیا گو دل میں وہ انکے فعل سے متنفر تھا اب یہ سب اپنے اپنے گھر چلے گئے اور اسی بات کی قسم کھائی کہ صبح میں اس باغ کا میوہ توڑ ینگے (اور انشااللہ نہ کہا) پس خدا وند تعالی نے ان کو اسی گناہ میں گرفتار کر لیا اور جس رزق کو وہ دیکھ آئے تھے اس کے مابین ایک بلا حائل کر دی

سورۃ القلم (۵۰)

وَإِنْ يَكَادُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَيُزْلِقُونَكَ بِأَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَيَقُولُونَ إِنَّهُ لَمَجْنُون

ترجمہ :قریب ہے کہ جس وقت کافر قرآن مجید کو سنیں تو اپنے نظروں کے ذریعہ سے تمھیں پھسلا دیں اور وہ کہتے ہے کہ یہ تو دیوانہ ہے (جناب رسول خدا) حالا نکہ وہ قرآن ناطق (علی مرتضی علیہ السلام) تمام عالموں کے لیے نعمت ہے ۔

کافی اور الفقیہ میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام مسجد غدیر کے پاس سے گزرے تو مسجد کی بائیں طرف نظر کی اور یہ ارشاد فرمایا کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں جناب رسول خدا نے کھڑے ہو کر فرمایا تھا ۔

من کنت مولافھذا علی مولاہ

پھر دوسری طرف نظر کی ارشاد فرمایا کہ یہ وہ جگہ ہے ابوبکر ۔عمر ۔وسالم مولائے ابو حذیفہ اور ابو عبدہ ابن الجراح کے خیمہ کی ہے

جس وقت ان لوگوں نے دیکھا کہ جناب رسول خدا نے علی مرتضی علیہ السلام کے ہاتھ کو پکڑ کر بلند کیا آپس میں ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ اس وقت اس شخص (یعنی رسول خدا) کی آنکھوں کی

طرف دیکھو وہ ایسے گردش کر رہی ہیں جیسے دیوانے کی آنکھیں ہوتی ہے پس جبرئیل اس و قت یہ آیت لے کر نازل ہوئے

تفسیر قمی میں لما سمعو الذکر کے یہ معنی ہیں کہ جناب رسول خدا نے ا ن کو فضلیت جنا ب ا میر المومنین علیہ السلام کی اطلاح دی

اور وما ھو الا ذکر للعلمین میں(ھو) سے جناب امیرالومنین علیہ السلام مراد ہیں اس پوری آیت کہ ایک معنی یہ بھی لئے گئے ہیں کہ اے رسول خدا وہ تم کو چشم زخم پہنچانے چاہتے ہیں کیونکہ روایت میں وارد ہے کہ قبیلہ بن اسد میں بعض بڑے نظر والے تھے اور ان میں سے کسی نے یہ اراد ہ کیا تھا کہ وہ آنحضرت کو چشم زخم پہنچائے اس پر یہ آیت نازل ہوئی

قول مترجم ۔۔ نظر لگنا برحق ہے کہ حدیث میں وارد ہو اکہ نظر آدمی کو قبر اور اونٹ کو دیگ میں پہنچادیا کرتی ہے

تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ ایک حدیث میں آیا کہ اسماء بنت عمیس نے عر ض کی یا رسول اللہ آپ کے بھائی جعفر کی اولاد کو نظر لگ جاتی ہے تو آنحضرت نے ان کے لیے تعویز لکھ دیا اور یہ فرمایا کہ ہاں اگر کوئی چیز قضا وقدرسے بڑھ سکتی ہے تو وہ نظر ہے

سورۃالحاقۃ ۹

وَجَاءَ فِرْعَوْنُ وَمَنْ قَبْلَهُ وَالْمُؤْتَفِكَاتُ بِالْخَاطِئَةِ (۹) فَعَصَوْا رَسُولَ رَبِّهِمْ فَأَخَذَهُمْ أَخْذَةً رَابِيَةً

ترجمہ :اور فرعون اور جو لوگ اس سے پہلے تھے اور الٹی ہوئی بستیوں والے گناہ کے مرتکب ہوئے پس انہوں نے اپنے پروردگا ر کے رسول کی نافرمانی کی تو اس نے بھی ان کو سخت گرفت کی

تفسیر قمی میں ہے کہ قو لفکت سے مراد (الٹی ہوئی بستیوں والے)،بصرۃ ہے اور خاطتہ سے مراد فلانہ (یعنے عائشہ) جس نے خدا کے رسول کی نافرمانے کی ۔

سورۃ الحاقہ ۱۱

ً وَتَعِيَهَا أُذُنٌ وَاعِيَةٌ

ترجمہ :اور ایک یاد رکھنے کان اس کو یاد رکھے

تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب رسول خدا نے جناب علی مرتضی علیہ السلام سے فرمایا کہ اللہ تعالی نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں اپنے پاس رکھوں اوراپنے سے دور نہ کروں میں تمہیں سکھاتا جاوں گا اور تم اس کو یاد رکھتے جانا اور یہ بات اللہ تعالی کے ذمے ہے کہ تمہیں یاد رہے گئی اس پر یہ آیت نازل ہوئی ۔

نیز کتاب مذکور ۔العیون اور الجوامع میں آنحضرت سے منقول ہے کہ جب یہ آیت نازل ہو ئی توفرمایا ۔اے علی میں نے خدا وند تعالی سے دعا کی کہ وہ تمہارے کان کو یاد رکھنا والا کان قرار دے اور ایک روایت

میں یہ ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی توآنحضرت نے فرمایا اللھم اجعلھا اذن علی (یااللہ اسے علی کاکان قراردے) جناب علی مرتضی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس دن سے میں نے جو بات جنا ب رسول خدا سے سنی اسے کبھی نہیں بھولا

سورۃ الحاقہ ۔۱۶

وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّکَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمَانِيَةٌ

ترجمہ :اورتمہارے پروردگار کے عرش کو اس دن آٹھ اپنے اوپر لئے ہوئے ہونگے ۔

کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ عرش سے مراد علم اور خاملان عرش آٹھ ہیں مجملہ چار تو انکے ہم سے ہونگے اورچار ان میں سے جن میں اللہ کو منظور ہو گا۔

تفسیر قمی میں ہے ایک حدیث میں بیان کیا گیا ہے کہ حاملان عرش آٹھ ہیں چار پچھلوں میں سے اور چار پہلوں میں سے پہلو ں میں سے تو نوح ، ابراہیم ، موسی ،عیسی علیہ السلام پچھلوں میں سے چار پہلوں میں سے تو نوح ابراہیم موسی اور عیسی پچھلوں جناب محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جناب علی مرتضی علیہ السلام امام حسن علیہ السلام اورامام حسین علیہ السلام ہیں ۔

سورۃ الحاقہ ۳۱

ثُمَّ فِی سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُونَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوهُ

ترجمہ ۔پھر ایک ایسی زنجیر میں جسکا طول ستر (۷۰)ہاتھ کا ہو اسے جکڑ دو تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اگر اس رنجیر کی جسکا طول(۷۰) ہاتھ کا ہے کیایک کڑی دنیا پر رکھی جائے تو ساری دنیا اس کی حرارت سے پگھل جائے۔

کافی میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ جس رنجیر کا خداوند تعالی نے اس آیت میں ذکر فرمایا ہے وہ معاویہ کے لیے ہو گی اوریہ کہ وہ اس امت کا فرعون تھا۔

البصائر میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقو ل ہے کہ میں اپنے والد ماجد کے پس پشت تھا اور وہ حضرت ایک خچر پر سوار تھے یکایک خچر بھڑکا دیکھتاکیا ہوں کہ ایک بوڑھا آدمی جسکے گلے میں ایک زنجیر پڑی ہوئی ہے اور ایک شخص اس کے پیچھے پیچھے چلا آرہا ہے ۔یہ بوڑھا تو یہ کہتا ہے کہ یا علی ابن الحسین مجھے پانی پلا دیجئے ۔

اوروہ شخص یہ کہتا جاتا ہے کہ اسکو پانی نہ پلائیے اللہ اس کو کبھی سیراب نہیں کریگا پھر فرمایا وہ بوڑھا شخص معاویہ تھا ۔نیز انہی حضرت سے منقول ہے کہ آپ وادی صبخان میں اتر ئے ہوئے تھے تو آپ نے تین مرتبہ فرمایا لا غفر اللہ لک (خدا تجھے کبھی نہ بخشے)پھر اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ تم سمجھے کہ میں نے جو کچھ کہا کیوں کہا ؟؟؟انہوں نے عرض کی کہ ہم آپ پر تصدق ہو جائیں آپ ہی فرمائیے کہ کیوں ارشاد فرمایا ۔ لا غفر اللہ لک (خدا تجھے کبھی نہ بخشے) ۔ فرمایا اس وقت معاویہ ابن ابی سفیان اپنے زنجیر کھینچتا ہوا میرے پاس سے گزرا تھا زبان اس کی باہر

لٹکی ہوئی تھی اور مجھ سے درخواست کرتا تھا کہ میں اس کے لیے استغفار کروں اس کے جواب میں نے یہ کہا تھا اور یہ وادی صبخان جہنم کی وادیوں میں سے ایک ہے

سورۃ الحاقہ ۴۳۔۵۲

تَنزِيلٌ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ (۴۳) وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ (۴۴) لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ (۴۵) ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ (۴۶) فَمَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِينَ (۴۷) وَإِنَّهُ لَتَذْكِرَةٌ لِلْمُتَّقِينَ (۴۸) وَإِنَّا لَنَعْلَمُ أَنَّ مِنْكُمْ مُكَذِّبِينَ (۴۹) وَإِنَّهُ لَحَسْرَةٌ عَلَى الْكَافِرِينَ (۵۰) وَإِنَّهُ لَحَقُّ الْيَقِينِ (۵۱) فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ (۵۲)

ترجمہ :یہ(قرآن) توتمام عالموں کے پرودگار کی طرف سے اتارا ہوا ہے او راگر رسول ہمارے برخلاف کچھ باتیں بنا لیتے ہیں تو ہم اپنے قدرت سے ان کو گرفتار کرتے اور پھر ہم ان کی شہ رگ کاٹ دیتے تو تم میں سے کوئی انکی طرف سے دفع کرنیوالا نہ ہوتا۔ اور پرہیز گاروں کے لیے ضرور نصیحت ہے اور یہ بھی ہم جانتے ہیں کہ تم سے کچھ جھٹلانے والے بھی ہیں اور اس میں شک نہیں کہ کافروں کے لیے حسرت ہے اور یہ قطعا سچ ہے ۔ پس اے رسول تم اپنے عظمت والے پروردگار کے نام کی تسبیح پڑھے جاؤ۔

کافی میں جناب امام موسی کاظم علیہ السلام سے منقو ل ہے کہ خداوند تعالی نے جو فرمایا انہ رسول کریم اسکا مطلب یہ ہے کہ ولایت جناب امیر المومنین علیہ السلام کاحکم عزت والے رسول یعنی جبریل امین نے خدا کی طرف ہے پہنچا یا ۔ کیوں کہ لوگوں نے یہ کہہ دیا تھا کہ محمد نے اپنے پرودگار کے خلاف جھوٹ بول دیا ہے اللہ نے انکے یہ حکم نہیں دیا ہے خدا وندتعالی نے ان کے بارے میں قرآن مجید قرآن نازل کیا اور فرمایا ۔

ان ولدیة علی تنزیل من رب العلیمن ولو تقول علینا محمد بعض الاقاویل

پھر اس پر عطف فرمایا اور ارشاد فرمایا ۔

ان ولایةعلی لتزکرۃ للمتقین وان علیا لحسرۃ علی لکفرین وان ولایة الحق الیقین ۔ فسبع یا محمد باسم ربک العظیم ولو تقول علینا بعض الاتاویل

تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب جناب رسول خدا نے علی مرتضی علیہ السلام کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر مقام خم غدیر میں انکی ولایت کا اظہار کیا تو اس وقت ان دو صاحبوں (اول ودوئم) نے ایک زبان ہو کر کہا کہ واللہ یہ خدا کی طرف سے نہیں ہے اور یہ کوئی چیز بھی نہیں ہے سوائے اس کے کہ رسول اللہ چاہتے ہیں کہ اپنے چچرے بھائی کو اس کے ذریعہ سے بزرگ بنا دیں ۔ اس پر خدا وند تعالی نے ولو علینا سے لیکر آخر سورہ تک یہ سب آیتیں نازل کیں ۔

اوراز جملہ یہ جو فرمایا ۔ ان منکم مکنوبین اس سے فلاں فلاں (اول ودوئم) مراد ہیں اور جو یہ فرمایا وانہ الحسرۃ علی الکفرین ۔ اس میں اسم ضمیر سے مراد علی مرتضی علیہ السلام ہیں ۔

سورۃ معارج (شروع)

سال سآئل بعذب واقع للکفرین (بولایة علی)

ترجمہ :ایک سوال کرنے والے نے بڑے درجوں والے خدا سے ایسے عذاب کا سوال کیا جو کافروں کے لیے واقع ہوتا رہتا ہے ۔اوراس کا دفع کرنے والا کوئی نہیں ہو سکتا لیس لہ دافع (کافی میں ہے کہ یوں ناز ل ہوئی تھی(بولاۃ علی) کاٹ دی ۔تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے بروایت ہے اپنے آباواجدا کے منقول ہے کہ بروز خم غدیر جناب رسول خدا نے جب علی مرتضی علیہ السلام کو اپنا قائم مقام مقرر کیا اورفرمایا من کنت مولاہ علی مولاہ

اوریہ امر جگہ جگہ مشہور ہو تو نعمان ابن حارث فہری آنحضرت کے پاس آیا اورکہا کہ اپنے ہم کو اللہ کی طرف سے حکم دیا کہ ہم خدا یکتا کی شہادت دیں ۔ اورآپکی رسالت کی شہادت دیں ۔

ہم نے قبول کیا پھر آپ نے ہم کو جہاد کا حج کا نماز کا اور زکوۃ کا حکم دیا اسے یہی ہم نے قبول کیا اس پر بھی آپ نے بس نہ کی کہ یہاں تک کہ آپ نے اس لڑکے کو اپنا قائم مقام اورہمارا حاکم مقرر کر دیا اور فرمایا من کنت مولا وعلی مولا وہ ۔ آیا یہ بات آپکی طرف سے یا حکم خدا سے ہے۔؟؟آنحضرت نے فرمایا اس خدا کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے یہ اللہ کی طرف سے ہے ۔نعمان ابن حارث یہ سنکر پیٹھ پھرا کر چلا اور یہ کہتا جاتا تھا۔

اللہم ان کان ھذا ھو الحق من عندک فاطرعلینا حجارۃ من السمآء

آیت سورہ الانفال صفحہ ۳۵۸

ترجمہ :پس خدا وند تعالی کی طرف سے اس کے سر یہ ایک پتھر آکر لگا جس نے اسے ڈھیر کر دیا اور اللہ تعالی نے یہ آیت نازل کی ۔

کافی میں ہے کہ آیت یوں نازل ہوئی تھی ۔

سال سآئل بعذاب واقع للکفرین (بولایۃ علی)

(بعد میں نکال دی گئی)

اور اس طرح صحف فاطمہ زہرا سلام اللہ علیھامیں درج ہے ۔

سورۃ المعارج ۲۲۔۲۳

الذین ھم علی صلاتم دآئمون والذین فی اموالھم حق معلوم للسآئل والمحروم

ہاں وہ نماز پڑھنے والے اس سے مشتنےٰ ہیں جو اپنے نمازوں پر قائم رہنے والے ہیں اور و ہ لوگ جنکے مالوں میں مانگنے والوں اور نہ مانگنے والوں کا ایک مقررہ حق ہے ۔

تفسیر صافی میں ہے کہ ان سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے ذات پر جو نمازیں نافلہ وغیرہ لازم کرلی ہیں وہ ان کو پابندی کے ساتھ نبائے جاتے ہیں ۔

حسنہ الخصال میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں کہ جو رات کی قضا کو دن میں اور دن کی قضا کو رات میں پورا کردیتے ہیں اس سے مراد ہمارے وہ شیعہ ہیں جو ۵۰ پچاس رکعت نماز روزانہ پڑھتے ہیں۔

کافی میں جناب امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ حق معلوم سے وہ مقدار مراد ہیں جس کو کوئی شخص اپنے مال سے نکالے ۔

اوروہ زکوۃ واجب ہے یا صدقہ واجب نہ ہو اور چونکہ یہ اپنے خوشی سے نکالتا ہے ا س میں اسے اختیار ہے کہ زیادہ نکالے یا کم اورجہاں تک اختیار ہو اپنے کسی عزیز کے ساتھ سلوک کرے اور کس کمزور کو قوت پہنچائے اور کس درماندہ کو اس کے ذریعہ سے سوار کر دے یا اپنے دینی بھائی کو مدد پہنچائے یاکسی مصیبت میں جو اس پر آپڑے اس کا ساتھ دے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ المحروم سے وہ پیشہ ور مراد ہے جس کا ہاتھ خرید وفروخت سے بند ہو گیا ہو اوراس طرح وہ اپنے مزوری نہ کما سکتا ہے اور ایک روایت کے مطابق المحروم وہ شخص ہے جس کی عقل میں کوئی فتور نہ ہو وہ پیشہ ور بھی ہو مگر کافی رزق اسکو میسر نہ آتا ہو ۔

سورۃ المعارج ۔۲۸

وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ (۲۹) إِلاَّ عَلَى أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ (۳۰) فَمَنْ ابْتَغَى وَرَاءَ ذَلِكَ فَأُوْلَئِكَ هُمْ الْعَادُونَ (۳۱) وَالَّذِينَ هُمْ لِأَمَانَاتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُونَ (۳۲) وَالَّذِينَ هُمْ بِشَهَادَاتِهِمْ قَائِمُونَ (۳۳) وَالَّذِينَ هُمْ عَلَى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ (۳۴) أُوْلَئِكَ فِي جَنَّاتٍ مُكْرَمُون

ترجمہ : اوروہ لوگ جو اپنے شرمگاہوں کو اپنی بیویوں یا اپنی لونڈیوں کے سوا اور وں سے محفوظ رکھنے والے ہیں کہ اس صورت میں ان کو کوئی ملامت نہیں کی جاسکتی ۔پس جو اس کے سوا کا خواستگار ہو تو ایسے ہی لوگ تو حد سے بڑھ جانے والے ہیں ۔اوروہ لوگ جو اپنے امانتوں کی اور اپنے عہد کی رعایت کرنے والے ہیں اورو ہ لوگ جو اپنے گوائیوں پر قائم ہیں اور وہ لوگ جو اپنے نمازوں کی حفاظت کرنے والے ہیں ایسے ہی لوگ تو جنتوں میں عزت پائینگے ۔

والذین ھم صلاتم یحافظون ۔ کافی اورتفسیر مجمع البیان میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس سے مراد نماز واجب کی حفاظت کرنا ۔

فما ل الذین ۔۔ تاعزین ۔احتجاج طبرسی میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقو ل ہے کہ جس مال وہ حضرت منافقوں کا ذکر فرمارہے تھے یہ ارشاد کیا کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان لوگوں کی تالیف قلوب کیا کرتے تھے اور ان کو تقرب بخشنے تھے اور ان کو دائیں بائیں اپنے پاس بٹھاتے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالی نے حکم دیا کہ ان منافقوں کو دورکردیں ۔ چنانچہ فرمایا وھجرھم حجر ا جمپلا انکو خوبی کے ساتھ چھوڑ بیٹھو ۔

الیطمع تا لیحیم ۔۔

صافی میں ہے کہ یہ استہفام انکا ری ہے مطلب یہ ہے کہ بغیر ایمان کے کوئی جنت میں داخل ہو ہی نہ سکے گا کیونکہ اگر ایسا ہو جائے تو منافق مومنوں سے کہہ سکتے ہیں کہ ہم تم سے کہیں بڑھے رہے کہ تم ایمان لاکر اور مصیبتیں اٹھاکر یہاں تک پہنچے اور ہم بغیر ایمان یہاں آد ھمکے ۔

سورۃالجن (۱۳)

وانا منا المسلمون ومنا القاسطون ھمن اسلم فاولیک تحر وا رشد افاولئک تحر وارشد ۔۔

ترجمہ :اور ضرور ہم میں سے کچھ فرمابردار ہیں (مسلمان) اور ہم میں سے کچھ نافرمان

پس جو فرمانبردار ہو تو ایسے ہی لوگ تو سیدھے راستے پر چلے ۔

تفسیر قمی جناب امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ ان سے وہ لوگ مراد ہیں جنہوں نے ہماری ولایت کا اقرار کیا ۔

سورۃ الجن۱۵۔۱۶

وَأَلَّوْ اسْتَقَامُوا عَلَى الطَّرِيقَةِ لَأَسْقَيْنَاهُمْ مَاءً غَدَقًا (۱۶) لِنَفْتِنَهُمْ فِيهِ وَمَنْ يُعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِ يَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا

ترجمہ :اور جو یہ سیدھے راستے پر قائم رہتے تو ہم ان کو بکثرت پانے سے سیراب کرتے

کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر یہ لوگ امیر المومنین علیہ السلام کی ولایت اور ان کے اولیاء کی ولایت پر جوان حضرات کی اولاد ہیں قائم رہتے اور امر ونہی میں ان کی اطاعت کرتے تو ہم ان کے دلوں کو ایمان سے سیراب کر دیتے ۔

تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم ان کو بہت سے علم کا فائدہ پہنچاتے جس کو وہ آئمہ علیہ السلام سے سیکھ لیتے ۔تاکہ ہم اس میں انکی آزمائش کریں اور جو شخص اپنے پروردگار کے ذکر سے (یاد) سے روگردان ہوگا اسکو سخت عذاب میں داخل کر یگا ۔

تفسیر قمی میں حضرت عبداللہ ابن عباس سے منقو ل ہے کہ اس سے پروردگار عالم کاولایت جناب امیرالمومنین علیہ السلام کا ذکر کرنا مراد ہے

سورۃ الجن (۲۰)

قُلْ إِنِّي لاَأَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلاَرَشَدًا

ترجمہ :تم کہدو کہ نہ میں تمہارے لئے کس ضرر کا اختیار رکھتا ہوں اور نہ کس نفع کا

کافی میں جناب امام موسی کاظم علیہ السلام سے منقو ل ہے کہ جناب رسول خدا نے لوگوں کو ولایت جناب امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی دعو ت دی تو قریش آنحضرت کے پاس جمع ہو کر آئے اور یہ کہاکہ اے محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم اس سے ہمیں معاف رکھیں آنحضرت نے فرمایا اس سے معافی دنیا میرا منصب نہیں ہے یہ اللہ کا کام ہے اور اس پر ان لوگوں نے آنحضرت پر اہتام لگایا ۔

(اور یہ گمان کیا کہ یہ حکم انہوں نے اپنے طرف سے دے دیا ہے) اور آنحضرت کے پاس سے اٹھ کر چلے گئے اس پر اللہ تعالی نے یہ آیت نازل کی

سورة الجن (۲۲)

إِلاَّ بَلَاغًا مِنْ اللهِ وَرِسَالَاتِهِ وَمَنْ يَعْصِ اللهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا (۲۳) حَتَّى إِذَا رَأَوْا مَا يُوعَدُونَ فَسَيَعْلَمُونَ مَنْ أَضْعَفُ نَاصِرًا وَأَقَلُّ عَدَدًا (۲۴) قُلْ إِنْ أَدْرِي أَقَرِيبٌ مَا تُوعَدُونَ أَمْ يَجْعَلُ لَهُ رَبِّي أَمَدًا (۲۵) عَالِمُ الْغَيْبِ فَلاَيُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا (۲۶) إِلاَّ مَنْ ارْتَضَى مِنْ رَسُولٍ فَإِنَّهُ يَسْلُكُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ رَصَدًا (۲۷) لِيَعْلَمَ أَنْ قَدْ أَبْلَغُوا رِسَالَاتِ رَبِّهِمْ وَأَحَاطَ بِمَا لَدَيْهِمْ وَأَحْصَى كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا (۲۸)

ترجمہ :سوائے اس کے کہ میں خدا کی طرف سے پہنچا دوں اور اس کے پیغاموں کو ادا کر دوں

ا (کہ میرے لئے پناہ اسی میں ہے) اور جو اللہ کی اور اس کے رسول کی نافرمانی کریگا تو اس کے لئے آتش جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے ۔

کافی میں جناب اما م موسی کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ اصل تنزیل یوں ہو ئی تھی ۔یہ اللہ کی جانب سے پہنچادوں اور علی علیہ السلام کے بارے میں پیغام کو ادا کر دوں

ومن یعص اللہ ورسولہ ---

کافی میں ہے کہ حضرت امام موسی علیہ السلام نے فرمایا کہ اس سے یہ مطلب ہے کہ جو شخص ولایت امیرالمومنین علیہ السلام کے بارے میں اللہ اوراللہ کے رسول کے حکم کی نافرمانی کرئے وہ قر آن مجید کی ا س آیت کی روسے آتش جہنم کا مزہ چھکے گا

سورة المزمل

وَرَتِّلْ الْقُرْآنَ تَرْتِيلاً

کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ آیت کا مطلب دریافت کیاگیا تو فرمایا کہ جناب امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید کو ایسا صاف پڑھو کہ الفاظ اور معنی صاف سمجھ میں آجائیں نہ اس سے پڑھنے سے گھاس سی کاٹو جیسے عرب کے لوگ شعر پڑھتے ہیں اور نہ اس کے الفاظ کو رپر اگندہ کرو جیسے ریت کے زرے پراگندہ ہوتے ہیں بلکہ اپنی سنگدلی کو اس کے ذریعہ سے نرم دلی میں بد لو اور تم میں سے کسی کی کوشش یہ نہ ہو کہ سورت کوجلد از جلد ختم کر دوں

الفقیہ اود التہذیب میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا تو فرمایا اس کا مطلب ہے کہ کسی شخص کا اپنے اپنے فرشے خواب سے اٹھ کر عبادت کرنا جس سے محض خدا کی خوشنودی مراد ہو اور کسی اور کی رضا مراد نہ ہو

تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس موقع پر تبتل کے معنی ہیں نماز میں دونوں ہاتھوں کو بلند کرنا اور ایک روایت سے بموجب کہ خدا کی حضور میں ہاتھوں کو اٹھانا اور گڑ گڑانا ۔

وَاصْبِرْ عَلَى مَا يَقُولُونَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيلاً

کافی میں میں امام موسی کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس کا مطلب ہے کہ لوگ جو کچھ تمہارے بارے میں کہتے ہیں صبر کرو ۔اور ان کو خوبی کے ساتھ چھوڑ بیٹھو ۔

احجاج طبر سی میں جناب امیرالمومنین علیہ السلام سے ایک حدیث منافقوں کے ذکر میں منقول ہے ۔ازا الجملہ یہ بھی ہے کہ آنحضرت برابر انکی تا لیف وقلوب فرمائے تھے انکواپنے قریب جگہ دیتے تھے اپ کو دائیں بائیں بیٹھاتے تھے یہاں تک کہ خدا وند تعالی نے یہ حکم بھیج دیا

وَذَرْنِی وَالْمُکَذِّبِینَ أُولِی النَّعْمَةِ وَمَہِّلْہُمْ قَلِیلاً

تر جمہ :اور مجھے ان جھٹلانے والے صاحبان نعمت سے بدلہ لینے کے لئے چھوڑ دو (اور انہیں تھوڑی سی مہلت دے دو)

کافی میں جناب اما م موسی کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ اصل میں یہ آیت یوں نازل ہوئی تھی ۔

(ولمکذینین بو حیک یعنی تمہارے وحی کو جھٹلانے والے)

ترجمہ :بیشک ہمارے پاس بھاری بھاری بیڑیاں بھی ہے اور جلانے والی آگ بھی اور گلے میں پھنسنے والا کھانا اور درد ناک عذاب ۔

سورة المزمل (۳۰)

وَأَقِیمُوا الصَّلاَةَ وَآتُوا الزَّکَاةَ وَأَقْرِضُوا اللهَ قَرْضًا حَسَنًا

ترجمہ : اور باقاعدہ نماز پڑھا کرو اور زاکوة دیا کرو اور اللہ کو قرض حسنہ دیتے رہو

تفسیر قمی میں ہے کہ زاکوة کے سوا اور جو کچھ بھی راہ خدا میں صرف کیا جائے وہ سب اس مد میں داخل ہے

سورة المدثر ۔۷۳

وَثِیَابَکَ فَطَہِّرْ

ترجمہ :اور اپنے کپڑوں کو پاک کر ڈالو۔

تفسیر صافی میں حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ کپڑے تو آنحضرت کے پاک ہی رہتے تھے یہاں اس حکم کا مطلب یہ ہے کہ دامنوں کو اٹھا لیا کرو ۔کہ چلتے وقت وہ چھپے نہ رہیں ۔

تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس کے یہ معنی منقول ہیں کہ تم اپنے کپڑوں کے دامن کم کر دو ۔نیز ان حضرت سے روایت ہے کہ جناب امیرالمومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ کپڑوں کو دھونا ہم اور غم کو بر طرف کر دیتا ہے اور وہ نماز کیلئے طہور (بہت ہی پاک کر نیوالی خیر)کا حکم رکھتا ہے چنانچہ خدا وند تعالی فرماتا ہے ۔

وَثِيَابَکَ فَطَہِّرْ

ترجمہ :یعنی اپنے کپڑوں کے دامن اٹھالو ۔

وَلاَتَمْنُنْ تَسْتَکْثِرُ (۶) وَلِرَبِّکَ فَاصْبِر

ترجمہ : اور نیکی اس لئے نہ کیا کرو کہ اس سے زیادہ کی خواہش رکھو اور اپنے پر وردگار کیلئے صبر کرو۔

تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ کوئی عطیہ اس نیت سے نہ دو کہ تم اس سے زیادہ لینے کی خواستگار رہو ۔کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ جو نیکی بھی خدا کے واسطے کرو ۔اسکو زاید نہ سمجھو ۔

سورۃالمدثر ۔۱۰

ذَرْنِی وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِیدًا ...

ترجمہ :مجھے اس سے بھگت لینے دو جسے میں نے وحید (اکیلا) پیدا کیا اور اسے بہت سامال دیا ۔اور انکھوں کے سامنے رہنے والے بیٹے دئے اور اس کے لیے بہت کچھ سازوسامان بہم پہنچا دیا ۔پھر بھی وہ طمع رکھتا ہے کہ میں اور بڑھا دوں ۔ہر گز ایسا نہ ہو گا وہ تو ہماری نشانیوں کا دشمن ہے ۔عنقریب میں اسے بلندی پر لے جاؤں گا۔

تفسیر صافی میں ایک قول کے بموجب یہ آیت ابو جہل کے چچا ولید ابن صغیرا مخرومی کے باپ میں نازل ہوئی اس لئے کہ وہ و حید کے لقب سے ملقب تھا ۔خدا وند تعالی نے بھی بطور سزااسکو اسی نام سے پکارا ۔

تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ،، وحید اس شخص کو کہتے ہیں جس کے باپ کا پتہ معلوم نہ ہو ظاہر ہے اس کے باپ نام لیا گیا ہے مگر یہ شاہد یہ بات ایسے ہو کہ جیسے عمروابن العاص عاص کا بیٹا مشہو رہوگیا حالانکہ عمرہ کی ولادت کے وقت پانچ شخص مدعی تھے ہر شخص کہتا تھا کہ یہ میرے نطفہ سے ہے بالاآخر اسکی ماں کو حکم بنایا گیا تو اس نے عاص قصائی کے حق میں ڈگری دیدی ۔اس ڈگری کی وجہ سے عمرہ ابن العاص بن گیا ۔

سورۃ المدثر(۲۳سے ۲۸ تک)

فَقَالَ إِنْ ہَذَا إِلاَّ سِحْرٌ یُؤْثَرُ (۲۴) إِنْ ہَذَا إِلاَّ قَوْلُ الْبَشَرِ (۲۵) سَأُصْلِیہِ سَقَرَ (۲۶) وَمَا أَدْرَاکَ مَا سَقَرُ (۲۷) لاَتُبْقِی وَلاَتَذَرُ (۲۸) لَوَّاحَۃٌ لِلْبَشَرِ

ترجمہ :پھر یہ کہا کہ یہ کچھ بھی نہیں ہے مگر جادو جو پہلے سے چلا آیا ہے ۔یہ کچھ بھی نہیں ہے مگر آدمی کا قول عنقریب ہی اسے بھڑکتی ہوئی آگ میں بھیجوں گا اورتم کو کیا خبر کہ بھڑکتی ہوئی آگ کیا ہے ؟؟؟ وہ نہ تو کوئی چیز باقی رکھتی ہے نہ چھوڑتی ہے آدمی کو جھلس کر سیاہ کر دینے والی ہے

تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت ولید ابن صغیرہ کے بارے میں نازل ہوئی ۔یہ شخص بڑا بوڑھا تجربہ کار عرب کے عقلا میں شمار ہوتا تھا اور جناب رسول خدا کی ہنسی اڑانے والوں میں سے تھاجناب رسول خدا ایک حجرے میں بیٹھ کر قرآن شریف پڑھا کرتے تھے پس قریش ولید ابن صغیرہ کے پاس اکٹھے ہو کر آئے اور کہنے لگے اے ابو عبدالشمس محمد جو کچھ کہتے ہے یہ کیا ہے آیا شعر ہے یا کہاوت یا خطبہ ؟اس نے کہا ٹھہرو مجھے بھی ان کا کلام سننے دو پس آنحضرت کے پاس آیا اور کہنے لگایا محمد اپنے کچھ شعر مجھے سناآنحضرت نے فرمایا وہ شعر نہیں ہیں بلکہ وہ کا کلام ہے جسے اس کے فرشتوں نے بھی پسند کیا ہے اورنبیوں نے بھی اور رسولوں نے بھی کہنے لگا اچھا اس میں سے کچھ سنائیے پس رسول خدا نے اسے سورة حم سجدہ پڑھکر سنائی اور جس وقت اس آیت پر پہنچے فان اعر ضو(صعفہ ۹۵۱سطر)سنتے ہی ولید کو لرزہ چڑھ آیا اور اس کے سر اور داڑھی کا رونگٹا رونگٹا کھڑا ہو گیا اور وہ اپنے گھر کو چلا گیا اور قریش کے پاس پلٹ کر نہ آیا ۔وہ سب ابوجہل کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اے ابو الحکم ابو عبد اللہ الشمس تو اپنے دین کو چھوڑ کر دین محمد میں چلا گیا تو نے خیال نہیں کیا کہ وہ ہمارے پاس پلٹ کر نہیں آیا ۔

اگلے دن صبح ہی ابو جہل ولید کے پاس گیا اور کہنے لگا کہ چچا جان آپ نے تو ہماراسر جھکا دیا اور ہمیں رسوا کر دیا ہمارے دشمنوں کو ہم پر ہنسایا کہ آپ اپنے دین کو چھوڑ کر دین محمد میں چلے گئے ۔ولید نے کہانہیں تو میں انکے دین کی طرف نہیں گیا لیکن میں نے کلام ایسا سخت سنا کہ جس سے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہے۔

ابو جہل نے کہا آیا وہ خطبہ ہے ؟کہا نہیں خطبہ ۔تو مسلسل کلام ہوتا ہے اور یہ شان کلام ہے جسکی ایک آیت دوسری آیت سے مشابہت نہیں رکھتی ابو جہل نے کہا پھر یہ شعر ہیں کہا نہیں؟ میں نے عرب کے شعر بہت سے سنے ہیں ہر کسی کے سننے میں بسیطـمدید ۔رمل ۔رجز یہ شعر نہیں ہے۔

ابوجہل نے کہا آخر پھر یہ کیا ہے کہاآج تو مجھے چھوڑ دو سوچ لینے دو ۔جب دوسرا دن ہوا قریش نے کہا اے ابو عبدا لشمس تم اس کے بارے میں جو تم نے دریافت کر چکے ہیں کیا کہتے ہیں اس نے کہا بھائیو اس کے لیے یہ کہو کہ جادو ہے کیوں کہ آدمیوں کے دلوں کوموہ لیتا ہے پس اللہ تعالی نے اس کے بارے میں اپنے رسول کو آیتیں نازل فرمائیں وحید اسے اس لئے کہا گیا تھا کہ اس نے قوم قریش سے پکارکر کہہ دیا تھا کہ ایک سال کعبہ کی پوشش کا خرچ تنہا میرے ذمہ اور ایک سال قریش کے کل گروہ کے ذمہ ۔کیوں کے اس شخص کے پاس مال بھی بہت تھا باغات بھی تھے اوردس بیٹے اس کے مکہ معظمہ میں تھے اور دس غلام تھے جس میں سے ہر ایک تجارت کرنے کے لئے ہزار ہزار اشرفیاں دے رکھی تھیں۔

تفسیر قمی میں ایک اور روایت میں جناب اما م جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ سب آیتیں ،،عمر (ثانی) کے بارے نازل ہو ئی بوجہ اس کے کہ وہ ولایت کا منکر اور اسکو خدا وند تعالی نے ،،وحید کہا کیونکہ وہ ولدالزہ تھا پھر آنحضرت نے سب آیتوں کی تا ویل اس کے بارے میں بیان فرمائی ۔

سورةالمدثر ۳۰

--- وَمَا ہِیَ إِلاَّ ذِکْرَی لِلْبَشَرِ---

ترجمہ :اور ہر آدمی کے لئے صرف ایک (ذکر)نصیحت ہے ۔

کافی میں جناب امام موسی کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت میں (ھی) سے مراد ولایت جناب امیرالمومنین علیہ السلام ہیں۔

سورۃالمدثر۔ ۴۳

إِلاَّ أَصْحَابَ الْيَمِينِ

ترجمہ :سوائے دائیں طرف والوں کے

تفسیر قمی میں ہے کہ المھین خود جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں اور اصحاب المھین ان حضرت کے شیعہ ہیں ۔

سورۃالمدثر (۴۳)

قَالُوا لَمْ نَکُ مِنَ الْمُصَلِّينَ

ترجمہ :وہ کہیں گے کہ ہم نہ تو نمازیوں میں سے تھے

نہج البلاغہ میں ہے کہ نماز کے معاملے میں بڑ ی تاکید رکھو اور نماز کی بڑی محافظت کرو اور اس کو بکثرت بجا لاؤ اور نماز کے زریعہ سے تقرب خد احاصل کرنیکی کوشش کرو اس لئے کہ نماز کو ٹھیک ٹھیک وقت پر بجا لانا مومنوں کے ذمے واجب ہے ۔کیا تم جہنمیوں کا جواب نہیں سنتے کہ جس وقت ان سے پوچھا جائے گا ۔مَا سَلَکَکُمْ فِی سَقَرَ

دوسری روایت میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا اس کا مطلب ہے کہ ہم آئمہ علیہ السلا م کے پیر وٴں میں سے نہ تھے اس گھوڑے کوجو گھوڑدوڑ میں سب سے دوسرے نمبر پر رہتا ہے مصلی کہتے ہیں پس جب وہ لوگ یہ کہیں گے تو اس کے معنی میں کہیں گے کہ ہم سابقین کے پیرو نہ تھے ۔جناب امام موسی کاظم علیہ السلام تیسرے معنی یہ بھی منقول ہیں کہ وہ لوگ کہیں گے کہ ہم وصی محمد مصطفے صلے علیہ والہ وسلم اور ان کے بعد او حیا ء کے دوست دار نہ تھے اور ان پر دردود نہ بھیجا کرتے تھے ۔

قَالُوا لَمْ نَکُ مِنَ الْمُصَلِّينَ

تفسیر قمی میں اس کا مطلب یہ ہے کہ آل محمد کے جو حقوق خمس وغیرہ میں سے ہیں وہ رسول خدا کے ذری القر بی ویتامی ومساکین کو نہیں دیا کرتے تھے ۔

سورۃ المدثر (۲۸ ۔۲۹)

کانہم حمر مستفرۃ فرت من قسورۃ فَمَا لَہُمْ عَنْ التَّذْکِرَۃِ مُعْرِضِينَ

ترجمہ :گویا وہ وحشی گدھے ہیں جو شیر سے بھاگتے ہیں اب انہیں کیا ہو گیا ہے کہ وہ نعمت سے روگردانی کرنے والے ہیں ۔

کافی میں اما م موسی کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت میں تذکرۃ سے مراد جناب امیرالمومنین علیہ السلام کی ولایت مراد ہے

اور تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد ہر وہ چیز جو جناب امیر المومنین علیہ السلام کی ولایت کو یاد دلائے ۔وحشی گد ھے سب منکر ولایت امیر المومنین علیہ السلام سب قسورہ گویا شیر سے مرادمولائے کائنات امیر المومنین علی ابن ابی طالب مراد ہیں

سورۃ القیمۃ (۳۰تو۳۵)

فَلاَصَدَّقَ وَلاَصَلَّی (۳۱) وَلَکِنْ کَذَّبَ وَتَوَلَّی (۳۲) ثُمَّ ذَہَبَ إِلَی أَہْلِہِ یَتَمَطَّی (۳۳) أَوْلَی لَکَ فَأَوْلَی (۳۴) ثُمَّ أَوْلَی لَکَ فَأَوْلَی

ترجمہ : پس اس نے تصدق کی اور نماز پڑھی بلکہ جھٹلایا اور منہ موڑا۔ پھر اپنے اہل وعیال کی طرف اکڑتا ہو اگیا ۔افسوس ہے تیرے لئے افسوس ہے افسوس ہے پھر تیرے لئے افسوس ہے ۔

تفسیر قمی میں خود اس آیت اور اس کے ماقبل ومابعد کی آیت کا سبب کا نزول یہ لکھا ہے کہ جناب رسول خدا نے بروز غدیر خم مولاکائنات علی مرتضی علیہ السلام کی بیعت کے لئے بلایا ۔پس جب لوگو ں نے پیغام سنا اورآنحضرت نے علی مرتضی علیہ السلام کے بارے میں جوخبرکو دینا چاہتے تھے وہ خبر ان کو پہنچا دی اور اب لوگو ں وہاں سے واپس آئے تو معاویہ نے ضیغرہ ابن شیعہ اور ابوموسی اشعری دونوں کا سہارا لیا پھر اکڑتا ہو ا اپنے اہل وعیال کی طرف گیا اور وہ یہ کہتا تھا کہ ہم کبھی علی مرتضی کی ولایت کا اقرار نہیں کریں گے اور نہ محمد کے قول کو سچا جانیں گے۔اس کے بارے میں خدا وند تعالی نے یہ آیتیں نازل فرمائیں ۔

فلاصدق

جناب رسول خدا ممبر پر تشریف لے گئے اور اس سے بر ات ظاہرکر ینکے قصد فرماتے تھے کہ خداوند تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی

لا تحرک بہ لسانک

ترجمہ :تم اس کے ساتھ اپنے زبان کو اس غرض سے حرکت نہ دو کہ اسے جلد ادا کر لو

لہذا جناب رسول خدا خاموش رہے اور اس کا نام انہ لیا۔

اولی لک فاولی

تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب رسول خدا نے ابوجہل کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا اولی لک فاولی ابو جہل نے جواب دیا کہ آپ مجھے دھمکاتے کا ہے سے ہیں نہ آپ میں قدرت ہے اور نہ آپ کے پروردگار میں کہ میرا کچھ بگاڑسکے میں اس میدان کے رہنے والوں میں سب سے زیادہ عزت دار ہوں اس پر پروردگار عالم نے جو الفاظ جناب رسول خدا کی زبان سے نکلے تھے وہی اپنے کلام پاک میں نازل فرمائے ۔

سورۃالدھر(۶۔۸)

یُوفُونَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِيرًا (۷) وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَى حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا (۸) إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللهِ لاَنُرِيدُ مِنْكُمْ جَزَاءً وَلاَشُكُورًا

ترجمہ :منتوں کو پورا کرتے ہیں اور اس دن سے ڈرتے ہیں جس کی سختی ہر طرف پھیلی ہو گئی اور مسکین اور یتیم اور قیدی کو باوجود اس کھانے کی خواہش کے کھانا کھلاتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ہم کو تم کو محض خوشنودی خدا کیلئے کھانا کھلاتے ہیں نہ ہم تم سے کوئی بدلہ چاہتے ہیں اور نہ شکریہ ۔

سورۃ الدھر(۱۷)

عَيْنًا فِيهَا تُسَمَّى سَلْسَبِيلًا

ترجمہ :ایسے چشمے کی جو اس بہشت میں موجود ہے جس کانام سبیل رکھا گیا ہے ۔

الخصال میں جناب رسول خدا سے روایت ہے کہ خدا وند تعالی نے پانچ چیزیں مجھے عطاکی ہیں اور پا نچ علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو مجھے کو ثرعطافرمایا ہے او ر علی علیہ السلام کو سبیل ۔

سورۃالدھر (۲۴)

وَاذْكُرْ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَأَصِيلًا (۲۵) وَمِنْ اللَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهُ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيلًا

ترجمہ :اور صبح وشام اپنے پروردگار کا نام لیتے رہو اور راتوں کوسجدے کیاکرو اور بڑی رات تک اس کی تسبیح پڑھا کرو۔

تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب امام علی رضا علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ اس آیت میں تسبیح کا ذکر ہے اس کے کیا معنی ہیں ؟ فرمایانماز شب اور ایک قول کے مطابق بکرۃ سے مراد فجر ۔اصیلاے ظہرین اورمن ا لیل فاسجد لہ سے نماز مغرب اورعشاء

اور سجدلیلا سے مراد نماز تہجد (نماز شب)

سورۃالد ۔ھر ۲۸۔ ۳۰

إِنَّ هَذِهِ تَذْكِرَةٌ فَمَنْ شَاءَ اتَّخَذَ إِلَى رَبِّهِ سَبِيلًا (۲۹) وَمَا تَشَاءُونَ إِلاَّ أَنْ يَشَاءَ اللهُ إِنَّ اللهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا (۳۰) يُدْخِلُ مَنْ يَشَاءُ فِي رَحْمَتِهِ وَالظَّالِمِينَ أَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا

ترجمہ :بے شک یہ ایک نصیحت ہے جو چاہے اپنے رب کے حضور پہنچانے کے لئے یہ راستہ اختیار کریمگر جب تک خدا کی مرضی نہ ہوگئی تم ایسا چاہو گے بھی نہیں ۔بیشک اللہ علم والا اور حکمت والا ہے ۔جس کو چاہتا ہے اپنے رحمت میں نازل کر لیتا ہے اورجو نافرمان ہیں ان کے لئے درد ناک عذاب تیار کر رکھا ہے ۔

کافی میں جناب اما م موسی کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس میں تذکرہ سے مراد جناب علی مرتضی علیہ السلام کی ولایت ہے ۔

وماتشا ء ------

الخرائج اور الجرائع میں میں جناب قائم آل محمد علیہ السلام سے فرقہ مفوضہ کے بارے میں دریافت کیاگیا تو حضرت نے فرمایا کہ وہ جھوٹے ہیں اصل حقیقت یہ ہے کہ ہمارے دل خدا وند عالم کی معصیت کے ظرف میں ہیں پس جب وہ چاہتاہے ہمارا بھی اراد ہ ہوتا ہے پھر حضرت نے یہ آیت تلاوت فرمائی

(قول مترجم) مفوخہ وہ فرقہ ہے جس کا قول یہ ہے کہ خدا وند تواتعالی نے امور عالم آئمہ علیہ السلام کو تفویق (یعنی سپرد) فرمادئے ہیں اور خود کچھ نہیں کرتا جو کچھ ان آئمہ کا جی چاہے کریں اس فرقے کو آئمہ نے جھوٹااور کافر فرمایا ہے اور اس پر لعنت کی ہے ۔

یدخل من یشا فی رحمة کافی

کافی میں جناب امام موسی کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت میں رحمت خدا سے مراد ہم اہل بیت علیہ السلام کی ولایت مراد ہے۔

سورۃ النبا (۱) سے (۵)تک

عَمَّ یَتَسَائَلُونَ (۱) عَنْ النَّبَإِ الْعَظِیمِ (۲) الَّذِی ہُمْ فِیہِ مُخْتَلِفُونَ (۳) کَلاَّ سَیَعْلَمُونَ (۴) ثُمَّ کَلاَّ سَیَعْلَمُونَ

(لوگ) کس کی نسبت ایک دوسرے سے سوال کرتے ہیں اس خبر بزرگ کی نسبت جس کے بارے میں وہ اختلاف کر نیوالے ہیں (حق یہ ہے)کہ عنقریب وہ جان لیں پھر (حق یہ ہے کہ عنقریب وہ جان لیں گے ۔

کافی میں امام باقر علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر دریافت کی گئی تو ان حضرت نے فرمایا کہ یہ جناب امیر المومنین علیہ السلام کی شان میں ہے جناب امیرالمومنین خود یہ فرماتے ہیں تھے کہ نہ خدا وند تعالیٰ کی کوئی نشانی مجھے سے بڑھ کر ہے اور نہ اس کی کوئی چیز مجھے سے زیادہ عظیم ہے ۔

العیون میں جناب امام علی رضا علیہ السلام سے روایت اپنے آباؤ اجدا د کے خود جناب امام حسین علیہ السلام کر بلا سے منقول ہے کہ جناب رسالت مآب محمد مصطفے صلے اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا کہ یا علی تم حجت خدا ہو تم دروازہ علوم خدا ہو تم خدا تک پہنچے کا راستہ ہو ۔تم خبر بزرگ ہو تم صراط مستقیم ہو تم مثل الاعلے ہو ۔

کافی میں خطبہ الو سیلہ میں خود جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ انے البنا الحظیم (میں ہوں خبر بزرگ) اور عنقریب جن جن چیزوں کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے تم جان لوگے ۔

سورۃ النبا

یَوْمَ یُنفَخُ فِی الصُّورِ فَتَأْتُونَ أَفْوَاجًا

ترجمہ :جس دن صور پھونکا جائیگا ۔پھر تم گروہ کے گروہ ہو کر آجا ؤ گے

تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب رسول خدا سے اس کا مطلب دریافت کیا گیا تو حضرت نے فرمایا کہ میری امت کے دس گروہ الگ الگ محشور کئے جائیگے اور انکو خدا وند تعالی حقیقی مسلمانوں سے بالکل جدا کر دیگا اور ان کی صورت بدل دیگا کچھ تو ان میں سے بندروں کی صورت ہو جائیں گے اور کچھ سوروں کی صورت اور کچھ ایسے ہو نگے کہ ان کے پاوں اوپر کی طرف اور منہ نیچے کی طرف اور اسی حالت میں گھیسٹے جائیں گے اور کچھ ان میں سے اندھے ہو جائے گے جو مارے مارے پھرتے ہو نگے اور کچھ ان میں بے بہرے ہو نگے جو کچھ نہ سمجھتے ہو نگے اور کچھ ان میں ایسے ہو نگے جو اپنے زبانیں خود چباتے ہونگے اور انکے منہ سے بجائے لعاب کے پیپ بہتی ہو گئی جس سے کل اہل محشر نفرت ظاہر کرتے ہو نگے اور کچھ ایسے ہوں گے جس کے ہا تھ پاؤں کٹے ہو نگے اور کچھ ایسے ہو گئے جو جہنمی درخت کی شاخوں پر سوئی دے گئے ہو نگے اور کچھ ایسے ہو نگے کہ انکی بدبو مر دار کی بدبو سے بھی زیادہ خراب ہوگی اور بعض ایسے ہو نگے کہ انکو قطران (تار کول) کے بکر ے چغے پہنائے جائینگے جو انکی جلد اور بدن سے چمٹے ہو ئے ہو نگیں ۔

۱۔بس وہ لوگ جو بندروں کی صورت میں ہونگے وہ چغلخور ہو نگے ۔

۲ جو سوروں کی صورت میں ہو نگے وہو نگے وہ مال حرام کھانے والے ہو نگے

۳۔جن کے سر نیچے اور پاؤں اوپر ہو نگے و سودخور ہو نگے ۔

۴۔اور اندھے وہ ہونگے جو فیصلہ کرنے میں ظلم کر ینگے ۔

۵۔اور بہرئے اور گونگے وہ ہو ں گے جو اپنے اعمال پر ناز اں ہو نگے

۶۔ اور اپنی زبانوں کو چبانے والے علماء اور وہ فیصلہ کرنے والے ہوں گے جن کے اعمال ان کے اقوال کے مخالف ہوں ۔

۷۔اور ہاتھ اور پاو ں ان کے کئے ہو نگے جو اپنے پڑوسیوں کو ستاتے ہیں ۔

۸۔اور اگ کی لکڑیوں پر سولی ان کو دی جائیگی جو بادشاہ کے دربار میں لوگوں کی برائیوں کرتے ہوں ۔

۹۔اور بد بو میں مردار سے بد تر وہ لوگ ہو گئے جو بیچا خواہشوں اور لذتوں میں پڑے ہو ں اور انکے مال میں جو خدا کا حق ہو اس کے روکتے ہوں ۔

۱۰۔اور قطران (تارکول)کے جبے وہ لوگ پہنے ہو نگے جو شیخی خورے اور بیجافخر کرنے والے ہونگے ۔

سورۃ النبا ۔۳۵

جَزَاءً مِنْ رَبِّکَ عَطَاءً حِسَابًا

ترجمہ :یہ تمہارے رب (پروردگار) کی طرف سے بدلہ ہو گا اور پوراپورا عطیہ

امالی میں جناب امیرالمومنین علیہ السلا م سے ایک حدیث میں منقول ہے کہ جب قیامت کا دن ہو گا خدا وند تعالی انکی خاطر سے ان کی نیکیوں کو شمار فرمائے گا ہر ایک نیکی کے بدلے دس گنا سے لے کر سا ت سو گنا تک عطا فرمائے گا اسی کو خدا تعالی فرماتا ہے

جزا ئھم ربک اور دوسری جگہ فرماتا ہے اولئک لھم جزا لضعف بما عملوا

سورۃ النبا (۳۷)

یوم لیقوم الروح والملئکۃ صفا

ترجمہ :(اس دن) جس دن روح (جو فرشتوں سے بڑ ھ کر ہے) اور ملائکہ صف صف کھڑے ہو نگے

لا یتعلمون الا من اذن لہ الرحمن وقال صواما

ترجمہ :مگر بات نہ کرتے ہو نگے سوائے اس کے جسے(خدا ئے رحمن)نے اجا زت دی ہو اور وہ بھی (ٹھیک ٹھیک)کہے گا ۔

الروح ۔تفسیر قمی میں ہے کہ روح یک فرشتہ ہے جو عظمت میں جبر ئیل ومیکائل سے بھی بڑا ہے وہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ ساتھ رہتا تھا اور بعدآنحضرت کے آئمہ علیہ السلام کے سا تھ رہتا ہے

من اذن الرحمن وقال صوابا ۔

کافی میں جناب امام کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ واللہ وہ ہم میں جن کوقیامت کے دن بولنے کا اذن دیا جائیگا ۔اور ہم ہی وہ ہیں جو ٹھیک ٹھیک بو لیں گے کس نے عرض کی کہ آپ حضرات کیا کلام کریں گے تو کیا فرمائینگے فرمایا پہلے اپنے پروردگار کی تعریف بیان کر یں گے پھر اپنے نبی پر درروو بھیجے گی اور اپنے شیعوں کی شفاعت کر یں گے اور خدا وند تعالی ہماری شفاعت کو رد نہیں فرمائے گا ۔

سورۃ النبا (۳۹)

وَيَقُولُ الْكَافِرُ يَالَيْتَنِي كُنتُ تُرَابًا

ترجمہ :اور کافر یہ کہہ گا کہ کاش میں (آج) یوم قیامت مٹی ہوتا۔

علل الشرئع میں حضرت عبداللہ ابن عباس سے دریافت کیا گیا تھا کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ والہ وسلم نے جناب علی مرتضی علیہ السلام کی کنیت ابو تراب ،،کیوں قرار دی ؟؟؟ فرمایا اس لئے کے وہ زمین کا مالک ہیں اور اہل زمین پر بعد جناب رسو ل خدا کے خدا کی حجت ہیں انھی ہی کی وجہ سے زمین کی بقا ہے اور انہی کی وجہ سے اسکو سکون ہے ۔

یہ بھی فرمایا کہ میں نے جناب رسالت مآب سے سنا ہے کہ جب قیامت کا دن ہو گا اور

خدا وند تعالی شیعان علی کے واسطے قیامت کے دن جو جو کچھ اجر وثواب اور اور قرب وکرامت کے سامان تیار کئے ہیں کافران کو دیکھے گا تو حسرت وافسوس کے یوں کہے گا کہ کاش میں تراب ہو تا جس کا مطلب یہ ہے ہ کاش میں بھی شیطان علی سے ہوتا اور یہ خدا وند تعالی کے اس قول سے ثابت ہے سورۃالنبا (۳۹) ذَلِکَ الْیَوْمُ الْحَقُّ فَمَنْ شَاءَ اتَّخَذَ إِلَى رَبِّہِ مَآبًا

سورة عبس ۔۱۱۱

عَبَسَ وَتَوَلَّى (۱) أَنْ جَائَہُ الْأَعْمَى (۲) وَمَا یُدْرِیکَ لَعَلَّہُ یَزَّکَّى (۳) أَوْ یَذَّکَّرُ فَتَنْفَعَہُ الذِّکْرَى (۴) أَمَّا مَنْ اسْتَغْنَى (۵) فَأَنْتَ لَہُ تَصَدَّى (۶) وَمَا عَلَیْکَ أَلَّا یَزَّکَّى (۷) َأَمَّا مَنْ جَائَکَ یَسْعَى (۸) وَہُوَ یَخْشَى (۹) فَأَنْتَ عَنْہُ تَلَہَّى (۱۰) کَلَّا إِنَّہَا تَذْکِرَۃٌ (۱۱)

ترجمہ :ایک شخص نے اس سے تیوری چڑھائی اور منہ پھیر لیا کہ نبی کے پاس ایک نابینا آگیا اور تجھ کو کیا معلوم ہے کہ شاید کہ وہ پاکیزہ ہو جائے یا نصیحت حاصل کرئے تو وہ نصیحت اسکو نفع پہنچائے لیکن جو مال دار ہے اس کے لئے تو تو آمادہ رہتا ہے حالانکہ تجھ کو اسکی کوئی پرواہ نہیں ہونی چاہیے کہ وہ پاکیز ہ نہیں ہوتا اور جو تیرے پاس نیکی کی غرض سے آتا ہے اور وہ خدا سے بھی ڈرتا ہے تو اس سے تو اعراض کرتا ہے حق یہ ہے کہ قرآن کا سورة تو ایک نصیحت ہے بس جو چاہیے اسے یاد رکھے۔

تفسیر صافی میں ہے کہ یہ آیت عثمان اور ام مکتوم کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور یہ ابن ام مکتوم جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے مو ذن تھے اور نابینا تھے ۔یہ آنحضرت کی خدمت میں ایسے وقت آئے کہ بہت سے اصحاب موجود تھے ازجملہ عثمان بن عفان بھی تھا آنحضرت نے ان کو (ابن ام کلثوم)کو عثمان سے مقدم اور بالا تر رتبہ پر بٹھا یا ۔عثمان نے برا منہ بنا یا اور روگردانی کی اس پر خدا وند تعالی نے یہ آیتیں نازل فرمائیں ۔

سورة عبس ۔۳۰

وَفَاکِہَۃً وَأَبًّا

ترجمہ :او ر میوے او ر گھاس خود تمہارے نفع کے لئے ۔

شیخ فیصد علیہ الرحمة سے روایت کی گئی ہے کہ ابو بکر (خلیفہ اول) سے خدا وند تعالی کے اس قول فاکھة وّاباً کے معنی پوچھے گئے اور بیچارہ قرآن مجید میں لفظ اباّآیا ہے اس کے معنی بھی نہ جانتا تھا کہنے لگا کہ جو کچھ میں نہیں جانتا اگر اپنی طرف سے کتاب خدا میں کہہ دوں تو کونسا آسمان مجھ پر سایہ ڈالے گا یا کو نسی زمین مجھے اٹھا لے گئی یا میں اس کاکیا چارہ کرو نگا ۔

بھائی فاکھہ کو تو ہم جانتے ہیں کہ میوہ ہے اب رہا لفظ ابا اسے اللہ ہی جانے اسکا یہ قول امیر المومنین علیہ السلام کو پہنچا تو حضرت نے فرمایاسبحان اللہ خلیفہ تو بن بیٹھا مگر اتنا بھی نہیں جانتا کہ اب سے مراد چوپاؤں کی خوراک اور ان کا چارہ ہے اور خدا وند تعالی نے جو یہ فرمایا ہے

فاکھة واباّ یہ اپنے اس احسانات کا شمار فرمایا جو اس نے اپنے مخلوق پر فرمائی ہے یعنی جس طرح سے انکو اور انکے چوپالو نکو غذا پہنچا ئی ہے جس نے انکے نفوس زندہ اور انکے جسم قائم ہیں۔

سورة الا نفطار

كَلاَّ بَلْ تُكَذِّبُونَ بِالدِّينِ

ترجمہ :یوں نہیں بات یہ ہے کہ تم دین (جزا وسزا) کو جھٹلاتے ہو ۔

تفسیر صافی میں ہے کہ دین کے معنی ہیں جزا سزا اور اسلام مزید تفسیر قمی میں ہے کہ دین کا مطلب جناب رسول خدا اور جناب امیر المومنین علیہ السلام ہیں ۔

سورة المطفین ۔١

وَيْلٌ لِلْمُطَفِّفِينَ

ان کمی کرنیواکوں پر ویل ہے

ترجمہ :ناپ تول میں کمی کرنے والوں کو مطففا ن کہتے ہیں

سورة المطفین۔٩۔١٠

وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ (١٠) الَّذِينَ يُكَذِّبُونَ بِيَوْمِ الدِّينِ (١١)

تر جمہ :جو فیصلے کے دن کو جھٹلاتے ہیں ویل ہے ۔۔اس دن ان جھٹلا نیوالوں کے لئے

تفسیر قمی میں ہے کہ یہ جھٹلانے والے اول(ابو بکر) وثانی (عمر) ہیں

سورة المطففین ۔٢٨۔٢٩

إِنَّ الَّذِينَ أَجْرَمُوا كَانُوا مِنْ الَّذِينَ آمَنُوا يَضْحَكُونَ (٢٩) وَإِذَا مَرُّوا بِهِمْ يَتَغَامَزُونَ

ترجمہ :بیشک جو لوگ گنہگار تھے وہ ایمان لانے والوں سے ہنسی کیا کرتے تھے ۔اور جب ان کے پاس سے گزرتے تو چشم زنی (آنکھوں بے اشارے کرنا شرارتی پہلو سے) کیا کرتے تھے ۔

تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ یہ آیت مولا کائنات علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوئی وجہ اسکی یہ ہے کہ فر ما برداروں کا ایک گروہ جناب رسول خدا کی خدمت میں آتا تھا ۔راستے میں منافقوں نے ان کا ٹھٹھا اڑیا اور ہنسے اور آنکھوں سے اشارے گئے ۔پھر اپنے یاروں کے پاس آکر یہ کہا کہ آج ہم نے ۔۔اصلع کو دیکھا تھا اور ہم خوب ان سے ہنسے مگر قبل اس کے کہ جناب امیرالمومنین علیہ السلام اور ان کے ساتھی جناب رسول خدا تک پہنچے خدا وند تعالی نے کل آیتیں نازل فرمائیں ۔

تفسیر قمی میں ہے کہ ان الذین اجرمو سے مراد اول (ابوبکر) وثانی (عمر) اور جتنے ان کے پیرو اور مرید ہیں اور از امر تینفامزون سے مراد یہ ہے۔ کہ وہ جناب رسول خدا کی طرف آپس میں آنکھوں سے اشارہ کرتے تھے ۔اصلع اس شخص کو کہتے ہے جسکی پیشانی بلند اور نورانی اور آگے کے سر کے بال اڑے ہوئے ہوں ۔

سورۃالمطفین۔۳۳

فَالْيَوْمَ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْ الْكُفَّارِ يَضْحَكُونَ

ترجمہ :تو آج کے دن وہ لوگ جو ایمان لائے کافروں سے ہنسے گے ۔

تفسیر صافی میں ہے کہ جب یہ منافیقین جہنم میں ہو نگے تو ان کے لئے ایک درواز ہ جنت کی طرف کھولا جائیگا اور ان سے کہا جائے گا کہ بھاگو دوڑو اس میں سے نکل کر جلد جنت میں جاؤ جیسے ہی وہ دروازہ کے پاس پہنچے گے دروازہ انکے سا منے بند کر دیا جائیگا اور حیرت وحسرت میں کھڑے کے کھڑے رہ جائیں گے اور مومنین خوب ٹھٹھا مارمار کر ہنسیں گے۔

سورہ البروج ۱۔۲

والسمآ ء ذات البروج والیوم الموعود وشاھد ومشہود

ترجمہ :قسم ہے بروجوں والے آسمان کی اوراس دن کی جس کا وعدہ کیا گیا ہے۔اور گواہی دینے والے کی اور جس کی گواہی دی گئی

وشاھد ومشہود ۔ جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایاشاہد سے مراد روز عرفہ اور مشہود سے مراد قیامت کافی اور معنی الاخبار میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے شاہد ومشہود کا مطلب دریافت کیا گیا توفرمایا کہ شاہد سے مراد ہیں جناب رسول خدا اورمشہود سے مراد علی علیہ السلام ہیں ۔

سورۃ البروج۔ ۹،۱۰

ان الذین فتنو المومنین والمومنت ثم لم یتو لوا فلم عذاب جھنم ولھم عذاب الحریق

ترجمہ :بیشک جن لوگوں نے ایماندار مردوں اورایماندار عورتوں کو تکلیف دی پھر توبہ نہ کی توان کے لیے جہنم کا عذاب اورانہی کے لیے جلنے کا عذاب بھی ۔

ان الذین امنو وعملو الصلحت لھم جنت تجری من تحتھا الانھر ذلک لفوز الکبیر۔

ترجمہ :یقینا جو لوگ ایمان لائے اورانہو ں نے نیک عمل کیے ایسے باغات ہیں جن کے نیچے ندیاں بہتی ہیں یہ تو بڑی کامیابی ہے۔

سورۃالطارق (۲)

النجم الثاقب

ترجمہ :وہ جگرجگر کرتا تار ہے ۔

الخصال میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلا م نے ایک شخص یمنی سے فرمایا کہ تمہارے نزدیک نجوم میں زحل ستارہ کیسا ہے یمنی نے عرض کی وہ تو منحوس ہے حضرت نے فرمایا کہ خبردار ایسا

کبھی نہ کہنا وہ حضرت امیرا لمومنین علی ابن ابی طالب کا ستارہ ہے اور وہ تمام اوحیاء کا ستارہ ہے اور وہی نجم الثاقب ہے جسکی نسبت خدا وند تعالی نے فرمایا . . . . . . النجم الشاقب ----یمنی نے دریافت کیا یا ابن رسول اللہ ثاقب کے کیا معنی ہے فرمایا اس کی طلوع ہونے کی جگہ تو ساتوںآ سمان ہے مگر اسکی روشنی سب آسمانوں سے پار ہو کر آسمان دنیا پر چمکتی ہے پروردگار نے اس کو النجم الثاقب فرمایا ہے

سورۃالاعلیٰ۔۱۳

قد افلح من تزکی وذکر اسم ربہ فصلی

ترجمہ :اس نے یقینا فلاح پائی جو پاک رہا اوراپنے پروردگار کے نام کو یاد کرتا رہا اور نماز پڑھتا رہا۔

جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس قول کا مطلب دریافت کیا گیا فرمایا جس شخص نے عید کے دن فطرہ نکالا (قد فلع من تزکے) پھر وہ ذکر اسم ربہ مصلی کے بارے میں دریافت کیا گیافرمایا اس سے یہ مطلب ہے کہ صحرا کی طرف نکل جائے اور نماز عید ین پڑھے ۔

کافی میں جناب امام رضا علیہ السلام نے ایک شخص سے دریافت کیا تھا کہ خداوند تعالی کے اس قول ۔وذکر اسم ربہ مصلی کے کیا معنی ہے اس شخص نے عرض کی یہ کہ سب اپنے پروردگار کا نام یاد کرکے کھڑاہو کر نماز پڑھ لے فرمایا تو خدا وند تعالی نے نے انداز ہ تکلیف دی ۔ اس شخص نے پوچھا کہ پھر اور کیا مطلب ہے فرمایا ۔

جب اپنے پروردگار کو یاد کرو تومحمد وآل محمد پر دورد بھیجو۔

سورۃ الخاشیہ۔ ۲۴

ان الینا ایابہم ثم ان علینا حسا بھم

ترجمہ :یقینا ہماری ہی طرف ان سب کو آناہے پھر ہمارے ذمے ان سب کا حساب لینا ہے۔

کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب قیامت کادن آئیگا

اورخدا وند تعالی اولین اورآخرین کو آخری فیصلے کے لیے جمع فرما ئیگا توجناب رسول خدا بھی بلائے جائیں گے اورجناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام بھی رسول خدا کو ایک سبز حلہ پہنچایا جائے گا جس کی روشنی مشرق سے مغرب تک کو منور کردے گی پھر ویسا ہی حلہ امیر المومنین علیہ ابن ابی طالب علیہ السلام کو پہنایا جائے گااس کے بعد جناب رسول خدا کو گلابی رنگ کا حلہ پہنایا جائے گاجس کی روشنے مشرق سے مغرب تک پھیل جائے گی اورپھر علی مرتضی علیہ السلام کو بھی ویسا ہی حلہ پہنایا جائے گا۔

پھر ان دونوں بزرگوں کو ایک بلند مقام پر بٹھادیا جائے گاپھر ہم کو بلایا جائے گااورلوگوں کے حساب ہمارے سپرد کر دے جائیں گے ۔پس واللہ اہل جنت کو ہم جنت میں داخل کریں گے اوراہل جہنم کو ہم جہنم میں پہنچادیں گے۔

جناب امام موسی کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ ہماری طرف کل مخلوق کی رجوع ہوگی پھر ہمارے ہی ذمہ ان کا حساب لیناہوگاجو گناہ خدا اورمخلوق کے مابین ہو گا اس کی نسبت تو ہم سے خدا وند تعالی نے فرمادیا ہے کہ اس کا فیصلہ ہم پر چھوڑ دیگا اورجو کچھ انکی اورآدمیوں کے درمیان ہو گا اسکی نسبت ہم ان سے بخشوالیں گے اورو ہ لوگ قبول بھی کریں گے اورخدا تعالی انکو معاوضہ عطا فرمائے گا۔

امالی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا ۔خداوند تعالی ہمارے شیعوں کا حساب ہمارے سپرد فرمادے گا پس جو حق خداتعالی کا ان کے ذمے ہوگا تو ہم اسکی نسبت تو خدا وند تعالی سے عرض کرینگے کہ وہ ہمیں عطا فرمادے چنانچہ ایسا ہی ہوگا اوروہ معاف کردے جائیں گے اورجو ہمارا حق ان شیعوں کے ذمہ ہو گا وہ ہم خود ان کو بخش دیں گے۔

سورۃ الفجر (۱)

وَالْفَجْرِ (۱) وَلَيَالٍ عَشْرٍ (۲) وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ (۳) وَاللَّيْلِ إِذَا يَسْرِ

ترجمہ : قسم ہے صبح کی اور دس راتوں کی اور جفت کی اور طاق کی اور رات کی جبکہ وہ قریب ختم ہو۔

تفسیر قمی میں ہے کہ ولیال عشرے سے مراد ذی الحج کی دس راتیں الشفع سے مراد نماز نماز شفع اور جو دو رکعت ہوتی ہے اور وتر سے مراد ہے نماز وتر جو ایک رکعت ہوتی ہے ۔ایک اور حدیث میں فرمایا الشفع سے مراد جناب امام حسن علیہ السلام اور اما م حسین علیہ السلام اور وتر سے مراد ہیں جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب ۔

تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام اور اما م جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ الشفع سے مراد حاجیوں کو پانی پلانے کا دن یعنی آٹھ ذی الحج اور الوتر سے مراد ہے روزعرفہ یعنی حج کا دن یا ذی الحج کی نویں (۹) والیل اذیسر سے مراد ہے شب جمعہ

سورۃالفجر (۱۴ سے (۱۹) تک

فَأَمَّا الْإِنسَانُ إِذَا مَا ابْتَلَاهُ رَبُّهُ فَأَكْرَمَهُ وَنَعَّمَهُ فَيَقُولُ رَبِّي أَكْرَمَنِي (۱۵) وَأَمَّا إِذَا مَا ابْتَلَاهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهُ فَيَقُولُ رَبِّي أَهَانَنِي (۱۶) كَلاَّ بَل لاَتُكْرِمُونَ الْيَتِيمَ (۱۷) وَلاَتَحَاضُّونَ عَلَى طَعَامِ الْمِسْكِينِ (۱۸) وَتَأْكُلُونَ التُّرَاثَ أَكْلًا لَمًّا (۱۹) وَتُحِبُّونَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا

ترجمہ :اب رہا انسا ن جب اسکا پروردگار اس کو اس طرح آزماتا ہے کہ اسکی عزت کرتا ہے اور نعمت دیتا ہے تب تو یہ کہتا ہے کہ میرے پروردگار نے میری عزت کی اور جب وہ اس طرح سے آزماتا ہے کہ اس کا رزق تنگ اس کے لئے کر دیتا ہے تب وہ کہتا ہے میرے پروردگا رنے مجھے ذلیل کر دیا یہ ہر گز نہیں ہے ۔بات یہ ہے کہ تم یتیم کی عزت نہیں کرتے اور مسکین کو کھانا کھلانے کی تر غیب نہیں دیتے اور میراث کا مال (حلال وحرام)ملا کر نگلے چلے جاتے ہو اور مال جمع کرنے کے بڑے حریض ہو۔

تفسیر صافی میں ہے کہ انسا ن ان دونوں باتوں کے کہنے پر خدا وند تعالی نے اس کی مذمت کی ہے اس لئے کہ وہ بغیر غور فکر کے ایسا کہہ بیٹھنا ہے ورنہ غور فکر سے معلوم ہو سکتا ہے کہ کبھی کبھی

رزق کی تنگی دونوں جہانوں کی خوبیاں پہنچا دیتی ہے اور رزق کا بکثر ت ہونا دشمنوں کا نشانہ بنا دیتا ہے اور دنیا کی محبت میں ڈبو دیتا ہے ۔

سورة الفجر ۲۶ ۔۲۹

يَاأَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ (۲۷) ارْجِعِی إِلَی رَبِّکِ رَاضِيَةً مَرْضِيَّةً (۲۸) فَادْخُلِی فِی عِبَادِی (۲۹) وَادْخُلِی جَنَّتِی (۳۰)

ترجمہ :اے اطمینان والے نفس تو اپنے پر وردگا ر کی طرف رجو ع کر اس حال میں کہ تو اس سے راضی بھی ہے اور اس کا پسندید ہ بھی بس تو میرے بندوں میں داخل ہو جا اور میری جنت میں چلا آ۔

کافی میں اما م جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ آیا مومن کو اپنی روح قبض ہونا بھی ناگوار گزرتا ہے فرمایا واللہ نہیں ۔جس وقت (جب) اس کے پاس ملک الموت اس غرض سے آتا ہے کہ اسکی روح قبض کرے تو مومن اس وقت پریشان ہوتا ہے ملک الموت اس سے کہتا ہے کہ اے ولی خدا پر یشان نہ ہو ۔اسی کی قسم میں نے جناب رسول خدا کو مبعوث کیا اگر میرا رحم دل باپ بھی اس وقت موجود ہوتا تو جتنی وہ تجھ پر مہربانیاں اور شفقت کرتا اس سے زیاد ہ مہربان اور شفیق ہوں اپنے آنکھوں کو کھول اور دیکھ۔

حضرت فرماتے ہیں کہ جناب رسول خدا جناب امیر المومنین علیہ السلام جناب فاطمہ سلام اللہ علیہاجناب حسن مجتبی علیہ السلام جناب حسین علیہ السلام شہید کربلا وسید الشہدا اور آئمہ اہل بیت علیہ السلام جو ان بزرگوں کی اولاد ہیں ان سب کی صورتیں اپنے سامنے دیکھے گا اوراس سے کہا جائے گا کہ یہ جناب رسول خدا ہیں یہ جناب امیر المومنین علیہ السلام ہیں یہ جناب حسن مجتبی علیہ السلام ہے اور یہ جناب حسین علیہ السلام شہید کربلا وسید الشہدا ہے سب تیرے رفیق ہیں پس وہ آنکھیں کھول کر دیکھے گا ۔

پھر ایک منادی منجانب پر وردگار عالم اس روح کو ندا دے کر کہے گا ۔

يَاأَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ

ترجمہ :اہل بیت کے سبب مطمئن ہو چکا ہے

ارْجِعِی إِلَی رَبِّکِ

اے نفس جو محمد ال محمد اور انکی تو اپنے پروردگا رکی طرف رجوع کر اس حال میں کہ تو اس سے راضی اور جس حال میں یہ کہ ثواب کیلئے پسند کر لیا گیا ہے فادعل فی عبادی میرے بندوں میں یعنی محمد واہل بیت علیہ السلام میں تو بھی داخل ہو اور داخلی جنتی اور میری جنت میں چلا آ پس اسے اس سے زیادہ پیاری کوئی چیز معلوم نہ ہو گی کہ اس کی روح کھینچے اور اس ندا دینے والی سے جا ملے ۔

سورة البلد۔۱،۲،۳

لاأُقْسِمُ بِهَذَا الْبَلَدِ (۱) وَأَنْتَ حِلٌّ بِهَذَا الْبَلَدِ (۲) وَوَالِدٍ وَمَا وَلَدَ ،(۳) لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ فِی کَبَدٍ

ترجمہ :مجھے اس شہر مکہ کی قسم در آنحالیکر تم اس شہر میں اترے ہو ئے ہو۔ اور باپ آدم کی اور انکی اولاد کی قسم بیشک ہم نے انسان کو سختی میں پید اکیا ۔

تفسیر صافی میں ہے کہ مکہ مکرمہ کی عظمت جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ والہ وسلم کی ذات گرامی کی وجہ سے ہے جس کی اللہ تعالی قسم کھا رہا ہے کافی میں ہے کہ والد سے مراد جناب امیرالمومنین علیہ السلام میں ما ولد مراد آئمہ معصومین علیہ السلا م ہیں جو انکی اولا د میں ہو گے۔

لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ فِي كَبَدٍ

تفسیر صافی میں ہے کہ ایک مطلب اس کا یہ بھی ہے کہ انسان لقب اور مشقت کیلئے پیدا کیا گیا یعنی دنیا کی مصبتیں بھی جھیلتا ہے اور آخرت کی سختیاں بھی اٹھا ئے گا۔

سورة البلد

أَوْ مِسْكِينًا ذَا مَتْرَبَةٍ

تر جمہ : مسکین کو کھانا کھلا دینا۔

کافی میں جناب امیر اور جناب علی رضا علیہ السلام کھانا کھانے بیٹھے تو ایک خالی رکابی حضرت کے دسترخوان کے نزدیک لاکر رکھی جاتی تو جتنے کھانے اچھے اچھے ہوتے اس سب میں سے حضرت تھوڑاتھوڑا نکال کر رکھتے ۔پھر حکم دیتے کہ یہ مساکین کو کھلایا جائے پھر یہ آیتیں تلاوت فرماتے پھر ارشاد فرماتے کہ خدا وند تعالی جانتا تھا کہ ہر شخص اس بات پر قادر نہیں ہے کہ غلام آزاد کر سکے لہذا اس کے لئے جنت کا راستہ مساکین کو کھانا کھلانے ہی میں مقر ر کر دیا ۔

جناب اما م جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص ایک مومن کو پیٹ بھر کر کر کھانا کھلا دے تو مخلوق خدا میں سے کوئی بھی نہیں جان سکتا کہ اللہ تعالی اس کے لئے آخرت میں کس قدر اجر وثواب عطا فرمائے گا نہ کوئی مقرب فرشتہ اسے جانتا ہے اور نہ کوئی مرسل نبی صرف پروردگار عالم ہی کو اس کا علم ہے پھر فرمایا کہ مغفرت کے اسباب میں سے ایک یہ بھی ہے کہ کسی بھوکے مسلمان کو کھانا کھلادینا اور پھر یہ آیت تلاوت فرمائی

سورة البلد (۱۷-۱۹)

أُوْلَئِكَ أَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ (۱۸) وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِنَا هُمْ أَصْحَابُ الْمَشْأَمَةِ (۱۹) عَلَيْهِمْ نَارٌ مُوصَدَةٌ

ترجمہ :اورایسے ہی لوگ تو نیک فال و مبارک ہیں اور جو لوگ ہماری آیتوں کے منکر منکر اور بر شگون ومنحوس ہیں چو طرفہ بند کی ہوئی آگ انہی پر ہوگی۔

ٰاصحب المیمنہ

تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد ہیں جناب امیر المومنین علیہ السلام کے صحابی اور ان حضرت کے شیعہ تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد دولوگ ہیں جنہوں نے جناب امیرالمومنین علیہ السلام اور آئمہ خدا کی مخالفت کی۔

اصحب المشئمة

تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد ہیں دشمنان اہل بیت

سورۃ الشمس ۱۔ ۴

وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا (١) وَالْقَمَرِ إِذَا تَلاَهَا (٢) وَالنَّهَارِ إِذَا جَلاَّهَا (٣) وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَاهَا

ترجمہ :قسم ہے سورج کی اور چڑھی ہوئی دھوپ کی قسم ہے چاند کی جوسورج کے پیچھے ظاہر ہو قسم ہے دن کی جبکہ (خدا) اس آفتاب کو روشن کر دے اور قسم ہے رات کی جبکہ وہ اس آفتاب کو ڈھانپ لے ۔

تفسیر قمی میں جناب اما م جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ الشمس سے مراد ہے جناب رسول خدا جن کے ذریعہ سے پروردگار عالم نے لوگوں کے لئے اس کے دین کو واضح کر دیا ۔

اور قمر جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں جو جناب رسول خدا کے بعد آئے اور ان کا سینہ جنا ب رسول خدا نے علم سے مملو کردیا اور رات سے مراد آئمہ جور جنہوں نے ظلما وغصبا امیر خلافت کو آل رسول سے لے لیا اور اس مقام پر بیٹھ گئے جس کی مستحق آل رسول سب سے زیادہ تھی پس ان لوگوں نے دین خدا کو ظلم وجور سے اسی طرح ڈھا نپ لیا جس طرح سے رات کی اندھیری چھا جاتی ہے اور اللہ نے ان کے فعل کو اس طرح بیان فرمایا ہے والیل اذلخشما اور دن سے مراد وہ امام ہیں جو اولاد فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہ سے ہو نگے کہ اگر ان سے دین خدا کی کوئی با ت دریافت کی جائے تو وہ اس کو سائل کے لئے صاف صاف بیان کر دیں ۔

سورۃ الشمس (۸،۹)

قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا (٩) وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسَّاهَا

ترجمہ :جس نے اسے پاک کر لیا وہ یقینا کامیاب ہوا ۔اور جنسے اسے خفیہ گناہ سے دبا دیا وہ یقینا ناکام رہا۔

من زکھا۔

سے مراد مولا کائنات امیر المومنین علی ابن ابی طالب ہیں۔

تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس سے مراد اول (ابوبکر) وثانی (عمر) مراد ہیں کہ انہوں نے جناب امیر المومنین علیہ السلام سے بیعیت کرنے میں اپنے ہاتھوں کو حضرت کی ہتھیلوں سے چھوا تھا ۔

سورۃ الیل ۱۔۲۔۳

وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى (١) وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلَّى (٢) وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْأُنْثَى (٣)

قسم ہے رات کی جب وہ چھا جائے ۔قسم ہے دن کی جب کہ وہ چمک اٹھے

قسم ہے اسکی جس نے نرو مادہ کو پیدا کیا ہے ۔

وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى

تفسیرقمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس موقعہ پر لیل سے مراد ثانی (عمر)ہے جو اپنے زمانے میں جبکہ اسکی چل رہی تھی ظاہر ا جناب امیر المومنین علیہ السلام پر ایسا ہی غالب آگیا تھا جیسے رات دن پر یاظلمت نور پر چھا جایا کرتی ہے اور جناب امیرالمومنین علیہ السلام ان لوگوں کی سلطنت کے زمانے میں جب تک کے وہ ختم نہ ہو گئی برابر صبر فرماتے رہے ۔

وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلَّى

تفسیر قمی میں جناب اما م محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ النہار سے مراد ہم اہل بیت علیہ السلام میں سے قائم آل محمد ہیں کہ وہ جب اٹھ کھڑے ہو نگے تو مراد باطل پر غالب آجائیں گے ۔پھر فرمایا کہ قرآن مجید میں خدا وند تعالی نے مثالیں بیان کی ہیں اور چونکہ انکے مخاطب خدا کے نبی ہیں اور ہم اہل بیت ہیں لہذا ہمارے سوا کسی غیر کو ان باتوں کا علم نہیں ہے ۔

مَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْأُنْثَى

المناقب میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت میں الذکر سے مراد جناب امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام اور الانثی سے مراد جنابہ سیدہ نساء العالمین جناب فاطمہ زہرہ سلام اللہ علیہ مراد ہیں ۔

سورۃ الضحی ۔۳،۴

مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَى

ترجمہ :اے رسول تمہارا پروردگار تم سے نہ دست بردار ہو اور نہ ناراض ہوا

وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَى----

اور آگے چل کر تمہارا پروردگار تم کو اس قدر عطا فرمائے گا کہ تم خوش ہو جاؤ گے کیا اس نے تم کو یتیم نہیں پایا ۔پھر جگہ دی اور تم کو بھٹکا ہوا پایا اور منزل مقصود تک پہنچایا ۔اور تم کو محتاج پایا پھر مال دار کر دیا ۔پس اب یتیم پر ظلم نہ کرنا اور سوال کرنے والے کو نہ جھڑکنا ۔

مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَى

تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کی شان نزول میں یہ منقول ہے کہ پہلی سورۃ جو جبرئیل میں نے جناب رسول خدا کو پہنچائی وہ اقرا باسم ربک الذی خلق تھی اس کے بعد کچھ عرصہ تک وحی نہیں آئی تو جناب خدیجہ الکبری نے عرض کی کہ شاہد پر وردگار عالم نے آپ کو چھوڑ دیا ہے کہ پھر آپکے پاس وحی نہیں بھیجتا۔اس پر اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی ۔

وَلَسَوْفَ يُعْطِيکَ رَبُّکَ فَتَرْضَى

تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک دن جناب رسول خدا جناب فاطمہ زہرا علیہ السلام کے گھر آئے وہ اونٹ کے اون کی ایک چادر اوڑھے ہوئے تھیں او را پنے ہاتھ سے چکی پیس رہی تھیں اور اپنے بچے کو دودھ بھی پلاتی جاتی تھیں جناب رسول خدا نے جب یہ حالت دیکھی تو آنکھوں میں آنسو آگئے اور فرمایا کہ بیٹی آخرت میں جو لطف ملنے والے ہیں انکے مقابلے میں دنیا کی سختی پر ضرور صبر کرو اس پر یہ اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی ۔

المناقب میں بھی ایسی ہی روایت موجو د ہے اور آخر میں جناب سیدہ کے یہ الفاظ بھی منقول ہیں ۔

الحمد للہ علی نعمائہ والشکر علی الائہ

ترجمہ :سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں ۔بوجہ اس کی تمام نعتموں کے زیباہیں اورواقعی شکر ان کل تمام نعمتوں کا ہونا چاہیے۔

تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ میری جد امجد اس وقت راضی ہوگئی کہ کوئی موخد جہنم میں باقی نہ رہے ۔اور محمد حنفیہ سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا اے اہل عراق تمہارا تو گمان ہے کہ کتاب خدا میں سب سے زیا دہ امید دلا نیوالی آیت یہ ہے قل یضادی الذین اسر مو علی انفسم اور ہم اہل بیت یہ کہتے ہیں کہ کتاب خدا میں سب سے زیادہ امید دلانیوالی آیت ہے

ولسوف ......واللہ یہ ذکر شفاعت ہے جس کے زریعہ سے ہمارے جدا امجد لالہ الا اللہ کہنے والوں تک کو داخل جنت فرمانیں گے (بشر طیکہ وہ بعض اہل بیت نہ رکھتے ہوں)اور خدا وند تعالی قبول کرتا چلا جائے گا جب تک کہ وہ یہ نہ فرمادیں گے رب رضیت (اے میرے پر وردگار اب میں راضی ہو گیا)

سورۃ الم نشرح

الم نشرح لک صدر ک ولار فعنا لک ذکر ک

ترجمہ :کیا ہم نے تمہاری خاطر سے تمہا را سینہ نہیں کھول دیا اور تمہاری خاطر سے تمہارے ذکر کو بلند نہیں کیا ۔

تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ علی علیہ السلام کے ذریعہ سے جب ہم نے انکو تمہارا وصی قرار دیا اور فتح مکہ کے ذریعہ سے جبکہ قریش کے گروہ کے گروہ داخل اسلام ہو گئے تمہارے سینے کو کشادہ کیا ۔

تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب رسول خدا سے دریافت کیاگیا کہ کیا سینہ بھی کھل جاتا ہے ؟؟؟ فرمایا ہا ں عرض اس کی کوئی علامت بھی ہے جس سے پہچان لیا جائے فرمایا دار الخرا یعنی دنیا سے علیحدہ ہو بیٹھنا اور ہمیشہ کے رہنے والے گھر کی طرف رجوع کرنا اور موت کے آنے سے پہلے اس کے لئے آمادہ ہو جا نا ۔

ورفعنالک ذکر ک

تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اے رسول خدا جب میرا ذکر کیا جائے گا اور تمہارا بھی ذکر کیا جائے گا چنانچہ جب کو ئی شخص اشھد ان لا الہ اللہ کہتا ہے تو اشھد ان محمد رسول اللہ بھی ادا کرتا ہے

سورۃ الم نشرح ۴،۵،۶،۷

فان العسرمع یسر ان الیسر مع العسر فاذافرغت فانصب ۔والی ربک فارغب

ترجمہ :تو بے شک تکلیف کے سا تھ راحت ہے اور یقینا مشکل کے ساتھ آسانی ہے

پس جب تم فارغ ہو چلو تو اب اپنا نائب(قائم مقام) مقر ر کر دو اور اپنے پروردگار کے حضور میں جانے کی خواہش کرو۔

تفسیر قمی میں ہے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب تم اپنے نبوت کو پہنچانے سے فارغ ہو جاؤ تو امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کو اپنا قائم مقام مقر ر کر دو اور تم اس بارے میں اللہ سے(رجوع) کی طرف توجہ کرو ۔

کافی میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ فرمایا جب تم فارغ ہو جاؤ تو اپنا علم قائم کرو اور اپنے وسی کا اعلان کر دو اور انکی فضیلیتں علانیہ طور پر لوگو کو جتلا دو اسی لئے جناب رسول خدا نے خطبہ غدیر میں سب کو جتلانے کے بعد فرمایا

من کنت مولاہ فھذا علی مولا ہ

جس کا میں حاکم ہو ں علی بھی اس کا حاکم اور سردار ہیں

سورۃ تین۔۱۔ ۴

وَالتِّینِ وَالزَّیْتُونِ (١) وَطُورِ سِینِینَ (٢) وَہَذَا الْبَلَدِ الْأَمِینِ (٣) لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ فِی أَحْسَنِ تَقْوِیمٍ

تر جمہ :قسم ہے انجیر کی زیتون کی ۔اور طور سنیا کی اور اس امن والے شہر کی ۔بیشک ہم نے انسان بہت ہی اچھے کنڈے(خوب سے خوب انداز ہ پر بنایا ۔)

تفسیر صافی میں ہے کہ قسم کے لئے دونوں میووں کوع مخصوص کر نیکی وجہ یہ ہے کہ انجیر عمدہ میوہ ہے جس میں فضلہ کم ہو تا ہے اور غذا جلد ہضم ہو جانے والی ہے اور دوا ایسی ہے کہ جسکا کی نفع بہت بڑا ہے کہ وہ طبیعت کو ملائم کرتی ہے جو بلغم کو گھلا دیتی ہے گردوں کو صاف کرتاہے ریگ

مثانہ کو دور کرتی ہے اورجگر طمال کو سارے کھول دیتی ہے اور بدن کو موٹا کرتی ہے ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ انجیر بواسیر کو دور کرتاہے اوردرد نقرس کونفع پہنچتاہے اب رہا زیتون وہ میوہ کا میوہ اور سالن کا سالن اور دوا کی دوا اور اس کا روغن بہت ہی لطیف ہو تا ہے اور اس کے منافع کی کوئی حد نہیں۔

وَہَذَا الْبَلَدِ الْأَمِينِ

الخصال اور المعانی میں جناب امام موسی کا ظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا نے فرمایا کہ خدا وند تعالی نے شہروں میں سے چار کو پسند فرمایا ۔پس ارشاد فرمایا۔۔۔

والتین سے مراد مدنیہ منورہ اور زیتون سے مراد بیت المقدس اور طور سینن سے مراد کوفہ اور ھذا لا مین سے مراد مکہ المکرمہ ۔

تفسیر قمی میں ہے کہ التین سے مراد ہیں جنا ب ر سول خدا ۔الزیتون سے مراد ہیں جناب امیر المومنین علیہ السلام اور طور سینن سے مراد ہیں جنا ب اما م حسن علیہ السلام اور امام حسین علیہ السلام ا اور ھذا البلدا الامین سے مراد ہیں آئمہ علیہ السلام ۔

المنا قب میں امام موسی کا ظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ والتین والزیتون سے مراد ہے جناب امام حسن اور امام حسین علیہ السلام اور طور سینن سے مراد جناب امام حضرت علی مرتضی علیہ السلام اور ھذا لبلدا الا مین سے مراد ہیں جناب رسول خدا محمد مصطفی صلے اللہ علیہ والہ وسلم

سورۃالعلق۔۸

أَرَأَيْتَ الَّذِی يَنْہَی (۹) عَبْدًا إِذَا صَلَّی

ترجمہ :آیا تم نے اسے بھی دیکھا جو ایک بندے کو جبکہ وہ نماز پڑھتا ہے روکتا ہے ۔

تفسیر قمی میں ہے کہ ولید ابن مغیرہ لوگو ں کو نما ز سے روکا کرتا تھا اور اس بات سے کے کہ اللہ اور اللہ کے رسول اطاعت کریں پس خداوند تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی ۔

تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ ابو جہل نے لوگو ں سے دریافت کیا تمہارے سامے محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم سجدہ میں پیشانی رکھ دیتے ہیں لوگو ں نے کہا ہاں اس کی قسم جس کی قسم کھائی جاتی ہے اگر میں نے ان کو ایسا کرتے دیکھا تو میں ضرور ان کی گرد ن پر پاؤں رکھ دوں گا لوگو ں نے کہا یہیں تو نماز پڑھ رہے ہیں پس وہ اس اراد ہ سے جو کچھ کہہ چکاتھا آگے بڑھا اور تھوڑی دیر میں پیچھے ہٹاپچھلے پاؤں ہٹتا جا تا تھا اورہاتھوں سے اپنے آپ کو بچاتا جاتالو گو نے کہا کہ اے ابو الحکم یہ کیا ہو ا اس نے کہا کہ ان کے اور میرے درمیان آگ بھری خندق ہے اور ایک ڈروانی چیز ہے اور کچھ پر دار بازو ہیں اور جناب رسول خدا نے فرمایا کہ اس کی قسم جس کے قبصہ قدرت میں میری جان ہے اگر ابوجہل میرے قریب پہنچ جاتا تو فرمایا فرشتے اس کے عضوعضو کو اڑا لے جاتے اس امر کے بارے میں خدا وند تعالی نے اس آیت سے لے آخر سورۃ تک ناز ل فرمایا ۔

سورۃ العلق (۱۶۔۱۷۔۱۸)

فَلْيَدْعُ نَادِيَہ (١٧) سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ (١٨) كَلاَّ لاَتُطِعْہُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ

ترجمہ :اس وقت چاہئے کہ وہ اپنی جمیت کو پکارے ہم بھی جہنم کے فرشتوں کو بلالیں گے دیکھو اس کا کہنا نہ مانو اور سجدہ کرو اور قرب خدا حاصل کرو ۔

روایت میں وراد ہے کہ ابوجہل ایک دن آنحضرت کے پاس سے گزرا ۔حضرت کو نماز پڑھتے دیکھا تو خفا ہو کر بولا میں نے آپ کو منع نہیں کیا آنحضرت نے بھی نہایت غصہ سے جواب دیا اور فرمایا تو مجھے دھمکاتا ہے ۔حلانکہ وادی مکہ میں سب سے زیادہ مجمع میرے ساتھ ہو گا اسی پر یہ آیت نازل ہوئی ۔

تفسیر قمی میں ہے کہ جب حضرت ابو طالب کا انتقال ہوگیا تو ابو جہل نے اور ولید عبدالفتة نے لوگو کو پکار کر یہ کہا کہ آؤ اب محمد صلے اللہ علیہ والہ وسلم کو قتل کر ڈالو کہ اب ان کا مد د گار جو تھا اب وہ نہیں ہے اس پر خداوند تعالی نے یہ آیت نازل کی ۔

وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ

کافی اور العیون میں جناب علی رضا علیہ السلام سے منقول ہے بندہ کو خداوند تعالی کا جو قرب حاصل ہوتا ہے سجدہ کی حالت میں اسکی دلیل یہی آیت ہے

سورۃالبینہ ۔١

حَتَّى تَأْتِيَہُمْ الْبَيِّنَةُ

ترجمہ :جب تک ان کے پاس کوئی کھلی ہو ئی دلیل نہ آجاتی۔

جنا ب اما م محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ بینیہ سے مراد جناب رسول خدا ہیں جب کہ آگے کی آیت میں صاف ظاہر ہے اور تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ اس کے الفاظ کو مستقبل ہیں اور معنی ماضی ۔

سورۃ البینہ۔٧

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُوْلَئِکَ ہُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ

یقینا وہ لوگ جوایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کام کیے (عمل صالح)ساری مخلوق سے بہتر وہی لوگ ہیں ۔

تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت آل محمد کے بارے میں نازل ہوئی امالی میں حضرت جابر ابن اعبداللہ انصاری سے منقول ہے کہ ہم جناب رسول خدا کی خدمت میں تھے کہ حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام تشریف لائے اور آنحضرت ارشاد فرمایا کہ اب تمہارے پاس میرا بھائی آگیا ہے پھر کعبہ کی طرف توجہ فرمائی اور اس پر اپنا ہا تھ مارکر ارشاد فرمایا کہ اس کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے یہ (علی) اوراس کے شیعہ قیامت کے دن یقینا کامیاب ہونے والے ہیں پھر فرمایا کہ مجھ پر سب سے پہلے ایمان لانے والا اور اللہ کے عہد کو سب سے زیادہ پورا کرنے والا اور خد کے حکم کو سب سے

زیادہ مضبوطی سے بجا لانے والا رعیت میں سب سے زیادہ انصاف کرنے والا اور مال غنیمت کا سب سے زیادہ ٹھیک تقسیم کرنے والا اور خدا کے نزدیک فضلیت میں سب سے بڑھا ہو اعلی ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں جس وقت آنحضرت نے یہ فرمایا اسی وقت خدا وند تعالی نے یہ آیت نازل کی

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُوْلَئِکَ ہُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ نازل فرمائی ۔

اصحاب رسول خدا کا اس وقت سے یہ معمول ہو گیا تھا کہ جب علی مرتضی علیہ السلام کو آتے دیکھتے تو یہ کہا کرتے کہ خیر البریۃوہ آئے ۔اور مزید جناب رسول خدا سے اسی آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ آنحضرت نے علی مر تضی علیہ السلام کی طرف توجہ کر کے فرمایا یا علی واللہ اسی آیت سے تم مراد لئے گئے ہو اور تمہارے شیعہ تمہاری اور انکی وعدہ گاہ حوض کوثر ہے تم کل اس شان سے آؤ گے کہ سروں پر تاج ہو نگے اور چہرے اور پشیانیاں نوارنی ہو نگی ۔

تفسیر مجمع البیان میں بھی یہی مطلب درج ہے اور المحاسن میں جنا ب محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت میں ہم اہل بیعت علیہ السلام کے شیعہ مراد ہیں ۔

سورۃ البینہ۔۸

جَزَاؤُہُمْ عِنْدَ رَبِّہِمْ جَنَّاتُ عَدْنٍ تَجْرِی مِنْ تَحْتِہَا الْأَنْہَارُ خَالِدِينَ فِيہَا أَبَدًا رَضِیَ اللہُ عَنْہُمْ وَرَضُوا عَنْہُ ذَلِکَ لِمَنْ خَشِیَ رَبَّہُ (۸)

ترجمہ :ان کا بدلہ اس کے پروردگار کے پاس ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں جن کے نیچی ندیا ں بہتی ہیں ان میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے ہونگے اللہ ان سے راضی اور وہ اس سے خوش ہونگے یہ اسی کیلئے ہے کو اپنے پروردگا ر سے ڈرتا رہا ہو ۔

کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ان حضرت نے اپنے شیعوں میں ایک شخص سے فرمایا کہ وہ لوگ جن سے اللہ راضی ہو گیا تم ہو اور تم ہی خدا وند تعالی کی قضاوقدر پر راضی ہو فرشتے امور خیر میں تمہارے بھائی ہیں جب تم کو شش کرتے ہو وہ دعا مانگتے ہیں اور جب تم غافل ہوجاتے ہو تو وہ خود تمہارے لئے کوشش کرتے ہیں خیر البریۃ (بہترین لوگ)تم ہو تمہارے گھر بھی تمہارے لئے جنت ہیں او رتمہاری قبر یں بھی تمہارے لئے جنت ہو نگیں ۔جنت کے لئے تم پیدا کئے گئے ہو اور جنت ہی میں تمہاراکل سازو سامان ہے جنت ہی کی طرف تم چلے جارہے ہو ۔

سورۃ الزلزال ۔۱۔۴

إِذَا زُلْزِلَتْ الْأَرْضُ زِلْزَالَہَا (۱) وَأَخْرَجَتْ الْأَرْضُ أَثْقَالَہَا (۲) وَقَالَ الْإِنسَانُ مَا لَہَا (۳) يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَہَا (۴) بِأَنَّ رَبَّکَ أَوْحَی لَہَا

ترجمہ :جب زمین بڑے زور سے ہلادی جائے ۔اور زمین اپنے دفینے نکال دے ۔اور ایک خاص (انسان)کہنے لگے کہ اسے ہو کیا گیا ہے اس دن زمین اپنی خبر یں بیان کر دے گی ۔کیوں کہ تمہارے پروردگار نے اسے حکم دیا ہو گا ۔

علل الشرائع میں جناب سیدہ فاطمہ زہر ہ اسلام اللہ علیھا سے منقول ہے کہ ابو بکر کے زمانے میں بونچھال آیا ۔لوگ لوگ پر یشان ہو کر ابو بکر اور عمر کے پاس گئے تو دیکھا کہ وہ دونوں گھبرائے ہو ئے خود جناب علی مرتضی علیہ السلام کے ہاں جارہے ہیں لو گ بھی پیچھے پیچھے ہو لئے تا تاانکہ دروازہ جناب امیر المومنین پر پہنچے حضرت اس شان سے برآمد ہو ئے کہ انکو زلزہ وغیر ہ کی ذرہ بھر بھی پرواہ نہیں تھی پھر ایک طرف کو چلے اور لوگ بھی پیچھے پیچھے چلے یہاں تک کہ ایک بلندی پر پہنچے حضرت امیرالمومنین اس پر بیٹھ گئے اور لوگ بھی ادھر ادھر بیٹھ گئے اب مدنیہ منورہ کی دیوار یں کو دیکھ رہے تھے کہ وہ ہل رہی ہے کبھی آگے کو آتی ہے کبھی پیچھے کو جاتی ہیں حضرت نے فرمایا جو کچھ تم دیکھ رہے ہو معلوم ہو تا ہے کہ اس نے تمہیں بہت ہی ڈرایا ہو ا ہے وہ کہنے لگے کہ بھلا ہم کیو نکرنہ ڈریں کہ جو کچھ ہم اس وقت دیکھ رہے ہیں ہم نے تو اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھا ۔روای کا بیان ہے کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کے دونوں لب ہائے مبارک حرکت میں آئے پھر اپنا دست مبارک زمین پر مارا اور اس سے فرمایا تجھے کیا ہو گیا ہے وہ فورا(زمین) حکم خدا سے ٹھہر گئی لوگوں کا تعجب پہلے کے تعجب سے جبکہ حضرت برآمد ہو ئے زیادہ ہوا حضرت نے فرمایا کہ تم کو میرے اس کام سے تعجب ہوا لوگوں نے عرض کی کہ جی ہاں ضرور ہوا فرمایا کہ میں وہی شخص ہو ں جس کے بارے میں خدا وند تعالی نے فرمایا اذا زلزت ۔۔۔وقال الانسا ن مالھا پس وہ انسان میں ہی ہو ں جو زمین سے کہے گا کہ تجھے کیا ہو گیا ہے میں وہی ہوں جس سے زمین اپنے چیزیں بیان کریگی ۔

سورۃ الزلزال(۶۔۷)

فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَه (۷) وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَه (۸)

ترجمہ :پس جس شخص نے ذرا برابر نیکی کی ہو گی وہ اسے دیکھ لے گا۔ اور جس نے ذرا بھر بدی کی ہو گئی وہ اسے بھی دیکھ لے گا

تفسیر مجمع البیان میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک قول کے بموجب یہ آیت قرآن مجید کی کل آیتیں میں سے سب سے زیادہ فیصلہ کرنے والی ہے اور جناب رسول خدااسکو جامعہ فرمایا کرتے تھے ۔

تفسیر قمی میں جنا ب امام محمد باقر علیہ السلام سے اس کی تفسیر میں منقول ہے کہ اگر کوئی شخص اہل جہنم سے ہوا اور وہ شخص دنیا میں ذرہ بھر بھی نیکی کر چکا تھا تو وہ اسکو قیامت کے دن حسرت کے طور پر دیکھے گا کیونکہ وہ عمل خیر اس نے خدا کی خوشنودی کے لئے نہیں کیا تھا اور اگر کوئی شخص اہل جنت سے ہو اور اس نے کوئی بدی بھی کی ہو گی تو قیامت کے دن اس بدی کو دیکھے گا تو ضرور مگر وہ بدی اس کی بخش دی جائیں گی ۔

سورۃالعدیت۔۱۔۱۱

وَالْعَادِيَاتِ ضَبْحًا (۱) فَالْمُورِيَاتِ قَدْحًا (۲) فَالْمُغِيرَاتِ صُبْحًا (۳) فَأَثَرْنَ بِهِ نَقْعًا (۴) فَوَسَطْنَ بِهِ جَمْعًا (۵) إِنَّ الْإِنسَانَ لِرَبِّهِ لَكَنُودٌ (۶) وَإِنَّهُ عَلَى ذَٰلِكَ لَشَهِيدٌ (۷) وَإِنَّهُ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيدٌ (۸) أَفَلَايَعْلَمُ إِذَا بُعْثِرَ مَا فِي الْقُبُورِ (۹) وَحُصِّلَ مَا فِي الصُّدُورِ (۱۰) إِنَّ رَبَّهُمْ بِهِمْ يَوْمَئِذٍ لَخَبِيرٌ (۱۱)

ترجمہ :قسم ہے سر پٹ دوڑنے والے گھوڑوں کی جو فراٹے بھرتے جاتے ہیں پھر پتھر پر ٹاپ مارکر آگ نکالتے جاتے ہیں پھر صبح کے وقت چھاپا مارتے ہیں تو اس سے گرد غبار بلند کر دیتے ہیں پھر دشمنوں کے دل میں گھس جاتے ہیں بیشک انسان اپنے رب کے لئے بڑا ہی ناشکر ہے اور وہ اس بات پر خود بھی ضرور گواہ ہے اور وہ مال کی بہت محبت رکھتا ہے کیا وہ نہیں جانتا کہ جب مردے قبروں سے نکالے جائیں گے اور سینوں کے بھید کھول دے جائیں گے اس دن ان کا پروردگا ر اس سے ضرور واقف ہو گا ۔

امالی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس سورۃ کے بارے میں دریافت کیا گیا فرمایا کہ جناب رسول خدا نے اس ایک سر پر جنگ میں عمر ابن الخطاب کو سردار کرکے بھیجا تھا وہ شکست کھا کر اس شان سے لوٹا کہ اپنے ساتھیوں کو بزدلی کا الزام دیتا تھااور وہ لوگ خود اسے بزدل بتلاتے تھے جب یہ قضیہ جناب رسول خدا کی خدمت میں پہنچا تو آنحضرت نے علی مرتضی علیہ السلام نے فرمایا کہ سردار قوم تم ہو اب اس سر یہ کی فتح کے لئے تم آمادہ ہو مہاجرین اور انصار کے سواروں میں سے جنہیں جنہیں مناسب سمجھو ہمرار لے جاؤ حضرت نے تعمیل کی ۔جناب رسول خدا نے انکو اس مہم پر ردانہ کرتے وقت یہ ارشاد فرمایا کہ دن کو ہمیشہ کسی گوشے میں قیام کرنا اور رات کو چلاکرنا اور دشمن کے حالات پر نظر رکھنا ۔جنا ب امیرالمومنین نے حکم جناب رسول خدا کی پوری پوری تعمیل کی وہاں پہنچ کر قریب صبح ان لوگوں پر چھاپا مارا اور یہاں خدا وند تعالی نے اپنے نبی پر سورۃ الحدیت نازل کی جس میں جناب مولا کائنات امیر المومنین علی ابن ابی طالب اور انکے ساتھیوں کی تعریف فرمائی)

سورۃ التکاثر (آخری)

ۚ ثُمَّ لَتُسْأَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنْ النَّعِيمِ

ترجمہ :پھر تم سے ان دونوں نعمتوں کی بابت ضرور باز پرس کی جائے گی

جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہم اہل بیت وہ نعمت ہے جن کی وجہ سے ان میں اتفاق پیدا کر دیا اور اس کے سخت اختلاف تھا اور ہماری ہی وجہ سے اللہ نے اپنے بندوں پر احسا ن فرمایا اور ہماری ہی وجہ سے ان کے دلوں میں الفت پیدا کر دی اور ان کو بھائی بھائی بنادیا بعد اس کے وہ دشمن تھے اور ہماری وجہ سے اللہ نے ان کو اسلام کی ہدایت کی ہے یعنی نعمت خدا ایسی ہے جو منقطع نہ ہو گی اور اسی نعمت کے حقوق کی بابت خدا وند تعالی ان سے سوال کر یگا کیونکہ یہی نعمت ایسی ہے جسکے زریعہ سے اس نے ان پر احسان فرمایا ہے یہ نعمت (نعیم) نبی اور عترت نبی ہیں ۔

سورۃالعصر (۱،۲)

وَالْعَصْرِ (۱) إِنَّ الْإِنسَانَ لَفِي خُسْرٍ (۲) إِلاَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ

ترجمہ :وقت عصر کی قسم ۔انسان ضرور گھاٹے (ٹوٹے) میں ہے۔سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور انہوں نے عمل (عمل صالح) نیک عمل کئے اور ایک دوسرے کو حق کی پیروی کی تاکید کرتے رہے اور ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کرتے رہے ۔

العصر ۔ سے مراد قائم آل محمدکے خروج اور ظہور کا وقت ہے اور وقت شہادت

امام مظلوم کربلا سید الشہدا امام حسین علیہ السلام ہے ۔

الا نسان ۔الا کمال میں جناب امام جعفر صادق علیہ اسلام سے منقول ہے کہ اس سے مرادہمارے دشمن ہیں ۔

سورۃ الماعون (۱۔۳)

أَرَأَيْتَ الَّذِی يُكَذِّبُ بِالدِّينِ (۱) فَذَلِکَ الَّذِی يَدُعُّ الْيَتِيمَ (۲) وَلاَيَحُضُّ عَلَى طَعَامِ الْمِسْكِينِ

ترجمہ :کیا تم نے اس شخص کو دیکھا جو جزا وسزا کو جھٹلاتا ہے وہی تو ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے اور مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب نہیں دیتا ۔

تفسیر قمی میں ہے کہ یہ سورت ابو جہل اور کفار قریش کے بارے میں نازل ہوئی تفسیر قمی میں مزید ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ یتیم کو اسکا حق نہیں دیتے ایک قول کے مطابق ابو جہل ایک یتیم کے مال کا سر پرست تھا ایک موقع پر وہ یتیم برہنہ حالت میں اس کے پاس آیا اور اپنے ذاتی مال میں سے اس سے کچھ طلب کیا ابو جہل نے اس کو ہٹادیا اور ابو سفیان نے ایک اونٹ ذبح کیا تھا اس سے اس یتیم نے گوشت مانگا تو ابو سفیان نے اسکو اپنے عصا سے مارا۔

سورۃ الماعون (۴۔۷)

فَوَيْلٌ لِلْمُصَلِّينَ (۴) الَّذِينَ ہُمْ عَنْ صَلاَتِہِمْ سَاہُونَ (۵) الَّذِينَ ہُمْ يُرَائُونَ (۶) وَيَمْنَعُونَ الْمَاعُون

ترجمہ :پس ویل ہے ان نماز پڑھنے والوں کے واسطے جو اپنی نماز سے غفلت کرتے ہیں ۔اورجو دکھاوالے کی نماز پڑھتے ہیں اور عاریت دینے کی چیزوں کو روکتے ہیں

تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے تارک الصلواۃ لوگ مراد ہیں کیونکہ سہوتو نماز میں ہر انسان سے ہوتا ہے۔

تفسیر عیاشی میں ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا تھا کہ آیا یہ سہو وسوسہ شیطان ہے فرمایا نہیں ؟یہ تو ہر شخص کو پیش آتا ہے بلکہ یہاں سہو سے مراد غفلت کرنا اور نماز کا اول وقت سے بے عذر چھوڑ دینا ۔ الخصال میں امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے کہ نماز سے بڑھ کر کوئی عمل خداوند تعالی کو پسند نہیں ۔ پس دنیا کے کاموں میں سے کوئی کام تم کو اس بات سے باز نہ ررکھے کہ اور نماز کو اسکی فضیلت کے وقت بجا لاؤ اس لئے کہ خدا وند ی تعالی اسی غفلت کرنے والوں کے بارے میں فرمایا ہے الذین ھم عن صلاتھم ساھون

سورۃالماعون

الَّذِينَ ہُمْ يُرَائُونَ

تفسیر مجمع البیان میں جناب امیرالمومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ ان سے مراد وہ منافقین ہیں کہ جونماز پڑھتے تھے اور اس سے ثواب کی امید نہ رکھتے تھے اور نہ پڑھتے تھے تو اس سے کسی

عذاب کا اندیشہ نہ کرتے تھے گویا پورے پورے غافل رہتے یہاں تک کے اس کا وقت گزر جاتا اور وہ غافل ہی رہتے ہے ۔ پس مومنین کے سا تھ ان کا نماز پڑھنا ریا تھا جیسا کہ خدا وند اس آیت میں فرماتا ہے

وَيَمْنَعُونَ الْمَاعُون

ترجمہ :اور عاریت دینے والی چیزوں کوروکتے ہیں ۔

تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد چراغ آگ اور خمیر وغیرہ چیزیں ہیں جن کی لوگوں کو اکثر ضرورت ہو کرتی ہے اور ایک روایت کے بموجب مراد ہے خمس اور زکوۃ اور تفسیر مجمع البیان میں جناب امیر المومنین علیہ السلام اور جناب اما م جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس سے مرادہے زکواۃ واجب او روہ چیزیں اور جولوگ آپس میں ایک دوسرے سے مستعار مانگ لیا کرتے ہیں جیسے ڈول وغیرہ اور ایسی چیزیں جو روکی ہی نہیں جاسکتی جیسے پانی اور نمک کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ الماعو ن سے مراد وہ قرض بھی ہیں جو تم لوگوں کودیتے ر ہے ہو اور وہ نیکی بھی جو اور جو اوروں کے ساتھ کرتے رہتے ہو اور اسباب خانہ داری بھی ہے جو مستعار دے دیا کرتے ہو اور زکواۃ بھی الماعون میں داخل ہے کسی نے عرض کی کہ ہمارے پڑوسی ایسے بے احتیاط ہیں کہ جب ہم ان کو برتنے کی چیزیں مستعار دیتے ہیں تووہ ان کو توڑ پھوڑ دیتے ہیں پھاڑ چیر ڈالتے ہیں اور طرح طرح سے خراب کر دیتے ہیں اس صورت میں اگر ہم ان کو نہ دیں تو ہم پر کوئی الزام تو نہیں ؟؟؟ فرمایا جب یہ حالت ہے تو ایسوں کو نہ میں تم پر کچھ بھی الزام نہیں ۔

سورۃالکوثر ۔۱۔۲

إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ (١) فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ (٢) إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ (٣)

ترجمہ :یقینا (اے رسول) ہم نے تم کو کوثر عطاکی ہے ۔اب تم اپنے پروردگار کے لئے نماز پڑھو اور اپنے دونوں ہاتھوں کو کانوں تک بلند کرو ۔یقیناتمہارا دشمن جو ہے وہی بے اولاد رہے گا ۔

الکوثر خیر کثیر علم عمل نبوت وکتاب شرف دارین اور ذریت طیبہ اور تفسیرمجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس سے مراد شفاعت ہے ۔

وانحر ۔تفسیر مجمع البیان امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس سے مطلب یہ ہے کہ اپنے دونوں ہاتھوں کو چہرے کے برابر تک اٹھا نا اور ایک روایت میں ہے کہ خود بھی مولا نے ہاتھ اٹھا کر دکھائے جس طرح شروع نماز میں قبلہ کی طرف رخ کرکے اٹھا ئے جاتے ہیں (ہر چیز کی ایک زینت ہوتی ہے نماز کی زینت یہی ہے کہ ہر تکبیر کے ساتھ ساتھ اٹھائے جائیں

الابتر ۔تفسیر قمی میں ہے کہ جناب رسول خدا مسجد الحرام میں تشریف لائے اس وقت اس جگہ عمروابن العاص اور حکم ابن العاص موجود تھے

عمرو نے یا الھا الا بتر کہہ کے خطاب کیا کیونکہ زمانہ جاہلیت میں یہ ہی دستور تھا ابتر اس شخص کو کہتے تھے جس کی کوئی اولاد نہ رہی ہو۔

پھر عمر ہ نے یہ بھی کہا کہ مجھے محمد سے بغض ہے پھر اللہ تعالی نے اپنے رسول پر یہ سورۃ نازل فرمائی ۔گویا ان شائک ھو الا ابتر تجھ سے بغض رکھنے والا ہی ابتر ہے یعنی نہ اس کا کوئی دین ہے اور نہ اس کا کوئی نسب ۔

تفسیر صافی میں ہے کہ نہ اسکی نسل باقی رئیگی اور نہ اسکی یاد نیکی کے ساتھ رہے گی اب رہے تم (رسول خدا) سو تمہاری ذریت بھی قیامت تک رہے گی اور تمہاری شہرت بھی اور تمہاری شہرت کے آثار بھی

إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ

امالی میں حضرت عبداللہ ابن عباس سے مروی کہ جب سورۃ کوثر نازل ہوئی تو جناب امیر المومنین علیہ السلام نے عرض کی یا رسول اللہ یہ کوثر کیا چیز ہے ؟فرمایا کہ کوثر ایک نہر ہے جس کی وجہ سے خدا وند تعالی نے مجھے بزرگی بخشی ہے ۔عرض کی یا رسول اللہ اس نہر شریف کے اوصاف بیان کیجئے فرمایا کہ اے علی کو ثر ایک نہر ہے جو عرش کے نیچے سے جاری ہوئی ہے اس کاپانی دودھ سے زیادہ سفید شہد سے زیادہ شریں مسکہ سے زیادہ نرم ہے سنگر یز ے اس کے زبر مدد یا قوت ومرجان ہیں گھاس اس کی زعفران ہے مٹی اسکی مشک اذمر ہے چشمے اس کے عرش خدا کے نیچے ہیں پھر میرے پہلو پر ہاتھ مارکر فرمایا کہ اے علی ؟وہ نہر میرے لئے اور تمہارے لئے اور تمہارے ان دوستوں کے لئے ہے جو میرے بعد بھی تم سے محبت رکھیں گے

وہ میرا حوض ہے قیامت کے دن میری تمام امت اس پر وارد ہو گی ستارہ ہائے آسمانی کے ہم عدد اس پر پیالے رکھے ہوئے ہوں گے میری امت کا بڑا گروہ اس کے کنارے سے ہٹا دیا جائے گا میں عرض کروں گا کہ اے میرے پروردگا ر یہ تو میری امت میں سے ہے ارشاد ہوگا کہ اے رسول تم کو خبر نہیں ہے کہ ان لوگوں نے تمہارے بعد کیسے کیسے حادثے بر پاکئے ہیں

تم سب کو چاہیے کہ ہمارے ساتھ حوض کو ثر پر ہونے کی خواہش کرو اس لئے کہ ہم اس کے کنارے سے اپنے دشمنوں کو ہٹا دیں گے۔

حضرت عبداللہ ابن عبا س کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے خدا وند تعالی نے پانچ چیزیں عطا فرمائی ہیں اور پانچ ہی علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو عنایت کی ہیں خدا وند تعالی مجھ کو جوامع العلم (قرآن مجید) عطا کیا ہے اور علی کو جوامع العلم دیا ہے مجھے نبی مقر ر کیا ہے علی کو میرا وصی ۔مجھے کوثر مر حمت فرمایا تو علی کو سبیل ۔مجھے وحی عطا فرمائی ہے اور علی کو الہام ۔مجھے شب معراج آسمان پر بلایا تو علی کے لئے آسمان کے دروازے کھول دئے اور حجاب اٹھا دئے تاکہ میں ان کی جانب دیکھوں اور وہ میری طرف دیکھیں ۔یہ فرماکر آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم رونے لگے میں نے عرض کی یارسول اللہ میرے ماں باپ حضور آپ پر نثار ہو جائیں اس وقت رونے کا سبب کیا ہوا ؟فرمایا اے ابن عباس (عرش بریں) پر سب سے پہلے مجھے یہ حکم ہوا کہ اپنے نیچے کی سمت نظر کرو جو نہی نظر کی تو دیکھا کہ پردے ہٹا دئے گئے ہیں اور آسمان کے دروازے کھلے ہوئے ہیں اور علی ابن ابی طالب علیہ السلام سر اٹھائے ہوئے دیکھ رہے ہیں پس علی نے مجھ سے بھی کلام کیا اور میرے پروردگار نے بھی مجھ سے کلام کیا ابن عباس کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی یارسول اللہ خدا وند تعالی نے آپ سے کیا فرمایا تھا ؟جواب دیا کہ خدا وند تعالی نے فرمایا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) میں نے علی کو تمہارا وصی اور وزیر تمہارے بعد خلیفہ قرار دے دیا ۔یہ خوشخبری علی کو دے دو کہ وہ تمہاری باتیں سن رہے ہیں پس میں نے علی کو خبر دی حالانکہ

میں اپنے پروردگا ر کے حجاب قدرت کے پاس تھا علی نے جواب دیا کہ یارسول اللہ میں نے قبول کیا اور میں آپ کا فرمانبردار ہوں پس خدا وند تعالی نے ملائکہ کو حکم دیا کہ تم سب کے سب علی پر سلام کرو ان سب نے سلام دیا پھر میں نے دیکھا کہ فرشتے آپس میں بابت ایک دوسرے کو مبارک بشارت باد دے رہے ہیں اور جس بھی فرشتہ کی طرف سے میر اگزر ہوتا تھا وہی مجھے مبارک باد دیتا تھا اور وہ فرشتے کہتے تھے کہ یارسول اللہ قسم ہے خدا کی جس نے آپ کو معبوث رسالت کیا اس بات کا ہم گروہ ملائکہ کو بے حد خوشی ہے کہ آپ کے چچا زاد بھائی کو خدا ئے تعالی نے آپ کا خلیفہ قرار دیا ہے اور میں نے حاملان عرش کودیکھا کہ وہ زمین کی طرف سر جھکائے ہوئے ہیں یہ حال دیکھ کر میں نے جبرئیل سے پوچھا کہ اے جبرئیل حاملان عرش کے سر جھکانے کا سبب کیاہے جبرئیل نے کہا یارسول اللہ کوئی فرشتہ ایسا نہیں ہے جس نے خوش ہو کر چہرہ علی ابن ابی طالب کی طرف نظر نہ کی ہومگر حاملان عرش نے ابھی ابھی خدا وند تعالی سے اجازت حاصل کی ہے اب و ہ علی ابن ابی طالب کی طرف نظر کر رہے ہیں (اے ابن عباس) جب میں زمین پر آیا تو میں ان واقعات کی اطلاع علی ا بن ابی طالب علیہ السلام کو دیتا تھا اور وہ سب باتوں کی خبر مجھے سناتے تھے جب سے میں نے معلوم کر لیا کہ کوئی مقام ایسا نہیں رہا جہاں میں نے قدم رکھا ہو اور علی پروہ نہ کھل گیا ہو۔یعنی انہوں نے اسے آنکھوں سے نہ دیکھ لیا ہو ۔ابن عباس کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ مجھے کوئی نصیحت کیجئے ؟؟؟ فرمایا کہ ابن عباس تم پر علی ابن ابی طالب کی مودت واجب ہے قسم ہے خدا کی جس نے مجھے برحق رسول بنا کر بھیجا ہے ہر شخص کی کوئی نیکی اس وقت تک قبول نہ ہوگی جب تک کہ اس سے محبت علی ابن ابی طالب کا سوال نہ کرلیا جائیگا ۔حالانکہ خدا وند تعالی پر ہر چیز کو خوب جانتا ہے ۔

پس اگر بندہ علی کی محبت ولایت لے کر آیا ہے تو تو اس کا عمل جیسا بھی ہوگا قبول ہوجائے گا اور اگر ان کی ولایت لیکر نہیں آیا تو کوئی اور عمل پوچھا ہی نہ جائے گا اور یہ حکم ہو جائے گا کہ اسے سیدھا جہنم پہنچادو اے ابن عباس اس کی قسم جس نے مجھے برحق نبی بنا کر بھیجا دوزخ کی آگ نہ نسبت ان لوگوں کے کے جو خدا کے لئے بیٹا قرار دیتے ہیں ان لوگوں پر زیادہ غضب ناک جو علی سے دشمنی رکھتے ہوں گے۔

اے ابن عباس اگر تمام ملائکہ اور سارے انبیا (بفرج محال) علی کی عداوت پر متفق ہوجائیں تواللہ تعالی ضرور ان کو دوزخ کی آگ سے عذاب میں مبتلا کرئے گا مگروہ لوگ علی سے ہرگز دشمنی نہ کریں گے میں نے عرض کی یا رسول اللہ کیا ایسا بھی کوئی ہوگا جو علی سے عداوت رکھے گا؟ فرمایاہاں اے ابن عباس بہت سے لوگ ہو ں گے جو میری امت میں ہونے کا دعوی کریں گے مگر اسلام سے ان کو کچھ بھی تعلق نہ ہوگا۔

اے ابن عباس ان کی علامت ایک یہ بھی ہے کہ وہ علی پر ایسے شخص کو فضلیت دیں گے جو ان سے کہیں پست درجہ ہوگا اسی کی قسم جس نے مجھے برحق نبی بنا کر بھیجا ہے ۔ خداوند تعالی نے کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا جو اس کی نظر میں مجھ سے زیادہ معزز ہو نہ کوئی وصی ایسا بھیجا جس کی عزت اس کے نزدیک میرے وصی سے زیادہ ہو۔

ابن عباس فرماتے ہیں کہ کہ ہمیشہ میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نصیحت اورحکم کے بموجب علی ابن ابیطالب علیہ سے محبت کرتا رہا اوریہ کہ میرے نزدیک اس سے بڑھ کر کوئی عمل ہی نہ تھا۔

ابن عباس کہتے ہیں کہ اس واقعہ کو مدتیں گذر گئیں اورجناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وقت وفات قریب آگیا۔ ایک دن میں نے عرض کی یا رسول اللہ میرے ماں باپ حضورکے قدموں پر فدا ہو جائیں آپ کی رحلت کا زمانہ بہت نزدیک رہ گیا ہے آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں فرمایا اے ابن عباس علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے مخالفوں کی تم مخالفت کرنا اورہرگز علی کے مخالفوں کی مدد اورنصرت نہ کرنا ۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ لوگوں کوکیوں نہیں حکم دے دیتے کہ علی کی مخالفت نہ کریں یہ سنکر آنحضرت اتنا روئے کہ غش کر گئے ۔

جب افاقہ ہوا توفرمایا اے ابن عباس علم خدا میں یہ پہلے سے ہی گذر چکا ہے خدا کی قسم علی ابن ابی طالب علیہ السلام کا کوئی م خالف اورمنکر دنیا سے نہ اٹھے گا مگر یہ کہ خدا وند تعالی اس کی نعمتوں کو متغیر کر دے گا۔اے ابن عباس اگر تم خدا سے ایسے حال ملاقات کرنا چاہتے ہوکہ تم سے راضی ہوں تم علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی را ہ پر چلتے رہنااورجس طرف تم ان کا میلان دیکھواسی طرف تم بھی مائل ہوجانا اوراپنی اولاد کی ان کو امامت کی وصیت کرتے جانا اوران کے دشمنوں سے دشمنی رکھنا اوران کے دوستوں کو کے دوست بننا اے ابن عباس تم ہمیشہ اس بات سے ڈرنا کہ کہیں علی کی طرف سے تمہارے دل میں کوئی مخالف بات آجائے کیونکہ علی کے بارے میں شک کرنا خدا وند تعالی کی جناب میں کفر کے برابر ہے ۔

جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک روز جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نماز صبح ادا کر کے بعد جناب امیر المومنین علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا یاعلی یہ نور کیسا ہے جو تم پر چھا یا ہوا ہے عرض کی یارسول اللہ آج شب کو مجھے جنابت عارض ہوئی پس میں اس جنگل میں پانے کی تلاش کوگیا مگر کہیں نہ ملا ۔جب میں واپس آیا تو ایک منادی نے مجھے آواز دی یا امیر المومنین علیہ السلام اب جو میں نے پلٹ کر دیکھا تو ایک شخص کو پایا کہ ایک لوٹا اور ایک سونے کاطاس پانی سے بھرا ہوا لئے تھا اس سے میں نے غسل کیا جناب رسول خدا نے فرمایا وہ آواز دینے والا جبرئیل تھے ۔

انس بن مالک سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابو بکروعمر نے فرمایا کہ تم دونوں علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی خدمت میں جاؤتاکہ وہ سب کا واقعہ تم سے بیان کریں اورمیں بھی پیچھے پیچھے تمہارے آتا ہوں پس وہ دونوں دو کستر ائے مرتفوی پر حاضر ہوئے اوراندر آنے کی اجازت مانگی امیر المومنین علیہ السلام خود باہر آگئے اورفرمایا کہ کیا کوئی حادثہ برپا ہوگیا ہے ہم نے عرض کی نہیں بلکہ ہمیں رسول خدا نے حکم دیا ہے کہ علی علیہ السلام کے پاس جاؤ تاکہ وہ تم سے شب کا قصہ بیان کریں ہم لوگ یہ عرض کر رہی تھے کہ اتنے میں جناب رسول خدا بھی تشریف لے آئے اورارشادفرمایا کہ اے علی علیہ السلام رات کی سرگزشت ان دونوں کو سنا دو عرض کی یا رسول اللہ مجھے توشرم آتی ہے فرمایا بیان کرو حق بیان کرنے سے خدا بھی نہیں شرماتا۔ اس وقت علی مرتضی علیہ السلام نے فرمایا کہ شب گذشتہ میں نے طہارت اورغسل کے لیے پانی تلاش کیا مگر نہ ملا ۔صبح نمودار ہو چکی تھی مجھے خوف ہوا کہ میری نماز قضا نہ ہوجائے پس میں نے حسین علیہ السلام کو اوردوسری طرف حسن علیہ السلام کو پانی کی تلاش میں روانہ کیا ان دونوں کی واپسی میں دیر ہوئی جس سے میرے دل کا رنج اوربڑھ گیا میں اس بے چینی میں تھاکہ یکایک مکان کی چھت شگافتہ ہوگئی اورایک طاس رومال سے ڈھکا ہوا اترنا شروع ہوا جب وہ زمین پر آگیا میں نے اس سے رومال ہٹایاتو دیکھتا کیا ہوں اس میں پانی ہے اس سے میں نے طہارت بھی کی اورغسل بھی کرلیا اورنماز صبح ادا کی پھر وہ طاس اوررومال اٹھ گیا اورچھت برابر ہو گئی جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امیر المومنین علیہ السلام سے اور ان دونوں (ابو بکر وعمر)سے فرمایا کہ وہ طاس جنت کا تھا وہ پانی کوثر

کااوروہ رومال بہشتی اسبترق کا تھا اے علی ! تمہاری مانند کون ہے کہ اس شب میں جبرئیل نے تمہاری خدمت کی ۔

سورۃ الکفرون

لا اعبدو

امام جعفر صادق علیہ السلا م سے کسی نے سوال کیا کہ کوئی حکم بھی کیا بات کو اس طرح باربار دہرایا کرتا ہے مولا نے جواب دیا کہ جب اس سورت کے نزول کابارہار تکرار ہے اوریہ کہ قریش نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ کہا تھا کہ ایک سال توتم ہمارے خداؤں کی پرستش کر لیا کرواورایک سال ہم تمہارے خدا کی پرستش کر لیا کریں جس طرح جس انداز سے قریش نے درخواست کی تھی اس انداز سے خدا تعالی نے جواب دیا تھا۔

سورۃ النصر

اذا جا ء نصراللہ والفتح

ترجمہ :جب آئی اللہ کی مدداورفتح(ہو گیا مکہ)اوردیکھا تم نے لوگوں کو کہ خدا کے دین میں گروہ (کہ گروہ) داخل ہو رہے ہیں تواب تم اپنے رب کی حمد کی تسبیح پڑھواوراس سے طلب مغفرت کرو بیشک وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے کافی اورالعیون میں منقول ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ سب سے پہلی سورت اقرا باسم ربک الذی خلق اورسب سے پچھلی سورۃ اذا جا ء نصراللہ ۔ تفسیر مجمع البیان میں ام سلمہ سے مروی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے زندگی سبحن اللہ بحمدہ استغفراللہ واتوب الیہ کے آخری سال میں اٹھے بیٹھے آتے جاتے یہ فرماتے تھے۔

سورۃ الہب

تبت یداابی لھب وتب

ترجمہ :ٹوٹ جائیں دونوں ہاتھ ابو لہب کے اورغارت ہو جائے وہ خود اوراس کا مال اورجو کچھ اس نے کمایا اس کے کچھ کام نہ آئے گاعنقریب وہ بھی لپٹنے والی آگ میں جلایا جائے گا اوراسکی جو رو (بیوی) بھی جہنم کا ایندھن اٹھائے ہوئے چلی جائیگی جس کے گلے میں آگ کی رسی ہوگی

تفسیر صافی میں ہے کہ بتاب کے معنی ہیں ایسا نقصان جو ہلاکت تک پہنچا دے اور یداسے مراد ہے اس کا نفس یا ذات یادنیا اورآخرت ۔

تفسیر مجمع البیان میں عبداللہ ابن عباس سے منقول ہے کہ جب آیت واندعشر تک الاقربین نازل ہوئی توحضرت کو ہ صفا پر تشریف لے گئے اورایک آواز دی جس سے قریش آپ کے پاس جمع ہو گئے اورکہنے لگے تمہیں کیا امرپیش آیا ہے آپ نے فرمایا کہ بھلا اگر میں تمہیں اطلاع دوں کہ دشمن اس پہاڑ کر پیچھے چھپا ہوا ہے اورصبح وشام تم پر حملہ کرنے والا ہے تو کیا تم میری تصدیق کرو گے سب نے کہا ضرور ہم آپ کی تصدیق کریں گے فرمایا کہ میرے نبی کے بارے میں یہ فرمان تعالی ہے ۔

ان هو الا نذیر لکم بین یکری عذاب شدید

ترجمہ :پھر غور کرو کہ تمارا پاس اس رفیق پیغمبر کو جنون نہیں ہے یہ تو سخت عذاب آنے سے پہلے تمہارے لیے صرف ڈرانے والا ہے۔اس پر ابو لہب نے کہاتبا لک (تیرا سیتاناس)کیا تو نے اس بات کے لیے ہم سب کو بلایا ہے اس کے جواب میں خداوند تعالی نے یہ سورت نازل فرمائی ۔

سورۃ الاخلاص

قل ھو اللہ ۔تفسیر قمی میں یہ ہے کہ اس سورت کی شان یہ ہے کہ یہودیوں نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آکر عرض کی تھی کہ آپ اپنے پروردگار کا نسب نامہ بیان کریں تو اللہ تعالی نے یہ سورت نازل فرمائی ۔

تفسیر توحید میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ قل کا مطلب یہ کہ اس چیز کا اظہار کر جو ہم نے تیری طر ف وحی کی ہے اور جس طرح حرفوں کو جمع کرکے ہم نے تجھے اطلاع دی ہے اورتجھے ہم نے پڑھ کر سنا دیتے ہیں تاکہ ان کے ذریعہ سے ہر وہ شخص جو توجہ کر کے دل کے کانوں سے سنے پا لے ھو ایک اسم ہے جس میں کنایا اوراشارہ اورغائب کی طر ف ہے۔پس اس کی (ہ)بتیہ کرتے بتلاتی ہے کہ وہ معناً ثابت وقائم ہے

اورواو اسباب کا اشارہ کرتی ہے کہ خواس خمسہ سے غائب ہے

سورۃ الفلق

قل اعوذ برب الفلق

ترجمہ :تم کہہ دو کہ میں سپیدا صبح کے مالک کی پناہ مانگتا ہوں ہر اس چیز کے شرسے جس کو اس نے پیدا کیا اوراندھیری رات کے شر سے جبکہ وہ چھا جائے اورگروہوں پر پھونک مارنے والیوں کے شر سے جب کہ وہ پھونک ماردیں اورحسد کرنے والے کے شر سے کہ جب وہ حسد کرے۔

طب آئمہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جبرائیل امین جناب رسول خدا کی خدمت میں آئے اوریہ عرض کی کہ یا رسول اللہ فلاں شخص نے آپ پر جادو کر دیا ہے اوروہ جادو کی چیزفلاں قبیلے کے کنوئیں میں اس شخص نے ڈال دی ہے پس آپ کنوئیں میں اس شخص کو بھیجیں جس پر آپکا بھروسہ سب سے زیادہ ہے اوراس کی عظمت آپ کی نظر میں سب سے زیادہ ہے اورجو آپ کے نفس کی سی منزلت رکھتا ہو تاکہ وہ اس جادو کو نکال لے آئے اورآپ کے پاس پہنچا دے۔چنانچہ آنحضرت نے حضرت علی ابن ابی طالب کو بھیجا اورفرمایا کہ تم فلاں قبیلے کے کنوئیں پر چلے جاؤ اوراس میں ایک جادو ہے جو لبید ابن عصم یہودی نے میرے بارے میں کیا ہے جناب امیر المومنین علیہ السلام کا جانااورجادونکال کر لانا باطل کر دکھانا اوردوسرے اصحاب کا شکر کرنا اورجناب امیر کے جوابات یہ سب صفحہ نمبر ۲۴۲ملاحظہ ہوں

سورۃ الناس

قل اعوذ برب الناس

ترجمہ :تم کہہ دو کہ میں آدمیوں کے پروردگار کی ۔ آدمیوں کے بادشاہ کی آدمیوں کے معبودکی ۔ اس شیطان کے وسوسوں کے شر سے بچنے کی کے لیے پناہ مانگتا ہوں جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتا رہتا ہے (ان میں سے) ایک جنوں میں سے ہے اور ایک آدمیوں میں سے ہے ۔

تفسیر صافی میں ہے کہ خناس شیطان کا نام ہے اور اور اس کے لفظی معنی ہیں ہر نیکی کے کام کو تاخیر میں ڈالنے والا کافی اور تفسیر عیاش میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ہر مومن کے دل کے دوکان ہیں ایک میں تو خناس ایسے وسوسے پھونکتا رہتا ہے اور ایک میں فرشتہ اپنی آواز پہنچاتا رہتا ہے جب کہ فرمایا

واید هم بروح منہ

ترجمہ :(اور اپنی طرف سے روح ایمان سے ان کی تائیدفرمائی ہے ۔)

تفسیر قمی میں ان ہی حضرت سے منقول ہے کہ ہر دل کے دوکان ہوتے ہیں ایک پر ہدایت کرنے والا فرشتہ متعین ہوتا ہے اور دوسرے پر آزمائش میں ڈالنے والا شیطان جب یہ شیطان کسی بدی کامشورہ دیتا ہے تو وہ فرشتہ زجر وتو بیج کرتا ہے (اب ماننے والے اورنہ ماننے والے کا اختیا رصاحب دل کو ہے) اسی طرح آدمیوں میں سے بھی خناس ہے جو آدمیوں کو خدا کی نافرمانی پر آمادہ کرتا رہتا ہے جیسا کہ جنوں میں کا شیطان ۔